www.naqshbandiaowaisiah.com

ماہنامہ
المُرشد
لاہور

اگست 2001ء

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ

القرآن الکریم

ترجمہ

وہ فلاح پا گیا جس نے تزکیہ کر لیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز کا پابند ہو گیا۔

ادھوری آزادی .... کیسا جشن؟

1947ء میں دیکھا گیا خواب

اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ملک 54 سال بعد بھی اسلامی نظام سے محروم ہے

www.naqshbandiaowaisiah.com

ماہنامہ المُرشد لاہور

بانی: حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ مجدد سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

سرپرست: حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

ناظم اعلیٰ: کرنل (ریٹائرڈ) مطلوب حسین — نشرواشاعت: چوہدری غلام سرور

اگست 2001ء (جمادی الاول 1422ھ)

جلد نمبر 22 ✻ شمارہ نمبر 13

مدیر —— چوہدری محمد اسلم

مجلس ادارت

الطاف قادر، محسن اعجاز احمد اعجاز، سرفراز حسین

سرکولیشن منیجر: رانا جاوید احمد

کمپیوٹرڈیزائننگ کمپوزنگ: عبدالحمید

قیمت فی شمارہ 25 روپے

CPL No. 3

اس شمارے میں

1- اداریہ۔	محمد اسلم	3
2- ہدایات برائے سالکین، آداب اجتماع	امیر محمد اکرم اعوان	5
3- اُلھکم اللہ	امیر محمد اکرم اعوان	11
4- فریب یا تبدیلی نظام	امیر محمد اکرم اعوان	19
5- لذت آشنائی	امیر محمد اکرم اعوان	25
6- من الظلمت الی النور	حاجی عنایت اللہ	36
7- علاج نبوی ﷺ اور جدید سائنس	ڈاکٹر خالد غزنوی	38
8- سامراجی کردار اور غریب ملکوں کی حالت زار	محمد شفیع اویسی	41
9- کیا محمد ﷺ صرف اہل عرب کے رسول تھے	ناصر محمود غنے	44
10- امیر محمد اکرم اعوان کے بیانات اخبارات کی روشنی میں		49
11- باتیں ان کی خوشبو خوشبو	مرسلہ	56
12- بے اولاد مغرب	رئیس احمد مغل	57
13- مراسلات (قارئین)		63

بدل اشتراک	سالانہ	تاحیات
پاکستان	200 روپے	3000 روپے
بھارت / سری لنکا / بنگلہ دیش	700 روپے	8000 روپے
مشرق وسطی کے ممالک	100 ریال	750 ریال
برطانیہ - یورپ	30 اسٹرلنگ پاؤنڈ	150 اسٹرلنگ پاؤنڈ
امریکہ	50 امریکن ڈالر	350 امریکن ڈالر
فارایسٹ اور کینیڈا	50 امریکن ڈالر	350 امریکن ڈالر

ناشر - پروفیسر عبدالرزاق

انتخاب جدید پریس - لاہور 042-6314365

رابطہ آفس = اے - ٹی - ایم - بلڈنگ پل کوریاں، سمندری روڈ، فیصل آباد - فون 041-668819

Web Site : www.almurshad.com — E.Mail : urwajan@yahoo.com

ہیڈ آفس = ماہنامہ المرشد، اویسیہ سوسائٹی، کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور - فون 042-5182727

www.naqshbandiaowaisiah.com

اداریہ

گھروں پر پرچم لہرا کر' جھنڈیاں لگا کر اور گلیوں بازاروں کو سجا کر ہر سال 14 اگست کو ہم آزادی کا جشن مناتے ہیں' جلسے' جلوس' سیمینارز منعقد کراتے ہیں' لیڈروں کا تقریریں کرنا اور عوام الناس کا سننا ایک عادت سی بن گئی ہے لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہم یہ بھولتے جا رہے ہیں کہ ہم نے یہ آزادی کیوں حاصل کی تھی؟ ماؤں نے اپنے بیٹے کیوں شہید کروائے تھے؟ بہنوں نے اپنے بھائیوں کو قربان ہوتے دیکھ کر کیسے برداشت کیا تھا؟ خاندانوں کے خاندان کس مقصد کے لئے ذبح کرا دیئے گئے تھے؟ قافلوں کے قافلے کس منزل تک پہنچنے کے لئے لہو میں نہائے گئے تھے؟ دیکھنے والے بتاتے ہیں کہ اس پار سے آنے والی ٹرینوں کے فرش خون سے سرخ اور کئی کئی بوگیاں لاشوں سے بھری ہوتی تھیں۔ ماؤں' بہنوں اور بیٹیوں کی عزتیں پامال ہوئیں یہ سب کچھ کیوں کر برداشت کیا گیا؟ اس لئے کہ مسلمان اپنے لئے ایک ایسا وطن حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں اسلام کی حکمرانی ہو۔ جہاں عدل وانصاف کا راج ہو۔ جہاں پر حقوق العباد کی پاسداری ہو۔ جہاں پر اسلامی طرز حکومت ہو۔ جہاں پر شہریوں کے لئے صحت وصفائی کی تمام بنیادی سہولتیں میسر ہوں۔ جہاں پر معاشی نظام اسلامی اصولوں کے مطابق ہو۔ آج ہمارے پاس 1947ء میں دیکھے گئے خواب کی کوئی ایک تعبیری کرن بھی نہیں ...... اور ہم جشن منا رہے ہیں۔

گزشتہ 54 برسوں سے ہم جشن منا رہے ہیں' لیکن ہم نے کبھی غور ہی نہیں کیا کہ 1947ء میں ہم نے جسے منزل سمجھا تھا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہم اس سے دور ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ ملک پر انگریز کے دیئے ہوئے ظالمانہ نظام کا راج ہے۔ ہر طرف غربت اور بے روزگاری کے ڈیرے ہیں۔ کرپشن عام ہو چکی ہے۔ سودی نظام نے ملکی معیشت کو کھوکھلا کر دیا ہے۔ لوگ انصاف کے حصول کے لئے مارے مارے پھر رہے ہیں ان کی کہیں شنوائی نہیں ہو رہی۔ آنے والی نسلیں تباہی کی طرف گامزن ہیں۔ بچوں کے لئے تعلیم کی کوئی مناسب سہولت نہیں۔ غریب شہری بیمار ہوتے ہیں اور صحت کی سہولیات نہ ہونے کی وجہ سے موت ان کی منزل بن جاتی ہے...... اور ہم جشن مناتے ہیں۔

ہاں! ممکن ہے' جشن منانے والے بھول گئے ہیں۔ شاید کسی نے انہیں آزادی کی روح سے آشنا ہی نہ ہونے دیا ہو۔ اگر ایسا ہے تو پھر جشن منانے والوں کو یہ جان لینا چاہئے کہ وہ جسے خوشی سمجھتے ہیں' وہ جسے آزادی سمجھتے ہیں وہ نامکمل اور ادھوری ہے۔ یہ آزادی اور اس سے ملنے والی خوشی اس وقت تک پوری نہیں ہو سکتی جب تک وطن عزیز پر اس نظام کی حکمرانی قائم نہ ہو جس کا خواب قیام پاکستان کے وقت دیکھا گیا تھا۔ سودی نظام معیشت سے چھٹکارا' انگریز کے دیئے ہوئے عدالتی نظام سے نجات' لارڈ میکالے کے نظام تعلیم کی چھٹی اور فرسودہ نظام حکومت کو خیر باد کہے بغیر نہ تو ہماری آزادی مکمل ہوتی ہے اور نہ ہمیں آزادی کا جشن منانا زیب دیتا ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

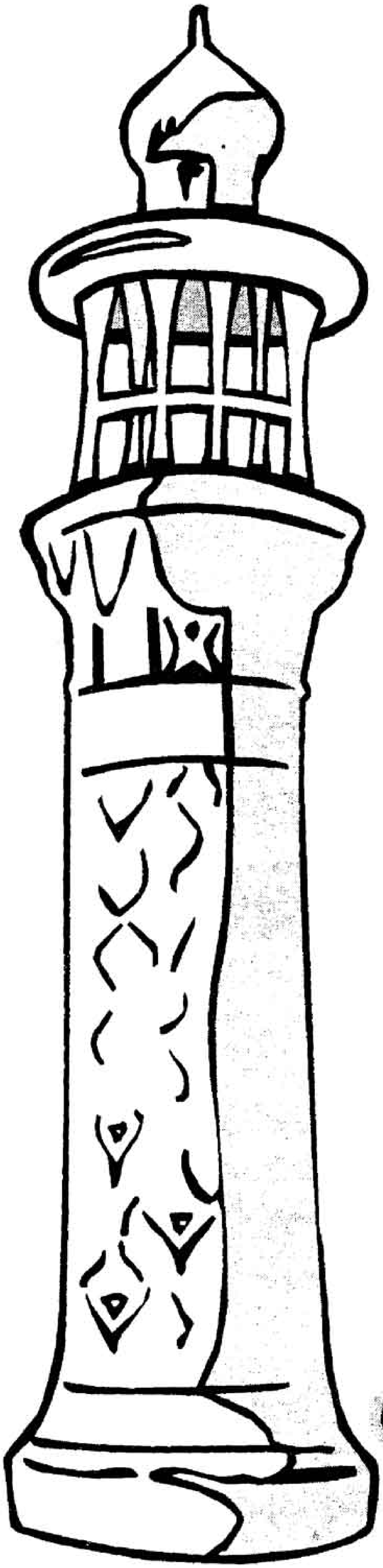

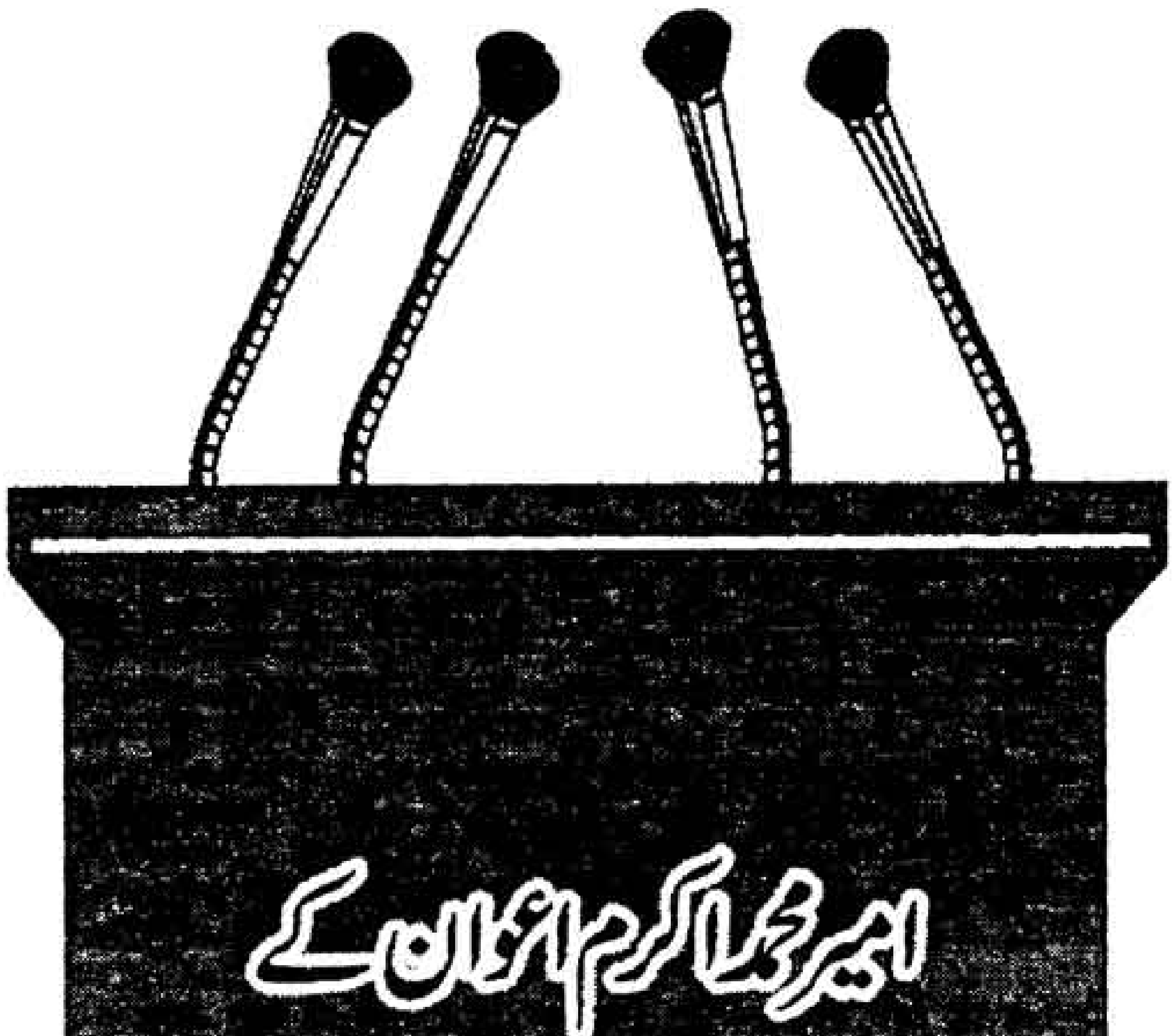

مختلف موضوعات پر خطبات

اگلے صفحات پر

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہدایات برائے سالکین

آداب اجتماع

اجتماع ایک مخصوص کام کے لئے ہے اور وہ کام ہے صفائے قلب' جلائے قلب۔ یہ تفریح کا کام نہیں ہے۔ لہٰذا میری گزارش یہ ہے کہ جو احباب انجوائے کرنے کے لئے آئے ہیں' بچے ساتھ لائے ہیں اگر وہ اللہ اللہ سیکھنا چاہتے ہیں تو بچوں کو گھر چھوڑ کر آئیں۔ محض موسم انجوائے کرنا چاہتے ہیں تو اجتماع کے بعد موسم اور خوبصورت ہو جائے گا' آپ آیئے دو چار دن رہیے موسم انجوائے کیجئے کوئی آپ کو منع نہیں کرے گا۔ گپ شپ کے لئے آنا ہے تو اجتماع کے بعد۔ لیکن اجتماع میں تمام تفکرات کو اس گیٹ سے باہر چھوڑ کر آیئے' اکیلے آیئے صرف آپ آیئے اور اپنا دل لایئے۔

خطاب امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان منارہ 15-07-2001

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الابذکر اللہ تطمئن القلوب

کوئی بھی کام جو بڑے خلوص سے بڑے اہتمام سے اور بڑی عقیدت سے رضائے باری کے لئے شروع کیا جاتا ہے اور وہ پر خلوص محنت جس میں کسی کی عمر لگی ہوتی ہے بعد میں آنے والے اسے رسم بنا لیتے ہیں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ پہلے وہ روٹین ورک بنتا ہے' پھر وہ ایک عام عادت بن جاتا ہے او بعد میں بطور ایک رسم کے رہ جاتا ہے۔ جس سے نہ صرف ان کا اپنا نقصان ہوتا ہے بلکہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی وہ دروازہ بند کر دیتے ہیں جس کے بحر حال وہ میدان حشر میں ذمہ دار ہوں گے۔ ہمارے ہاں دوسرے سلاسل کے بزرگوں کی طرح ایک مدت تک بلکہ کم وبیش نصف صدی تک حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے عام آدمی کو ساتھ نہیں لیا۔ ابتدائی بیس سالہ عہد ایسا ہے جس میں سولہ سال تو حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے محض ذاتی مجاہدے پہ لگائے اور پچھلے تین چار سالوں میں کوئی ایک آدھ خاص ساتھی یا خاص خادم جو تھا اسے اللہ اللہ سکھائی۔ مجھے جب یہ سعادت نصیب ہوئی تو غالباً پانچ ساتھی حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ ہوا کرتے تھے جنہیں وہ اللہ اللہ سکھاتے تھے۔ وقت کے ساتھ ساتھ اللہ کا احسان عام ہوتا گیا۔ اور یہ نعمت بڑھتی گئی پھیلتی گئی پھر ایک وقت آیا کہ اسے ہر آنے جانے والے کے لئے عام کر دیا گیا۔ اور بہت بعد میں جا کر ظاہری بیعت کی سنت پر عمل ہوا۔ شروع میں ہمارے ہاں پیری مریدی نہیں تھی بلکہ استادی اور شاگردی کا سلسلہ تھا۔ بعد میں محسوس کیا گیا کہ لوگ ذہنی طور پر کہیں نہ کہیں سے رشتہ بیعت جوڑنا چاہتے ہیں اور وہ جاہلوں سے بیعت ہو جاتے ہیں اور پھر نہ صرف کردار میں بلکہ عقائد میں بھی گمراہی کا شکار ہوتے ہیں۔ تو اس لئے فیصلہ کیا گیا کہ بیعت بھی کیا جانا چاہئے ورنہ ہمارے ہاں حیثیت استادی اور شاگردی کی ہے شیخ اور طالب کی ہے جس میں بیعت' عقیدت قلبی کا نام ہے طلب صادق کا نام ہے۔

لیکن میرا مشاہدہ ہے کہ گزشتہ دو تین سالوں سے ہمارا اجتماع' حصول برکات کی بجائے ایک رسم نبھانے کے لئے بنتا جا رہا ہے۔ دو تین چھٹیاں گزارنے کے لئے احباب تشریف لے آتے ہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ بچوں کو ساتھ لاتے ہیں اگر تربیت کے لئے آتے تو بچے ساتھ نہ لاتے۔ سلاسل تصوف میں حکما بیس سال سے کم عمر کے بچے کو ساتھ بٹھا کر ذکر کرانا منع ہے۔ اس لئے کہ یہ اس کی جسمانی صحت کے لئے بھی مضر پڑتا ہے اگر اسے ذکر کرنا ہے تو الگ سے اپنے طور پر جس طرح نماز پڑھتا ہے بیٹھ کر کر لے۔ لیکن یہاں میں دیکھتا ہوں ساتھی کم ہوتے ہیں بچے زیادہ ہوتے ہیں' سارا دن ہڑبونگ مچا ہوا ہوتا ہے۔ بچے ہیں' بچے تو کودیں گے' اچھلیں گے' شور کریں گے۔ اس میں قصور بچوں کا نہیں ہے ان بزرگوں کا ہے جو کہتے ہیں چلو دو تین دن پکنک ہو جائے گی' بچے بھی کھیل لیں گے اور دوستوں سے ملاقات بھی ہو جائے گی' گپ شپ بھی ہو جائے گی۔ یاد رکھئے یہ رویہ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی رکھی ہوئی اس

www.naqshbandiaowaisiah.com

مخلصانہ بنیاد کو رواج اور رسم کی طرف لے جا رہا ہے۔ اور رسومات برکات کی ضد ہوتی ہیں اور اگر یہ برکات منقطع ہوں گی تو میدان حشر میں اس کا سبب بننے والے اس کے ذمہ دار ہوں گے۔ یہ معمولی کام نہیں ہے۔

کوئی گنوار باجرے کی فصل سے چڑیاں اڑا رہا تھا۔ پتھر اٹھاتا اسے گوپے میں رکھ کر گھما کر کھیت میں دور تک پھینکتا تو پتھر اٹھانے پر اسے نیچے کوئی برتن نظر آیا' اس نے کھولا ایک بہت بڑا برتن لعل و جواہر سے بھرا ہوا تھا تو اس کے لئے وہ رنگین پتھر تھے' بڑے خوبصورت گول اور صاف جنہیں گوپے سے دور تک پھینکا جا سکتا تھا اور وہ ان سے سارا دن چڑیاں اڑاتا رہا اور کھیتوں میں بکھیرتا رہا اس لئے کہ اسے لعل و جواہر کی قیمت کا اندازہ نہیں تھا۔ اس کے لئے ان کا مصرف یہی تھا۔

ایک لمحے کو جو توجہ نصیب ہوتی ہے اور اس میں جو برکات نبوی ﷺ ہوتی ہیں وہ صدیوں کے گناہ دھونے کے لئے کافی ہوتی ہیں۔ وہ سوچ میں اور نظریے میں انقلاب لا سکتی ہیں وہ دل کو اور نہاں خانہ دل کو اور آرزوؤں اور تمناؤں کو تبدیل کر سکتی ہیں۔ ایک نور اللہ ہو کی ایک ضرب پوری زندگی میں ایسا انقلاب لا سکتی ہے کہ وہ توبہ نصیب ہو جس کے بارے قرآن حکیم میں وعدہ ہے کہ میں ان کے گناہ بھی نیکیوں میں بدل دوں گا۔ سیاتھم حسنات۔ ان کی برائیوں کو اور گناہوں کو بھی نیکیاں شمار کر لیں گے۔

میری تمنا یہ ہے کہ جو ساتھی بھی اس ماہانہ ذکر پہ تشریف لائے وہ اس لمحے کی تلاش میں آئے۔ اور جو اس حقیقت سے آشنا نہیں ہے صرف گپ شپ کے لئے آ جاتا ہے کہ حضرت سے ملاقات ہو گئی' ساتھیوں سے ہو گئی' کچھ بچوں نے چھٹیاں انجوائے کر لیں تو میں یہ درخواست کروں گا کہ ایسے احباب اجتماع میں تشریف نہ لایا کریں اس لئے کہ اگر ایک شخص بھی ایسا بیٹھا

علوم باطنی کے حامل لوگ اگر اپنے آپ کو کچھ سمجھنا شروع کر دیں تو سمجھ لیں کہ ان کی طلب صادق نہیں رہی اور وہ آب حیات پی کر مر رہے ہیں

ہو اور ہزار آدمی ذکر کر رہے ہوں تو سب کا ذکر متاثر ہوتا ہے۔

مرزا مظہر جانان جاںؒ تہہ خانے میں ذکر کروایا کرتے تھے ساتھیوں کو اور جس طرح صوفیوں کا طریقہ ہے پانچ سات دس ساتھی ہوتے تھے جو ان کے ساتھ ذکر کرتے تھے اس سے زیادہ وہ نہیں بتاتے تھے کسی کو۔ یہ تو چودہ سو سال بعد پہلا انسان ہے جس پر اللہ نے یہ رحمت کی کہ وہ بخشش اور وہ سنت زندہ فرمائی جو عہد نبوی ﷺ میں تھی۔ عہد صحابہؓ میں تھی عہد تابعین میں تھی جو خیر القرون میں تھی۔ عہد نبوی ﷺ میں جو آیا شرف صحابیت سے نوازا گیا' عہد صحابہ میں جو آیا تابعی بن گیا' عہد تابعین میں جو آیا تبع تابعی بن گیا' اس کے بعد یہ دروازہ بند ہو گیا' پھر گنتی کے لوگ تھے جو انوارات قلبی حاصل کرتے تھے۔ اور چودہ سو سال بعد حضرت شیخ پر اللہ نے یہ احسان فرمایا کہ وہ سنت زندہ کر دی کہ ہر آنے والا مرد و زن عالم و جاہل' امیر و فقیر جو بھی آئے وہ دولت قلبی سے مالا مال ہو کر جائے۔ اتنے بڑے کام کو اگر آپ پکنک بنا دیں گے تو اس کا جواب اللہ کو روز محشر کیا دیں گے یہ سوچ لیجئے اور یہ اندازہ کر لیجئے۔

میں مرزا مظہر جانان جاںؒ کے بارے عرض کر رہا تھا' ایک دن وہ ذکر کروانے لگے تو وہ کہنے لگے یار آج آپ نے کوئی نامحرم' کوئی نیا بندہ کون گھسیڑ لیا ہے اندر؟ سب نے عرض کی حضرت وہی پرانے ساتھی ہیں دس گیارہ اور تو کوئی بندہ نہیں۔ فرمایا' نہیں کوئی ہے۔ میں توجہ کرتا ہوں اور تمہارے قلوب تک پہنچنے سے پہلے منتشر ہو جاتی ہے۔ کوئی ایسا ہے جس کی تربیت نہیں کی گئی' جو ذکر کے لئے نہیں آیا۔ دوبارہ دیا جلاؤ' شمع جلاؤ' شمع جلائی تو وہی بندے تھے آخر ایک ساتھی نے کہا' جی! میں نے جو اوپر چادر لے رکھی ہے یہ میری اپنی نہیں' یہ میں نے گلی سے کسی سے پکڑ لی تھی کہ سردی ہے میں ذکر کر کے آتا ہوں۔ فرمایا اسے باہر پھینک کے آؤ۔ وہ چادر باہر پھنکوائی تب باقیوں کو ذکر کرایا۔

اس لئے کہ شیخ تو توجہ کرتا ہے قلوب اسے قبول نہیں کرتے' راستے میں وہ شے جو نا آشنا ہے یا اگر چادر کا اثر اتنا ہے تو وہ قلوب جو

www.naqshbandiaowaisiah.com

محض تفریح کے لئے آتے ہیں یا انجوائے کرنے کے لئے آتے ہیں یا جنہیں اس کی طلب یا اس کا احساس یا اس کی قدر و قیمت ہی نہیں ایسے لوگ جہاں بیٹھے ہوں گے وہاں کسی کو کیا فائدہ ہوگا؟ اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ جو لوگ انجوائے کرنے کے لئے آئیں۔ میں نے بارہا ''المرشد'' میں چھپوایا کہ بچوں کو یہاں اجتماع میں نہ لایا کریں۔ اجتماع کے علاوہ سارا سال ہوتا ہے اس میں ایک دن کے لئے کوئی آتا ہے بچے ساتھ لاتا ہے' بچے بھی مل جاتے ہیں' یہ الگ بات ہے لیکن اجتماع ایک مخصوص کام کے لئے ہے اور وہ کام ہے صفائے قلب' جلائے قلب۔ یہ تفریح کا کام نہیں ہے۔ للہٰذا میری گزارش یہ ہے کہ جو احباب انجوائے کرنے کے لئے آئے ہیں' بچے ساتھ لائے ہیں اگر وہ اللہ اللہ سیکھنا چاہتے ہیں تو بچوں کو گھر چھوڑ کر آئیں۔ محض موسم انجوائے کرنا چاہتے ہیں تو اجتماع کے بعد موسم اور خوبصورت ہو جائے گا' آپ آیئے دو چار دن رہیئے موسم انجوائے کیجئے کوئی آپ کو منع نہیں کرے گا۔ گپ شپ کے لئے آنا ہے تو اجتماع کے بعد۔ لیکن اجتماع میں تمام تفکرات کو اس گیٹ سے باہر چھوڑ کر آیئے' اکیلے آیئے صرف آپ آیئے اور اپنا دل لایئے۔ کوئی مرتا ہے' کوئی جیتا ہے' کبھی پانی کی تنگی ہے' کبھی کھانا نہیں ملتا یہ ساری صورتیں آئیں گی لیکن آپ کو ان سے سروکار نہیں ہونا چاہیئے۔ آپ کو سروکار ایک بات سے ہونا چاہیئے کہ توجہ ملتی ہے تو میرے دل پہ اس کا اثر کوئی ہوتا ہے یا نہیں۔

ہماری تو ذمہ داری ہے اور ڈیوٹی ہے' نوکری ہے' ہم تو اپنی نوکری بجا لائیں گے۔ ذکر کرائیں گے توجہ بھی بھرپور طریقے سے دیں گے' دعا بھی کریں گے لیکن فائدہ اس کو ہوگا جو اپنے مسائل باہر چھوڑ کر یہاں صرف دل ہتھیلی پہ رکھ کے لائے گا کہ اس کا کچھ ہو جائے تو میں آج ایک بار پھر یہی بات دہرا رہا ہوں۔ خواتین میں

علم ظاہری میں بندہ سمجھتا ہے کہ میں کچھ ہوں اور علوم باطنی میں سمجھتا ہے کہ میں کچھ نہیں

کسی بھی خاتون کو بچے لانے کی اجازت نہیں ہے۔ مرد حضرات کو بھی نابالغ بچوں کو ساتھ لانے کی قطعاً اجازت نہیں ہے اور آئندہ کے لئے گیٹ پر ڈیوٹی دینے والے احباب سن لیں' کوئی بڑے سے بڑا ساتھی بھی بچے ساتھ لے کر آئے تو اسے گیٹ سے لوٹا دیجئے۔ آج کے بعد گیٹ پر رہنے والوں کی ذمہ داری ہے کہ نابالغ بچوں کے ساتھ کسی کو گیٹ سے اندر نہ آنے دیں تاکہ جو لوگ درد دل کی طلب میں بیٹھے ہیں ان کا نقصان تو نہ ہو۔ تفریح کے لئے یہ آپ کا گھر ہے اور سارا سال حاضر ہے' آیئے' رسماً ذکر بھی مل جائے گا گپ شپ بھی ہو جائے گی' تفریح بھی ہو جائے گی' بچوں کو بھی ساتھ لے آیئے' دو چار دن رہیئے' کھانا بھی لنگر سے مل جائے گا' عزت

کے ساتھ احترام کے ساتھ ملے گا' فائدہ ہو نہ ہو۔ چونکہ فائدہ جو مقصود ہے جب تک دل میں توحید راسخ نہ ہو وہ نصیب نہیں ہوتا اس کے ساتھ جتنے آپ وغیرہ وغیرہ لگائیں گے کہ یہ بھی ہو جائے وہ بھی ہو جائے' وہ بھی ہو جائے' ساتھ ذکر بھی مل جائے گا تو وہ کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ اللہ کا ذکر بھی اللہ کی صفات میں سے ہے اور اس میں تجلیات ذاتی ہوتی ہیں' برکات نبوت ہوتی ہیں اور اس کے لئے توحید مقصد شرط ہے۔ پرانے بزرگوں کے رسائل دیکھ لیجئے' حضرت کی تصنیفات دیکھ لیجئے' ایک موضوع مستقل بنا دیا ہے صوفیاء نے توحید مقصد یعنی مقصد میں بھی وہ اس طرح سے اکیلا پن ہو کہ وہ خالص ہو جس طرح اللہ کی ذات واحد اور لاشریک ہے اس طرح اس کے انوارات حاصل کرنے کی تمنا بھی غیر سے ہر طرح سے پاک ہو اس میں کوئی دوسرا مفاد نہ ہو۔ کوئی دوسری آرزو شامل نہ ہو۔ للہٰذا کم از کم جب تک میری سانس چل رہی ہے میں یہ گوارا نہیں کروں گا کہ جس کام کی بنیاد پوری عمر صرف کر کے انتہائی خلوص اور اہمیت اور بارگاہ رسالت ﷺ کی اجازت سے حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے رکھی' اسے کوئی میرے سامنے خراب کرنے کی جرات کرے' میں برداشت نہیں کروں گا۔ دو سالوں میں ''المرشد'' میں چھپوا رہا ہوں شاید اس سال بھی چھپا ہوگا دو تین سالوں سے یہ بات چل رہی ہے اور آج فائنل میں گیٹ کے چوکیداروں کو بتا رہا ہوں کہ ازراہ کرم جو بچے ساتھ لائے ہیں ان کو واپس بھیج

www.naqshbandiaowaisiah.com

دیجئے یا واپس لے جائیے۔ یہاں رہنا ہے تو موسم گرما ہو یا سرما آپ کو اس سے کوئی تعلق نہیں ہونا چاہئے۔ کھانا اچھا ملا ہے یا خراب اس سے کوئی تعلق نہیں ہونا چاہئے۔ پانی ملتا ہے یا نہیں اس سے غرض نہیں' آپ کا تعلق ایک کام سے ہے کہ میرے دل میں کچھ آرہا ہے یا نہیں اور یہ اجتماع کے ایام صرف اس ایک کام کے لئے مختص ہیں' اس کے علاوہ کسی دوسرے کام کے لئے نہیں

یہاں تعویز لکھنا اور دم کرنا نہیں سکھایا جاتا

ہیں نہ کسی کی بیماری کے علاج کے لئے' نہ کسی کو جنات کے تعویز دینے کے لئے' نہ کسی کو دم کرنے کے لئے۔ ایسے کسی کام کے لئے کچھ بھی نہیں ہے اس میں صرف اور صرف ایک کام ہوگا اور وہ یہ ہوگا کہ ہر ذکر کے بعد اپنے دل کو پھر ہتھیلی پہ رکھ کے دیکھئے کہ اس میں کوئی تبدیلی آئی ہے' پہلو میں سر جھکا کر دیکھئے کہ تمناؤں میں' ارادوں میں' خواہشات میں کوئی تبدیلی آئی ہے اگر وہ ویسی ہیں اور آپ کو انوارات بھی نظر آرہے ہیں تو کوئی فائدہ نہیں اگر وہ نظر آرہے ہیں تو کیا ہوا تو وہ تو توجہ سے ہو جاتا ہے کبھی مشاہدہ ہو جاتا ہے لیکن مشاہدہ کرنا تو مقصد نہیں ہے مقصد تو کیفیات کا دل میں سمونا ہے اگر دل نہیں بدلا تو مشاہدہ جو ہو رہا ہے وہ کبھی استدراج بن جائے گا یا گمراہ کر دے گا یا ختم ہو جائے گا۔

آپ نے لوگوں کو پندرہ پندرہ بیس بیس سال ذکر کرنے کے بعد بھٹکتے نہیں دیکھا؟ اس کا کیا سبب ہے؟ یہی کہ جب انہوں نے اس عمل کو رسم کے طور پر لیا تو اس کا نتیجہ یہ ہوا حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ علم ظاہر کا اثر یہ ہے کہ بندہ سمجھتا ہے' کہ میں کچھ ہوں اور علوم باطنی کا نتیجہ یہ ہے کہ بندہ سمجھ جاتا ہے کہ میں کچھ نہیں سب کچھ اللہ ہے لیکن تب تک جب تک طلب صادق رہے۔ جب طلب میں فتور آتا ہے تو یہ کیفیت بدل جاتی ہے اور ذکر باطنی سے بھی بندہ کچھ بن جاتا ہے کہ میں کچھ ہوں تم میرے پاؤں دھلا دو تم مجھے وضو کراؤ۔ یہ جن لوگوں کو آپ لوٹے لے کر وضو کراتے ہیں کیا یہ معذور ہیں؟ کیا ان سب کی ٹانگیں ٹوٹی ہوئی ہیں؟ میرے اور آپ ہی طرح کے یہ لوگ ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو آب حیات پی کر مر رہے ہیں۔ ذکر قلبی آب حیات تھا اور اس کا نتیجہ یہ ہونا چاہئے تھا کہ میں کچھ نہیں ہوں سب کچھ وہ ہے۔ اب آپ کے ساتھ کا ایک ساتھی ذاکر دہ کہتا ہے تم میری ٹانگیں دبا دو۔ کیوں بھئی؟ یہ بھی تو تمہارے ساتھ محنت کر رہا ہے' تم اتنے معذور ہو تو آئے کیوں ہو؟ دوسرا کہتا ہے جی لوٹا لے آؤ مجھے وضو کراؤ۔ میں نے یہاں دیکھے ہیں یہ من سر' میں اس لئے کہہ رہا ہوں۔ میں دیکھتا ہوں اور مجھے دکھ ہوتا ہے کہ کیسے بدنصیب لوگ ہیں یہ جنہیں آب حیات ملتا ہے اور یہ مر رہے ہیں تو اس سے بڑی بدنصیبی دنیا میں کیا ہوگی۔

اس سے تو اچھا ہوتا کہ بندہ کافر کے گھر میں پیدا ہوتا جسے اندھا دھند دوزخ میں نہ پھینکا جاتا کم از کم میدان حشر میں تو ایسے لوگ جو مکلف ہونے سے پہلے کافر کے گھر میں مر جاتے ہیں حضور ﷺ فرماتے ہیں' قیامت میں اللہ انہیں جمع کر کے' قرآن میں بھی موجود ہے ایک آگ میں چھلانگ لگانے کا حکم دے دے گا کچھ ایسے ہوں گے جو کود جائیں گے اور وہ بظاہر آگ ہوگی اور اس کے اندر جنت ہوگی اور کچھ ایسے ہوں گے جو معذرت کریں گے' بہانے کریں گے کہ ہم نے کیا تو کچھ نہیں' کافر کے گھر پیدا ہوئے' بالغ ہونے سے پہلے مر گئے ہمیں آگ میں کیوں دھکیلا۔ فرمایا جائے گا کہ تم دنیا میں بالغ بھی ہوتے تو ایسے ہی بہانے کرتے۔ لہٰذا تم ماں باپ کے ساتھ ہی جاؤ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے تو وہ بہتر ہیں جنہیں ایک موقع تو ملے گا شاید وہاں بچ جائیں۔

اسی طرح کچھ دوستوں کو اپنی کیفیات کی فکر نہیں ہے' بچوں کو دم کرانے کی' عورتوں کو تعویز دینے کی زیادہ فکر ہے۔ کیا یہاں کوئی تعویز لکھنا سکھایا جاتا ہے کسی کو؟ یہاں کس نے سکھایا؟ یہاں آپ نے تیس چالیس روزہ کورس میں پڑھا ہے کہ دم کیسے کیا جاتا ہے' تعویز کیسے دیئے جاتے ہیں یا کبھی میں نے بتایا یا کسی نے سکھایا؟ تو کہاں سے سیکھ لیا انہوں نے اور اگر یہی کچھ کرنا تھا تو کسی عامل کے پاس جاؤ کوئی

www.naqshbandiaowaisiah.com

چلے والے کا تو وہ ایک الگ شعبہ ہے۔ اس میں آخرت ہو نہ ہو دنیاداری ہے' پیسہ ملتا ہے' لوگ آتے ہیں' ہاتھ پاؤں چومتے ہیں' جاؤ ان کے پاس کس نے روکا ہے؟

اس سارے پروگرام سے گزر کر ایسے لوگ ایسے کیوں بن جاتے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں یہ اتنی بڑی بدنصیبی ہے کہ جیسے کوئی آب حیات پی کر مر جائے۔ ذکر الٰہی حیات قلبی اور حیات روحانی کا واحد سبب ہے اسے پورے خلوص کے ساتھ پوری دیانت داری کے ساتھ اور پوری محنت کے ساتھ اپنایئے' وقت نکالئے۔ لوگ انتظار کرتے رہتے ہیں کہ جی آخری دو دنوں میں چلے جائیں گے۔ ان آخری دو دنوں میں آپ کا کیا خیال ہے کہ آخری دو دنوں میں مفت لٹایا جائے گا اور پہلے دنوں میں کسی کو کچھ نہیں ملے گا؟ اہمیت کی بات ہے' احساس کی بات ہے' فکر و شعور کی بات ہے' کسی کے پاس تو فرصت ہی نہیں ہے وہ تو الگ بات ہے لیکن ایسے بھی ہیں جن کے پاس فرصت ہے خیر ہے جائیں گے جمعہ پڑھ کے آجائیں گے' آخری دو دنوں میں آخری ہفتے میں چلے جائیں گے۔ جو اس طرح سے سوچتے ہیں ان کے لئے بھی یہاں ''خیر'' ہے' آپ آئیں گے آپ چلے جائیں گے کچھ نہیں بگڑے گا نہ آپ کا نہ ہمارا۔ لہٰذا پورے خلوص کے ساتھ صرف اور صرف اپنے دل کو لے کر آیئے۔ آپ کے پاس ایک راستہ ہے کہ آپ بارگاہ نبوی ﷺ میں اپنا دل پیش کر سکیں۔ اب یہ اللہ کی عطا ہے' اس کا کرم ہے کہ اسے کس حد تک سنوارتا ہے لیکن یہ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ میں نے اپنی سرسٹھ سالہ زندگی میں کسی کو محروم نہیں دیکھا۔ استعداد

گیٹ پر ڈیوٹی دینے والے احباب سن لیں' کوئی بڑے سے بڑا ساتھی بھی بچے ساتھ لے کر آئے تو اسے گیٹ سے لوٹا دیجئے

اپنی اپنی ہوتی ہے' برتن اپنا اپنا ہوتا ہے' اس میں کتنا آتا ہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات طیبہ کا ایک کارنامہ یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے زندگی بھر کسی در پہ آنے والے کو ''نہیں'' نہیں فرمایا یعنی حیات طیبہ میں کسی بھی در پر آنے والے کو آپ ﷺ نے ''نہ'' نہیں کی۔ در دولت پہ کچھ ہے تو بھی' نہیں ہے تو بھی محمد رسول اللہ ﷺ نے ظاہری چیزیں مانگنے والوں کو بھی قرض لے کر دے دیا ہے اور نہ نہیں کی' خالی نہیں جانے دیا' اپنی چیزیں رہن رکھ کر مانگنے والے کو دے دیا آپ ﷺ کے معجزات میں سے ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ

نہیں سنتا بھی نہیں مانگنے والا تیرا
تو جو بھی اپنا دل لائے گا وہ خالی نہیں

جائے گا اور مشاہدہ اس بات کا کیجئے جو آدمی کر سکتا ہے کہ میں آیا تھا تو میرا دل کیسا تھا' ذکر کے بعد اس میں کیا تبدیلی آئی۔ دو دفعہ ذکر ملا کیا تبدیلی آئی' دس دن مل گئے تو وہ بدل کر کیا ہو گیا' کونسی طلب' کونسی آرزو' کونسی خواہش اس میں پیدا ہوگئی۔

میری دعا ہے کہ اللہ کریم مجھے بھی آپ سب کو بھی حاضر و غائب تمام احباب کو بھی اس کا احساس و شعور اور ادراک بھی نصیب فرمائے اور یہ نعمت عظمٰی نصیب فرمائے۔

☆☆☆☆☆☆

ضروری اطلاع

سالانہ اجتماع میں شریک ہونے والے ساتھی نوٹ فرمالیں کہ اجتماع میں بچے اور بچیوں کا

داخلہ ممنوع ھے

اس لئے آپ اپنے ساتھ بچوں کو لے کر نہ آئیں

متنوع خوبیوں کی حامل شخصیات خال خال ہی ہوتی ہیں۔ انہی شخصیات میں سے ایک شخصیت امیر محمد اکرم اعوان کی ہے جو شاعر بھی ہیں اور ان کے کئی شعری مجموعے منظر عام پر آ چکے ہیں۔ وہ ادیب بھی ہیں انہوں نے سفرنامے بھی لکھے دینی موضوعات پر انہوں نے بہت سی کتابیں لکھیں۔ وہ پیر بھی ہیں اور لوگوں کو اللہ اللہ کرنا سکھاتے ہیں اور تصوف کے سلسلہ اویسیہ کے موجودہ جانشین ہیں۔ انہوں نے تعلیم و تربیت کا اپنی طرز کا ایک نظام صقارہ اکیڈمی کے نام سے شروع کر رکھا ہے اور کئی شہروں میں سکول کھولے گئے ہیں جن میں اسلامی، دنیوی، عسکری تعلیم دی جاتی ہے۔ وہ ایک بہت اچھے شکاری ہیں جو چلتی گاڑی سے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے اڑتے جانوروں کا شکار کرتے ہیں۔ شمالی علاقہ جات اور دشوار گزار علاقوں میں علاج کی غرض سے میڈیکل ٹیمیں بھجواتے ہیں۔ وہ ایک سیاستدان بھی ہیں جنہوں نے دنیا کا کوئی کونہ نہیں چھوڑا وہ "تنظیم الاخوان" کے امیر بھی ہیں۔ ایک میدان ابھی تک ان کی دسترس سے باہر تھا مگر ایک نئی تحقیق کی بدولت وہ اس میدان میں بھی اب ان اترے ہو گئے ہیں اور وہ نئی تحقیق ہے ایک "ہیئر کا رڈ" ۔

مولانا محمد اکرم اعوان کا نودریافت نسخہ

O-------- نئے بال اگائے۔

O-------- بالوں کی ٹوٹ پھوٹ روکے۔

O-------- خشکی دور کرے۔

O-------- نیز بال جھڑنا اور دانے ختم کرے۔

قدرتی اجزاء سے بنا ہوا

پے چیک ' ڈرافٹ وغیرہ اس نام اور پتے پر بھیج کر آرڈر کریں

اکرم اعوان۔ 87 بی' آرمی فلیٹ' سرفراز رفیقی روڈ' لاہور' کینٹ' فون : 042-6661701

ملنے کا پتہ۔ لاہور

99- اے' اویسیہ سوسائٹی

کالج روڈ۔ ٹاؤن شپ۔ لاہور

فون : 042-5180400

قیمت بوتل (250ml) 500 روپے

قیمت بوتل (500ml) 1000 روپے

ملنے کا پتہ۔ پنڈی

دارالعرفان 220 گلی نمبر 12

چکلالہ سکیم۔ III پنڈی

فون : 051-5504575

www.naqshbandiaowaisiah.com

خطاب ۔۔۔۔ امیر محمد اکرم اعوان ، دارالعرفان 25-08-2000

الٰھکم اللہ

انما الھکم اللہ۔ تمہارا معبود ہے اللہ۔ اور اللہ وہ ہستی ہے لا الہ الا ھو جس کے بغیر کسی دوسرے معبود کا تصور ممکن نہیں۔ اس کے علاوہ جو کوئی ہے اس کی مخلوق ہے، اس کا پیدا کردہ ہے، اس کا محتاج ہے۔ اس جیسا کوئی دوسرا نہیں کوئی اور در نہیں ہے جہاں تم پناہ لینے جاسکو اور جہاں کہیں بھی جاؤ گے وہ خود محتاج ہوگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انما الھکم اللہ الذی لا الہ الا ھو وسع کل شی علما ۝

انسانی معاشروں کی تشکیل سے پہلے

کسی بھی عہد میں انسان مذہب سے بیگانہ نہیں رہا۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جب انسان ویرانوں میں رہتے تھے، تہذیب سے ناآشنا تھے، لباس تک پہننے کی خبر نہ تھی گھر بنانے اور انسانوں کی طرح رہنے سے آشنائی نہیں تھی، جانوروں کی طرح پتے کھاتے تھے، زندہ جانوروں کے گوشت کا جو حصہ چاہتے تھے کاٹ لیتے تھے لیکن مذہب کے نام پر کچھ رسومات ان میں اس وقت بھی رائج رہیں خواہ وہ جادو ٹونے کی شکل میں تھیں یا مختلف کلمات کی صورت میں، اچھل کود ہی سہی، رنگ برنگے پروں کے تاج ہی سہی لیکن عبادت کے نام پر، مذہب کے نام پر کچھ رسومات ان میں اس وقت بھی رائج تھیں۔ یعنی انسان انسانیت سے الگ رہ کر بھی فطری طور پر مذہب سے الگ نہیں ہو سکا۔ لہٰذا جب بھی اور جہاں بھی انسانی معاشرے تشکیل پاتے ہیں تو ان میں سب سے موثر ایک شے جو ہوتی ہے جو اس پورے نظام کو متاثر کرتی ہے وہ ہوتا ہے انسان کا مذہب، آئیڈیالوجی اور اس کا نظریہ۔ جنہیں ہم لامذہب کہتے ہیں ان کا بھی ایک مذہب ہے یعنی کسی مذہب کو نہ ماننا بھی ایک مذہب ہے۔ یہ بھی ایک مذہب ہے کہ میں کسی مذہب کو نہیں مانتا۔

ہندو ازم ایک نہایت بودا مذہب

ہے۔ عجیب بات ہے کہ انسان جانوروں کی پرستش کرے۔ کیسی عجیب بات ہے کہ انسان بندروں کی پوجا کرے، انسان سانپ کو پوجے، انسان گائے کی پرستش کرے۔ یہ کیسی عجیب بات ہے لیکن اس کے باوجود ہندو ازم چل رہا ہے۔ غلط سہی، بودا سہی لیکن ایک مذہبی نظریہ اس کی جڑوں میں ہے۔ آگے چل کر انسانوں میں جو اس نے تفریق کی شودر سے برہمن تک، وہ اتنا فاصلہ ہے جیسے زمین سے آسمان تک اگر برہمن شودر کو قتل کر دے تو ہندو ازم کے مطابق برہمن مجرم نہیں ہے لیکن شودر اگر کوئی گستاخانہ کلمہ کہہ دے برہمن کے لئے تو اس کی زبان کھینچ لی جائے گی۔ کتنا فاصلہ ہے دو انسانوں میں۔ ایسے غیر فطری مذہب کے باوجود ہندو ازم چل رہا ہے اور سوشلسٹوں نے مذہب کا انکار کر کے جو نظام ترتیب دیا اگرچہ اس کی پشت پر روس جیسی ایک عالمی سپر پاور تھی لیکن اس کے باوجود وہ ستر سال سے زیادہ نہ چل سکا اور ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گیا۔ چین کو اپنی ساری قوت وتوانائی کے باوجود لوگوں کو ملکیتی حقوق دینا پڑے۔ لوگ پھر سے زمینوں کے مالک بن گئے، گھروں کے مالک بن گئے، اسی طرح تجارتی حقوق دینا پڑے اور اب انہیں مذہبی حقوق بھی دینا پڑ رہے ہیں اب وہ اس بات کو مان رہے ہیں کہ اگر کوئی مذہب اختیار کرنا چاہتا ہے تو وہ کر سکتا ہے۔ لیکن اسلام نے بڑے صاف اور شفاف طریقے سے انسان کو اپنے معبود کے متعلق ایک عقیدہ دیا ہے۔

فرمایاانما الھکم اللہ الذی لا الہ الا ھو۔ ایک بات تو یہ کہ جس کی عبادت کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے وہ اکیلا عبادت کے لائق ہے کائنات میں کوئی دوسرا ہے ہی نہیں جس کی عبادت کی جا سکے۔تمہارے لئے چائس نہیں ہے' انتخاب نہیں ہے۔

میں ایک بزرگ کی یاداشتوں میں پڑھ رہا تھا وہ اپنا ایک واقعہ لکھتے ہیں حج کے زمانے کا۔ لکھتے ہیں کہ بیت اللہ شریف میں رش نہیں ہوتا تھا۔۔۔۔اور یہ الحمدللہ ہم نے بھی دیکھا 70ء کے ابتداء میں 71، 72، 73، 74ء میں آج جیسا رش نہیں ہوتا تھا بلکہ بیت اللہ شریف کے گرد طواف کے لئے تھوڑی جگہ استعمال ہوتی اور زیادہ جگہ ہوتی تھی جس میں کنکریاں پڑی ہوتی تھیں۔لوگ آب زم زم سے اپنے کپڑے بھگو کر سکھانے کے لئے ان کنکریوں پہ ڈال دیتے تھے اور مسجد الحرام سے کعبہ شریف تک روشیں راستے سیمنٹڈ بنے ہوئے تھے گزرگاہیں بنی ہوئی تھیں اور طواف کی تھوڑی سی جگہ تھی بیت اللہ شریف کے گرداگرد اب تو وہ سارا صحن بھر کے اوراوپر کی چھت بھر کے پھر اس سے اوپر کی چھت بھر جاتی ہے طواف والوں سے اور اس کے بعد پھر لوگ باہر بھی طواف کر رہے ہوتے ہیں تو ان دنوں یہ عالم تھا کہ لوگ عشاء سے رات گئے تک تو طواف کرتے لیکن جب رات ڈھلنے لگتی تو پھر ہر کوئی چلا جاتا۔کوئی ایک آدھ جو ایسا جذباتی بندہ ہوتا رہ جاتا ورنہ عموماً مطاف خالی ہوتا تھا اور مجھے خوب یاد ہے کہ ہم رات کو جاتے تھے کہ حجر اسود کو بوسہ دینے میں آسانی ہوتی تھی۔ وہاں ہوتا ہی کوئی نہیں تھا۔ بیت اللہ شریف خالی ہوتا تھا آرام سے آدمی طواف کرتا۔وہ فرماتے ہیں۔میں آدھی رات کو اٹھا اور بیت اللہ شریف چلا گیا کہ تنہائی ہوگی اللہ اللہ کروں گا۔میں نے دیکھا ایک بندہ مجھ سے پہلے طواف کر رہا ہے اور بڑی بے تابی سے پکار رہا ہے اللہ کو ''لبیک اللھم لبیک'' بڑے درد سے پکار رہا ہے اور اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہیں اور اس کی آواز میں بڑا درد ہے اور والہانہ طواف کر رہا ہے۔فرماتے ہیں اچانک میں نے آواز سنی' غیبی آواز تھی' ہاتف کی آواز تھی کہ ''نکل جاؤ میرے گھر سے اور دفع ہو جاؤ یہاں سے اور مت لو میرا نام' مت پکارو مجھے ورنہ میں عذاب نازل کردوں گا' تباہ کردوں گا' غرق کردوں گا'' فرماتے ہیں میں تو لرز گیا لیکن میں یہ بات سمجھ گیا کہ میں نے تو طواف شروع ہی نہیں کیا یہ آواز یقیناً اس شخص کے لئے ہے جو طواف کر رہا ہے۔اب اس کی کوئی ایسی خطا ہے کہ وہ پکارتا ہے بڑے درد سے اور جواب ملتا ہے غصے سے۔وہ فرماتے ہیں میں نے اس شخص کو دیکھا وہ اپنے حال میں مگن ہے وہ اس کے باوجود پکارے جا رہا ہے' بلائے جا رہا ہے تو جب وہ باز نہ آیا تو تھوڑی دیر بعد پھر آواز بجلی کی طرح کڑکی۔جب میرے پاس سے گزرا تو میں نے اسے روک لیا۔میں نے کہا بھائی! ایک آواز آرہی ہے ہاتف کی کیا تم سن رہے ہو؟ اس نے بڑے غور سے مجھے دیکھا' کہنے لگا کہ آواز مجھے سنانے کے لئے آرہی ہے اگر تم نے سن لی ہے تو تم کیا سمجھتے ہو جسے سنانے کے لئے آرہی ہے اس نے نہیں سنی۔میرے لئے ہی تو آرہی ہے اس لئے میں تم سے کہتا ہوں سن رہا ہوں' تمہارے آنے سے پہلے سے سن رہا ہوں۔وہ فرماتے ہیں میں نے اسے کہا کہ پھر تمہارا کیا ارادہ ہے' اس دنیا کو غرق کرواؤ گے'' نکل کیوں نہیں جاتے بیت اللہ سے۔جب وہ آواز تمہیں صاف کہہ رہی ہے کہ نکل جاؤ یہاں سے ورنہ عذاب نازل کردوں گا تو عذاب الٰہی نازل ہوگا تو تم اکیلے نہیں مرو گے' ایک عالم تباہ ہوگا۔کیا چاہتے ہو طوفان نوح علیہ السلام پھر سے آجائے۔فرماتے ہیں وہ مجھے کہنے لگا کہ بات تو تمہاری سچ ہے لیکن مجھے کوئی اور دروازہ دکھاؤ جہاں میں چھوڑ کر چلا جاؤں۔کوئی ایسا نام سکھا دو جو اس نام کے علاوہ اس کے برابر کا ہو' کوئی ایسی ہستی دکھاؤ جس کی میں عبادت کرسکوں جس کے پاس میں جاسکوں' جس پہ اپنی جان و دل نثار کرسکوں تو میں چلا جاتا ہوں۔میرے علم میں تو ہے کوئی نہیں۔نہیں عذاب نازل کردے اس کی مرضی۔معاف

افغانستان میں ہماری عدالتوں کی طرح قتل کیس پندرہ پندرہ سال نہیں لٹکے رہتے۔ مہینہ ڈیڑھ میں بات ختم ہو جاتی ہے

دے اس کی مرضی۔اس در کو چھوڑ کر کہیں جانے کی بات میرے ساتھ نہ کرو۔تو فرماتے ہیں کہ وہ تو بات کر کے پھر چلتا بنا اپنا مشاہدہ وہ نقل فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ انوار رحمت نے اس شخص کو گھیر لیا۔سو وہی بات یہاں قرآن مجید نے یہ فرمائی ہے کہ **انما الھکم اللہ**۔تمہارا معبود ہے اللہ۔اور اللہ وہ ہستی ہے **لا الہ الا ھو**۔جس کے بغیر کسی دوسرے معبود کا تصور ممکن نہیں۔اس کے علاوہ جو کوئی ہے اس کی مخلوق ہے' اس کا پیدا کردہ ہے' اس کا محتاج ہے۔اس جیسا کوئی دوسرا نہیں کوئی اور دروازہ نہیں ہے جہاں تم پناہ لینے جا سکو اور جہاں کہیں بھی جاؤ گے وہ خود محتاج ہوگا۔

سومنات کا جو بت محمود غزنویؒ کے ہاتھوں تباہ ہوا اس بت میں ایک عجیب خصوصیت رکھی گئی تھی اس کے دونوں ہاتھ جو تھے ان میں بازوؤں میں کندھوں میں جوڑ تھا اور ہاتھوں میں میگنٹ تھے اور اوپر لوہے کی پلیٹ چھت پر لگائی گئی تھی۔تو جب بہت زیادہ لوگ اس کی عبادت کے لئے جمع ہو جاتے اور اسے سجدے کر رہے ہوتے تو انہوں نے اندر ایک میکنزم لگا رکھا تھا وہ پروہت اندر سے رسہ کھینچتے تو اسی لوہے کی پلیٹ کے سامنے سے پردہ ہٹ جاتا اور وہ دونوں ہاتھوں میں چونکہ میگنٹ ہوتا تھا وہ اٹھ جاتے جب یہاں (سینے تک) آتے تو آگے چلنے کی حرکت نہیں ہوتی تھی تو دونوں ہاتھ یہاں (سینے تک) بلند ہو کر رک جاتے اور بڑے سجدے ہوتے' بڑی واہ واہ ہوتی کہ یہ اپنی پوجا والوں کے لئے دعا کر رہا ہے۔سومنات کی تاریخ میں ہے کہ سلطان کا ایک جاسوس ایک سیاح کا بھیس بدل کر سیاحت کے بہانے اس کے قلعے کے راز اور اس کے دروازے اور اندر کا حال جاننے کے لئے وہاں سیاحت کے لئے گیا۔اپنے آپ کو لادین سا ظاہر کیا تو وہ پروہت اسے پکڑ کر لے گیا اور بت کا یہ کمال اسے دکھایا کہ ہمارا معبود بے جان نہیں ہے یہ فریاد سنتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیتا ہے۔وہ کہنے لگا کہ بات تو بڑی عجیب ہے کہ اس میں احساس

یہ رہی فائل اور یہ قرآن کی کتاب۔اگر فیصلہ غلط ہے تو اس کو تبدیل کر دو۔میں دستخط کر دیتا ہوں'

بھی ہے' شعور بھی ہے' حرکت بھی کر سکتا ہے لیکن خامی یہ ہے کہ یہ کسی اور سے مانگتا ہے اس لئے اس کی عبادت کرنے کا تو کوئی جواز نہیں۔اپنے پلے سے تو کچھ نہیں دے سکتا یہ بھی تو پھر مانگنے کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے۔جس کسی سے یہ مانگتا ہے اس کی عبادت کیوں نہ کی جائے۔اس پر وہ گرفتار کر لیا گیا۔انہوں نے کہا تم بھیس بدل کر آئے ہو یہ بات مسلمانوں کی ہے' یہ ہر کسی کی نہیں ہے۔تم مسلمانوں کے جاسوس ہو۔فتح کے بعد جیل خانے سے سلطان نے اسے برآمد کیا تھا۔لیکن بات کتنی خوبصورت ہے کہ جس نے خود پھر مانگنا ہے کسی سے' جو اپنی حیات پہ قادر نہیں' جسے اپنی موت کا پتہ نہیں' جو اپنی صحت بیماری پہ قادر نہیں' جو اپنے سونے جاگنے پر قادر نہیں' جس کو یہ اختیار بھی نہیں کہ نیند آئے اسے دور کر سکے اور نہ آئے تو لا سکے' اولاد پہ قادر نہیں کہ مرضی سے پیدا کر سکے اس کی عبادت کیوں کی جائے؟

تو فرمایا تمہارا معبود جو ہے **وسع کل شیء علما** کائنات بسیط میں وسیع ترین علم اگر کسی کا ہے تو تمہارے معبود کا ہے۔یہ نہیں کہ اللہ نے کوئی جبر کی طاقت تم پر ٹھونسنی ہے وہ جبار بھی ہے قہار بھی ہے لیکن وہ غفار بھی ہے ستار بھی ہے وہ کریم بھی ہے رحیم بھی ہے اور رحمت کے بارے وہ فرماتا ہے۔**ان رحمتی وسعت کل شیء** میری رحمت باقی تمام چیزوں پہ غالب آ جاتی ہے اتنی وسعت ہے اس میں۔

اب جب اسلامی معاشرہ تشکیل پاتا ہے تو کیا اس کی بنیاد اللہ کی الوہیت پر نہیں ہونی چاہئے؟ اگر اس کی بنیاد اس سے الگ ہوگی' اس کے بغیر ہوگی تو کیا وہ معاشرہ مسلمانوں کو راس آ سکے گا؟ اس معاشرے میں انصاف کا کوئی تصور ہوگا؟ اس معاشرے میں حقوق وفرائض کی منصفانہ تقسیم کا کوئی تصور ہوگا؟ اب کہا جاتا ہے یہ جی پولیس میں ریفارمز کریں گے تاکہ رشوت رک جائے اور طالبان جو ہیں وہ تو جاہل لوگ ہیں' ان پڑھ لوگ ہیں' انہیں حکومت کرنا آتا ہی نہیں' ان کے ہاں کوئی انسٹی ٹیوشن نہیں' کوئی ادارہ نہیں' کوئی پولیس نہیں' کوئی فوج نہیں' ویسے ہی انہوں نے تہہ بند اوپر باندھے ہوئے ہیں گھٹنوں تک اور کسی کے کپڑے پھٹے ہوئے اور

www.naqshbandiaowaisiah.com

کسی کے ثابت ہیں اور انہوں نے ایک تماشہ بنا رکھا ہے۔

دو باتیں قابل توجہ ہیں ایک بات تو یہ ہے کہ یہ ماننا پڑتا ہے کہ ان کے پاس ادارے نہیں ہیں۔ کبھی کسی نے یہ سوچنے کا تکلف کیا کہ ان کے پاس ادارے کیوں نہیں ہیں' سکولوں کا نظام کیوں نہیں بنا' بنکنگ کا یا مال خانے کا یا بیت المال کا نظام کیوں اسٹیبلش نہیں ہو رہا' آرمی باقاعدہ کیوں نہیں بنی' اس میں وردی کپڑے جوتے سارا کچھ ایک خاص سٹیٹس کیوں بنا' پی۔ٹی پریڈ کے قواعد ضابطے کیوں نہیں بنے' کالج اور سکول بچیوں کے لئے' لڑکیوں کے لئے' قوم کے لئے کیوں نہیں بنا سکے؟ اس لئے کہ وہ حالت جنگ میں پیدا ہوئے ہیں اور ابھی تک حالت جنگ میں ہیں۔ اس لئے کہ ان کے پاس جو ماہرین ان شعبوں کے تھے وہ وہی تھے جو یا تو کمیونسٹ تھے یا دہریے تھے کچھ لڑائی میں مارے گئے جو بچ گئے وہ بھاگ گئے۔ اب ان کے پاس ان شعبوں میں کام کرنے والا ایسا کوئی ذہین نہیں جو انہیں ادارے بنا کر دے سکے اور ان کے اپنے پاس اس کی فرصت ہی نہیں۔ پاکستان نے سترہ دن کی جنگ لڑی تھی 65ء میں اور پاکستان کا پلہ بھاری رہا تھا لہٰذا روس نے مداخلت کر کے معاہدہ تاشقند کرایا تھا جب بھی کفار پہ زد پڑتی ہے معاہدے ہو جاتے ہیں اور جب مسلمانوں کو مار پڑتی ہے تو کسی کو سنائی نہیں دیتا۔ سترہ دنوں کی لڑائی میں غالب قوت بھی پاکستانی فوج تھی اس کے باوجود بنیادی حقوق پورے ملک کے معطل کر دیئے گئے تھے' گویا ملک کے سارے ادارے سسپنڈ Suspend ہو گئے تھے حتیٰ کہ عدالتیں بھی معطل Suspend جب بنیادی حقوق ہی آپ کے نہیں رہے تو آپ کسی عدالت میں کیوں جائیں گے۔ آدمی جاتا تو Fundamental Rights کے لئے ہے نا کورٹ میں' جب اس کا بنیادی حق ہی معطل ہے تو عدالت کہاں رہی وہ کس میں جائے گا۔

اگر امیر المومنین زندہ ہوتے تو بکریاں دوسروں کے کھیتوں میں نہ چرتیں

اگر آپ سترہ دن کے لئے جنگ لڑیں اور صرف ایک ملک سے لڑیں' آپ اس پہ غالب بھی آ رہے ہوں تو آپ بنیادی حقوق معطل کر دیتے ہیں' جو پیدا ہی جنگ میں ہوئے اور لڑ رہے ہیں ہندوستان سے' یورپ سے' برطانیہ سے' فرانس سے' سکینڈے نیوین کنٹریز سے اور امریکہ جیسی طاقت سے اور روس سے' جو شمالی اتحاد کی پشت پر کھڑے ہیں اس کے باوجود جو امن طالبان نے قائم کیا ہے اپنے علاقے میں' امریکہ اس کی مثال نہیں دے سکتا ہے۔ جو انصاف طالبان کرتے ہیں ایسا انصاف کیا امریکہ یا پاکستان کر رہا ہے؟ اب پاکستان کی ایک بات سن لیجئے پرسوں میں نے جنگ کے کالموں میں پڑھی۔ اسلام آباد کے کوئی حاجی صاحب ہیں ان کی گاڑی چوری ہو گئی' لینڈ کروزر گاڑی تھی چالیس پچاس لاکھ کی گاڑی ہوتی ہے لینڈ کروزر اور ان کے کسی ملنے والے نے چرائی تھی انہیں اس پر شک بھی ہوا پھر بعد میں ثابت بھی ہوا انہوں نے اس ملنے والے کا نام پولیس کو دیا' پولیس نے اسے گرفتار کر لیا۔ دو دن تھانے میں رکھا چھوڑ دیا کہ جی حاجی صاحب یہ بندہ تو بے گناہ ہے' آپ نے جو ثبوت دیئے ہیں وہ ناکافی ہیں۔ حاجی صاحب بھی بڑے اچھے کھاتے پیتے آدمی تھے حاجی صاحب نے پھر شور شرابا کیا' پھر ملے ایس۔ایس۔پی کو' ایس۔ایس۔پی نے تفتیش تبدیل کر دی ایک ڈی۔ایس۔پی کو دے دی۔ ڈی۔ایس۔پی نے بندہ پھر اریسٹ کر لیا۔ بندہ اریسٹ ہو گیا دو چار دن تھانے میں رہنے کے بعد رپورٹ آئی جناب بندہ بے گناہ ہے' بندہ پھر آزاد ہو گیا۔ حاجی صاحب نے پھر شور کیا آئی۔جی کے پاس گئے آئی۔جی نے پھر ایس۔ایس۔پی کے کان کھینچے اس نے حاجی صاحب کو بلایا جی آپ جس افسر سے چاہتے ہیں تفتیش کرائیں۔ ایک نیا امتحان آ گیا کہ پورے اسلام آباد کے اس ضلع میں ایماندار افسر کون ہے جس سے تفتیش کرائی جائے۔ وہ تو نہیں مل رہا تھا تو اس نے کہا جی ایماندار افسر کی بات چھوڑو کوئی ایسا ہو جو کاروباری دیانت دار ہو وہ جس سے پیسے لے اس کا کام کر دے تو اس سے تفتیش کراؤ اور اسے پیسے دو چنانچہ تفتیش ایک سب انسپکٹر کے ذمے لگوائی حاجی صاحب نے اسے پچاس ہزار روپے بھی دیئے۔ سب انسپکٹر نے بندہ گرفتار کر لیا چار دن بعد بندہ چھوڑ دیا اور رپورٹ دی جی یہ بندہ بے گناہ ہے پتہ چلا اس بندے نے ایک

www.naqshbandiaowaisiah.com

آ کھ دے دیا ہے تو بندہ تو یہ کاروباری تھا دیانت دار تھا کاروبار میں تو دیانت دار تھا جہاں سے لاکھ ملا اس کی بات مان لی۔ مہینہ ڈیڑھ اس میں گزر گیا حاجی صاحب کی بھاگ دوڑ میں چار پانچ لاکھ خرچ ہو گئے کچھ رشوتوں میں خرچ ہو گئے اور گاڑی کا پتہ نہیں اور بندہ بے گناہ ہے۔ کابل سے کسی آنے والے نے حاجی صاحب کو بتایا کہ جناب آپ کی گاڑی افغانستان کے فلاں علاقے میں میں نے دیکھی ہے۔ اب یہ نہیں پتہ کس کے پاس ہے۔ حاجی صاحب یہاں سے چلے اور کابل چلے گئے جو بھی سرکاری افسر انہیں ملا اس سے بات کی اس نے اوپر کی یہ بات امیر المومنین ملا عمر تک گئی With in no time انہوں نے شاید کسی تھانے کے لیول کے بندے سے بات کی' گورنر نے امیر المومنین سے کی کہ ایک حاجی ہے شریف آدمی ہے پاکستانی ہے' پانچ وقت کا نمازی ہے' اللہ اللہ کرنے والا ہے اور وہ بے چارا خراب ہو رہا ہے' اس کی گاڑی ہمارے ملک میں ہے' کونسے علاقے میں جی؟ وہ کہتا ہے فلاں علاقے میں۔ امیر المومنین نے حکم دیا کہ ان سے گاڑی کا حلیہ اور چیسز نمبر وغیرہ پوچھو اور اس علاقے کے عامل کو کہو کہ کل وہ گاڑی اس بندے سمیت چاہئے جس کے پاس ہے اور دوسرے دن حاجی صاحب کی لینڈ کروزر اس افغان بندے سمیت ملا عمر کے دروازے پہ کھڑی تھی۔ انہوں نے فرمایا اس نے چوری کا مال لیا ہے چوری میں تعاون کیا ہے یہ بھی چور ہے لہذا جلاد بلایا جائے شریعت کے مطابق اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے اور گاڑی حاجی صاحب کے سپرد کر دی جائے۔ مقدمے کی کارروائی اور عدالت کا فیصلہ لکھ کر اس پر ملا عمر کی مہر لگا کر انہیں دی جائے تاکہ راستے میں کابل کی سلطنت میں انہیں کوئی روک نہ سکے۔ آگے پاکستان جانے اور یہ جانے ان کا معاملہ ہے۔ جب اس کے ہاتھ کٹنے کا حکم ہو گیا جلاد آ گیا تو اس نے حاجی صاحب کے پاؤں پکڑ

رائے کی آزادی' جان و مال کا تحفظ' حقوق کی مساوات اگر جمہوریت ہے تو اسلام سے بڑھ کر کوئی اس کی ضمانت نہیں دیتا

لئے کہ خدا کے لئے اگر میرا ہاتھ آپ معاف کر دیں تو بچ جاتا ہے۔ میرے خیال میں کوئی افغان ہوتا تو وہ کہتا جی عدل پر عمل ہونا چاہئے۔ یہ پھر پاکستانی تھے انہوں نے کہا اچھا چلو اسے چھوڑ دو۔ چھوڑ دینے سے یہ ہوتا ہے کہ وہ پھر کسی سے سودا کرے گا ہاتھ کٹ جاتا تو اس کو سبق آ جاتا جو دوسرے اس طرح کرتے ہیں ان کو بھی سبق آ جاتا۔ قرآن نے اسی لئے کہا ہے کہ ولکم فی القصاص حیوۃ یاولی الالباب۔ اے صاحب دانش تمہارے لئے قصاص میں زندگی ہے قصاص کے معاملے میں رحم اور لین دین نہیں کرنی چاہئے قصاص ہی قومی حیات کا راستہ ہے کہ بدکاروں کا راستہ بند کیا جائے' حوصلہ شکنی کی جائے۔ اسے معاف کر کے حاجی صاحب

پاکستان آ گئے۔ وہ جناب افغان گورنمنٹ کی ساری تفتیش بھی لے آئے' گاڑی کے کاغذات جو انہوں نے بنا کر دیئے وہ بھی لے آئے' پاکستان میں پیش کئے اور اسلام آباد پولیس کو آ کر بتایا کہ جناب اب بتاؤ کہ کہتے تھے کہ یہ بندہ بے گناہ ہے وہ کابل والا بھی کہتا ہے اس نے مجھے گاڑی دی اور مجھ سے اتنے پیسے بھی لئے اب صورت حال یہ ہے کہ اس بات کو تین مہینے گزر چکے ہیں وہ بندہ بھی اسلام آباد کا ہے' رات کو گھر میں رہتا بھی ہے' دن کو ادھر ادھر ہو جاتا ہے اور پولیس روز کہتی ہے جی وہ بندہ ملا نہیں رہا۔ حاجی صاحب بھی موجود ہیں' پاکستانی گورنمنٹ بھی موجود ہے' اسلام آباد بھی موجود ہے' وہ بندہ بھی وہاں موجود ہے اور آپ کا قانون انصاف اور آپ کی پولیس' آپ کی عدلیہ بھی موجود ہے۔ اب یہ بتایئے کہ ان جاہلوں کا نظام ان اپڑھوں کی عدلیہ اور وہ جن کے خلاف امریکہ بھی یورپ بھی ساری دنیا واویلا کر رہی ہے اور جن سے پاکستان بھی دامن چھڑا رہا ہے کیا وہ صحیح ہے یا یہ بہتر ہے۔؟

وہ کیوں صحیح ہے اس لئے کہ ان کا اپنا نہیں ہے وہ اللہ کا ہے۔ ہمارے سفارت خانے کا ایک بندہ چھٹی پر آیا اس کی مجھ سے ملاقات ہو گئی۔ میں نے پوچھا سناؤ وہاں کیا حال ہے وہ مجھے بتانے لگا کہ میں ہرات میں متعین ہوں پاکستان کی طرف سے گورنر ہرات کے پاس فیصلہ آ گیا وہاں قاضی جب فیصلہ کرتا ہے تو فیصلہ سنانے کے بعد ملزم کو اپیل نہیں کرنی پڑتی از خود

www.naqshbandiaowaisiah.com

گورنر کے پاس بھیج دیتا ہے وہ اس پر نظر ثانی کر لیتا ہے گنجائش ہو تو سزا میں تبدیل کر دیتا ہے نہیں تو حکم دے دیتا ہے Execution ہو جاتی ہے Thats all وہاں لمبا چکر نہیں ہے کہ سالوں بندہ حوالات میں بیٹھا ہوا ہے اب ہائی کورٹ میں ہے اب سپریم کورٹ میں ہے دس بارہ سال گزر جائیں وہاں یہ عالم نہیں ہے مہینے ڈیڑھ میں بات ختم ہو جاتی ہے۔ اب قتل کا مقدمہ تھا قاضی نے اسے قتل کرنے کا حکم دے دیا وہ گورنر کے پاس چلا گیا گورنر کا کوئی کلاس فیلو تھا قاتل کی اپروچ اس تک تھی تو اس کے خاندان والوں نے اس سے کہا اور وہ گورنر سے ملنے آیا گورنر کو بڑی خوشی ہوئی کہ پرانا کلاس فیلو آیا ہے' قہوہ شہوہ منگوایا' چائے پلائی' خاطر مدارت کی' پوچھا! کیسے آئے ہو؟ اس نے کہا یار فلاں آدمی کے کیس میں آیا ہوں مرنے والا تو مر گیا اور اسے مار دینے سے وہ واپس تو نہیں آئے گا آپ اس کو عمر قید میں بدل دیں کچھ اور کر دیں ضروری تو نہیں ہے کہ ہر کوئی مارا ہی جائے۔ اس کے بوڑھے والدین ہیں چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ اس نے کہا یہ تو کوئی بڑی بات نہیں یہ تو ایسی کوئی بات نہیں تم نے تکلیف کیوں کی فون کر دیتے چلو اچھا ہوا آ گئے ہو تو بہت اچھا ہوا اب ایسا کرو بیٹھو میں اس کی فائل لے آتا ہوں وہ مقدمے کی فائل بھی لے آیا اور ساتھ قرآن کریم بھی اٹھا کے لے آیا اور اس نے کہا بھئی یہ رہی فائل اور یہ قرآن کی کتاب۔ قرآن میں سے فیصلہ پڑھ لو مقدمے کی فائل پڑھ لو اگر قرآن کے خلاف ہے تو تم تبدیل کر کے وہاں قرآن کی آیت کا حوالہ دے دو کہ یہاں سے فیصلہ غلط ہے' According to the book اس کو ایسے ہونا چاہئے' میں دستخط کر دیتا ہوں اور اگر قرآن کے مطابق ہے تو میں امید کرتا ہوں کہ تم مجھ سے بہتر مسلمان ہو' تم مجھے قرآن کے خلاف کرنے کے لئے کچھ نہیں کہو گے۔ اور قرآن تو کسی کا بنایا ہوا نہیں ہے بڑے لوگوں کا بنایا ہوا نہیں ہے' کسی انسان کی ایجاد نہیں ہے' رب العالمین کا کلام ہے جس کی ساری مخلوق اپنی ہے اور جو سب کو ایک نظر سے دیکھتا ہے۔ لاجواب ہو کر چلا گیا اور گورنر نے اس پر مہر لگا دی بندہ بدلے میں قتل ہو گیا اللہ اللہ خیر سلا۔

پہلے مرکز مقروض ہوتا تھا IMF اور ورلڈ بنک کا تو کیا اب ہر ضلع کا گورنر خود ان سے ڈیل کرے گا

یہاں تو لوگ عورتیں اغواء کرتے ہیں

افغانستان میں بدکاری کے لئے بچے اغواء کئے جاتے تھے عورت کا تو کوئی مقام ہی نہیں تھا عورت کا تو عالم یہ تھا میں واقعات پڑھ رہا تھا جنگ کے کہ حالت جنگ میں جو لوگ روس کے ساتھ مل گئے تھے ان کا بھی یہ حشر ہوا کہ ایک آدمی اپنی شادی کر کے آ رہا تھا اور اس نے بیوی کو ٹینک پر بٹھا رکھا تھا روس کی طرف سے فائٹر ٹینک لے کر اپنے مسلمان بھائیوں سے لڑ رہا تھا لیکن ایک پوسٹ سے گزرا تو وہاں جو انچارج تھا پوسٹ کا اس نے کہا بھائی یہ لڑکی کیوں بٹھا رکھی ہے؟ جی! میں نے شادی کی ہے۔ ابھی گھر نہیں پہنچا ہوں' یہ میری بیوی ہے۔ اس نے کہا یہ تو بڑی اچھی ہے یہ مجھے دے جاؤ تم اور کر لینا۔ جہاں یہ عالم تھا وہاں آج کوئی تنہا عورت ساری رات جنگل' بازار' شہر کہیں گھومتی رہے اسے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ کوئی چھیڑتا نہیں' کوئی مذاق نہیں کرتا۔

افغان کرنسی کی قیمت پہلے بھی کم تھی

اب اور بھی کم ہو کر رہ گئی ہے۔ آپ کے پاکستان کا یہ بے چارا غریب مسکین سو روپیہ وہاں ایک لاکھ کی مالیت کا ہے۔ افغانستان میں اس وقت موجودہ پاکستانی سو روپے کی قیمت ایک لاکھ ہے۔ متبادل ایک لاکھ افغانی ملتے ہیں اس کے باوجود کرنسی تو ہے جو منی چینجر ہیں یا جو اس بزنس کے لوگ ہیں وہ گدھوں پر افغانی لاد کر لاتے ہیں گٹھڑ باندھ کر نا گدھوں پر خچروں پر لاد کر بازار میں لاتے ہیں مقابلے میں یہ کرنسی بھی ہوتی ہے منی چینجر جو ہیں اذان ہوتی ہے نماز کے لئے مسجد چلے جاتے ہیں اور اس پر چادر ڈال دیتے ہیں۔ تھڑا لگا کر بیٹھے ہیں' کروڑوں روپے پڑے ہیں۔ مسجد چلے گئے اور اس پر چادر ڈال دی' واپس آ کر انہیں گننے نہیں پڑتے کوئی نہیں چھیڑتا۔

چند حدود نافذ ہیں عرب میں۔ عرب میں صرف تین چار حدود نافذ ہیں۔ قتل کی' چوری کی' ڈاکے کی حدود نافذ ہیں۔ میں نے عرب میں یہ دیکھا کہ دکاندار جب اذان ہوتی ہے مسجد کو جاتے ہیں تو یہ جال جس سے مچھلیاں پکڑی جاتی ہیں اس طرح کے جال وہ ڈال دیتے ہیں۔ گڑ

چینی آٹے دال کی بوریاں باہر تک پڑی ہوتی ہیں ان پر جال ڈال دیا بس دکان بن ہوگئی۔ بندہ تو کیا چوری کرے گا میں نے کسی کتے کو دکاندار کا مال کھاتے نہیں دیکھا یعنی عجیب بات یہ ہے میں نے خاص طور پر نوٹ کی کہ جب یہ جال ڈال کر چلے گئے چلو بندہ تو چوری نہیں کرے گا قانون کے ڈر سے' کتے کو کیا خبر ہے کھانے کی چیز کی' آوارہ کتا تو کھائے گا' وہاں کوئی آوارہ کتا بھی داخل نہیں ہوتا۔ یہ برکت ہے اس قانون کی جو الہ العالمین نے دیا ہے انصاف کے لئے۔

سیدنا فاروق اعظمؓ جب زخمی ہوئے تو دوران علاج فرماتے تھے کہ یہ زخم ناقابل علاج ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو خاص انس تھا سیدنا فاروق اعظمؓ سے اور آپؓ ایک جراح کو لینے کے لئے بڑی تیزی سے نکل گئے' اسے اپنا گھوڑا نہیں تیار کرنے دیا اسے کہا میرے پیچھے بیٹھ جاؤ' اپنا تھیلا لے لو' امیر المومنینؓ کی حالت بڑی نازک ہے اور اسلام کے پاس دوسرا عمرؓ نہیں ہے۔ مسلمانوں کے پاس عمرؓ کا کوئی متبادل نہیں ہے۔ اپنے پیچھے اسے بٹھالیا اس کے ڈیرے سے مدینے منورہ کی طرف تھوڑا سا سفر کیا تو رک گئے گھوڑے کی باگ کھینچ لی اس سے کہا بھئی تمہارا شکریہ تم اتر جاؤ اپنا بیگ لے لو ابھی نزدیک ہو گھر چلے جاؤ' تمہاری ضرورت نہیں رہی۔ اس نے پوچھا حضرت آپ نے مجھے گھوڑا بھی نہیں لینے دیا ایک طرف اتنی بے قراری تھی اب اتنی بے نیازی کہ کہتے ہو واپس چلے جاؤ۔ فرمایا! میں امیر المومنینؓ کے علاج کے لئے تمہیں لے جا رہا تھا لیکن شاید امیر المومنینؓ دنیا سے اٹھ چکے ہیں۔ آپ کو کیسے پتہ چلا؟ فرمایا! میں جانتا ہوں یہ بکریاں کسی اور کی ہیں اور یہ فصل کسی دوسرے شخص کی ہے یہ جب اس فصل کو کھا رہی ہیں تو اسکا مطلب ہے عمرؓ فوت ہو چکے۔ عمرؓ زندہ ہوتے تو مویشی کسی دوسرے کی فصل نہیں اجاڑتے تھے۔ اب بعد میں جو آئے گا اس کی دیکھی جائے گی۔ عمرؓ دنیا سے چلے گئے۔ تم واپس چلے جاؤ۔ حضرت عمرؓ کی فضیلت کیا ہے وہ فرماتے تھے کہ مسلمانوں نے عہد فاروقؓ میں بیت المقدس کا محاصرہ کرلیا۔ محاصرے نے طول کھینچا

حکومت نے وہ بورڈ سدیس کمپنیوں کو بیچ دیا جس پر لکھا تھا پاکستان کا مطلب کیا
لا الہ الا اللہ

تو آہستہ آہستہ شہر کی رسد ختم ہوگئی' کھانے پینے کو کچھ نہ رہا۔ عیسائی گورنر نے اجلاس بلایا کہ اب ہم کیا کریں؟ ہمارے پاس دو ہی راستے ہیں۔ دروازے کھول دو بے جگری سے لڑو۔ مسلمان بھاگ جائیں گے یا ہم مارے جائیں گے قصہ تمام ہو جائے گا یا شہر ان کے حوالے کر دو۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی راستہ نہیں۔ عیسائیوں کے ایک بڑے عالم نے کہا ٹھہر جاؤ' میری ایک بات سن لو۔ ہمارے پاس' ہماری آبائی کتابوں میں نبی رحمت ﷺ کی حقانیت کے دلائل موجود ہیں۔ ہمارے پاس ہماری کتابوں میں یہ پیش گوئی موجود ہے کہ ان کا دوسرا خلیفہ جو ہوگا وہ بیت المقدس کو عیسائیوں سے چھین لے گا۔ اگر یہ خلیفہ برحق ہے اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام بھی سچے ہیں تو ہم لڑتے بھی رہے تو بیت المقدس انہی کے پاس جائے گا۔ بیت المقدس چھیننے والے خلیفے کی کچھ نشانیاں بھی ان کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں کیوں نہ ان سے مل لیا جائے دیکھا جائے کہ یہ نشانیاں اس پہ صادق آتی ہیں۔ تو گورنر نے کہا بھئی ہم تو یہاں محصور ہیں وہ مدینہ منورہ میں ہے ہم ان سے کیسے مل سکتے ہیں۔ اس نے کہا کہ مسلمانوں کو کہو کہ اگر اپنے امیر المومنین کو بلالو تو ہم ان سے ملاقات کر کے فیصلہ کرلیں گے لڑائی کی ضرورت نہیں ہے۔ امیر لشکر کو اطلاع دی گئی انہوں نے قاصد روانہ کیا مدینہ منورہ۔ وہاں سے اب ڈیلی گیشن' وہ حکمران نکل رہا ہے جس کی سلطنت کی سرحدیں افریقہ' چین' سائبریا اور ہسپانیہ کو چھو رہی ہیں۔ حضرت عمرؓ نے بیت المال سے ایک اونٹ اور رفاقت کے لئے ایک غلام ساتھ لیا۔ جب اونٹ پر بیٹھ کر مدینہ منورہ سے پانچ سات میل دور چلے اونٹ روک دیا اور غلام سے کہا تم اوپر بیٹھ جاؤ اب تمہاری باری ہے۔ اب سات میل میں پیدل چلوں گا اسطرح باری باری سوار ہوکر سفر کرتے ہوئے بیت المقدس کے دروازے پر پہنچے کہ پیدل چلنے کی باری حضرت عمرؓ کی ہے انہوں نے اونٹ کی مہار پکڑی ہوئی ہے' غلام اوپر بیٹھا ہوا ہے۔ گورنر' اس کے رفقاء اور وہ پادری دروازے پر کھڑے تھے پادری نے ایک نظر میں دیکھ کر کہا شہر اس شخص کے حوالے کر دو یہی حلیہ لکھا ہوا ہے ہماری کتابوں میں۔

سیدنا فاروق اعظمؓ فرماتے تھے یہ برکت میری نہیں ہے میری سواری کی نہیں ہے اچھے لباس کی نہیں ہے ارے ہمیں جانتا کون تھا۔ یہ ساری بات اللہ کے دین کی ہے' سارا احسان اللہ کے رسول ﷺ کا ہے۔

آج مسلمان رسوا کیوں ہیں؟ دنیا میں اللہ کی کتاب سے بیگانہ ہو کر پوری دنیا کے نظاموں کی پیروی ہم نے کر لی۔ ہم نے بے شمار تجربے کر لئے۔ کبھی وہ نظام اپنایا کبھی یہ اپنایا' کبھی صدارتی کبھی مارشل لاء' کبھی فوجی کبھی سویلین' کبھی کوئی جمہوریت کبھی کوئی جمہوریت۔ ارے رائے کی آزادی ہی اگر جمہوریت ہے تو اسلام سے بڑھ کر رائے کی آزادی کوئی نہیں دیتا۔ جان مال کا تحفظ اگر جمہوریت ہے تو اسلام سے بڑھ کر اس کی ضمانت کوئی نہیں دیتا' حقوق کی مساوات اگر جمہوریت ہے تو اسلام سے بڑھ کر کون دیتا ہے اور اللہ سے بڑھ کر مخلوق کے حالات سے کون واقف ہے۔

اب وقت ہے کہ حکومت اگر تبدیلیاں کرنا چاہتی ہے تو اس ملک کو مزید منتشر نہ کرے۔ آپ لوگوں کی ذمہ داری ہے کہ اس کے لئے آواز اٹھائیے کہ جب ون یونٹ بنا تھا اور امیر محمد خان گورنر مغربی پاکستان ہوتے تھے تو اس وقت تو کوئی کسی صوبے کے حقوق کی جنگ نہیں تھی کہ یہ صوبہ کھا گیا اور یہ رہ گیا۔ یحیٰی خان نے پھر توڑ کر چار کر دیئے اس کا مطلب یہ ہے کہ قوم پر چار گورنروں کا بوجھ آ گیا' چار گورنروں کی کیبنٹ کا بوجھ آ گیا' چار وزراء اعلیٰ کا بوجھ آ گیا' ان کی کیبنٹ کا بوجھ آ گیا۔ اب نئی حکومت ہر ضلع میں ایک گورنر اور ایک کابینہ مقرر کرنا چاہتی ہے گویا پہلے چار لڑ رہے ہیں پھر ایک سو سات آپس میں دست و گریباں ہوں گے۔ پہلے مرکز مقروض ہوتا تھا عالمی بینک اور آئی ایم ایف کا تو اب کیا ہر ضلع کا گورنر آئی ایم ایف سے ورلڈ بنک سے ڈیل کرے گا؟ گویا چپہ چپہ زمین کا براہ راست رہن رکھا جائے گا؟ کبھی اس پر بھی غور فرمایا ہمارے حکمرانوں نے کہ جو تقسیم در تقسیم کر رہے ہیں ان کے اخراجات کہاں سے پورے ہوں گے' اس غریب کے خون سے جسے نچوڑ نچوڑ کر پہلے آپ نے بدحال کر دیا؟

بتیس (32) روپے کلو دیہات میں چینی فروخت ہو رہی ہے کون پیئے گا چینی کی چائے؟ ایک بلب جو جلاتا ہے اس کا جب بل آتا ہے بجلی کا' تو اس کی ماہوار آمدن سے زیادہ ہوتا ہے۔ کیا لوگ اب پھر دیئے جلائیں گے۔ اور دیا جلانے کے لئے کڑوا تیل خریدنا تارامیرا کا تیل خریدنا غریب کے بس میں نہیں ہے' وہی جلائے گا جو خود تارامیرا کاشت کر کے اپنا تیل نکلوائے گا۔ مٹی کا تیل اس قیمت سے زیادہ مہنگا ہے جس میں کبھی ہمیں گھی ملا کرتا تھا۔ اگر یہی عالم رہا۔ یہ تو چند سالوں میں ہر چیز واپس وہاں چلی جائے گی جہاں ایک زندگی ہوگی افریقہ کے جنگلوں کی طرح کی۔ تو مصیبت کیا ہے جب آپ نظام بدلنا ہی چاہتے ہیں تو آپ اللہ کا نظام کیوں نہیں لاتے؟ کیا قباحت ہے اس میں؟ کیا تکلیف ہے اس میں؟

میں نے دو جگہ پڑھا تھا ایک تو سرگودھا میں ہسپتال کی ایک دیوار پہ لکھا ہوا تھا' پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ اور ایک لاہور میں جب آپ مڑتے ہیں بادامی باغ کی طرف تو بہت بڑا بورڈ لگا ہوا تھا پاکستان کا مطلب کیا ہے لا الہ الا اللہ۔ میرا خیال ہے بیس پچیس تیس سال سے زیادہ کا عرصہ ہو گیا ہے شاید انہی دنوں لگا ہو جب پاکستان بنا تھا یا چند سال بعد لگا ہو گا اور یہ بات پاکستانی مسلمانوں کے سینے میں نقش ہے اور بچوں کے ذہن میں نقش ہے کہ پاکستان کا مطلب کیا ہے لا الہ الا اللہ۔ اور اب مجھے آج کوئی ٹیلی فون پر بتا رہا تھا کہ لاہور والے بورڈ پر رنگ کروا کر حکومت نے وہ بورڈ میڈیسن کمپنیوں کو بیچ دیا ہے۔ انہوں نے اس پر اپنے اشتہار لگا لئے ہیں۔ یعنی بنیادی فلاسفی جو ملک بنانے کی تھی آج تک کسی حکومت نے اس پر عمل تو نہیں کیا لیکن ان جملوں کو مٹانے کی جسارت بھی نہیں کی کسی بے دین سے بے دین حکمران کو بھی اسے مٹانے کی جرات نہیں ہوئی۔ اب حکومت طاقتور نہیں ہوگئی میرا خیال ہے ہم بے غیرتی کی اس سطح پر پہنچ گئے ہیں کہ کوئی پوچھنے والا ہی نہیں اور اگر یہی عالم رہا تو جو حال ہمارا ہو گا وہ ہر ذی شعور دیکھ سکتا ہے چشم تصور سے۔ اللہ اس حال بد سے بچائے' ہمیں ایمان کی توفیق عطا فرمائے اور یہ وقت ہے تبدیلی کا۔ اس وقت کے لئے ہمیں اس عزم کی ضرورت ہے کہ اب پرانا نظام ہٹا کر اس کی جگہ اللہ کا قانون نافذ کرنے کی تبدیلی کی جائے۔

نوافل پر ریزسٹ کرتے ہیں تو سنت محفوظ رہتی ہے' فرض ادا کرتے ہیں' سنت ادا کرتے ہیں' نوافل کبھی پڑھ لئے کبھی رہ گئے' اگر نوافل پر ریزسٹ نہیں کرتے تو پھر زد سنت پہ آئے گی۔ فرض ادا کئے سنت کبھی پڑھ لی کبھی رہ گئی اور اس سے جب گزرے گی تو بات فرائض پر آجائے گی کہ کبھی ادا ہو گئے کبھی رہ گئے۔ اسی طرح عملی زندگی میں بھی جہاں عدل کا حکم دیا وہاں فواحشات سے منع فرمایا اور جب فواحشات منع ہیں تو جو کام جائز ہی نہیں اس کی تو گنجائش نہیں نکل سکتی فرمایا!

ایک بہت بڑے جرنل صاحب کا بیٹا شکار پر آیا۔ کلر کہار ریسٹ ہاؤس میں ٹھہرا' رات کو خنزیر مارے پکائے اور کھائے

والمنکر ۔ ہروہ کام جس سے روک دیا گیا ہے۔ منکروہ کام ہے جس سے منع کر دیا گیا ہے اور پھر فرمایا سب سے بڑی بات یہ ہے۔ **والبغی**۔ کہ بغاوت سے اجتناب کیا جائے بغاوت کو روکا جائے۔ بغاوت یہ ہے کہ اللہ کے احکام کے مقابلے میں کوئی اپنا حکم نافذ کرے' یہ بغاوت ہے۔ ایک کام ناجائز ہے یا جائز ہے اس کا سرعام کرنا نامناسب ہے وہ سرعام کرتا ہے تو یہ فحش ہے۔ ایک کام سے منع کر دیا گیا اس کا کرنا جائز نہیں ہے وہ کرتا ہے تو یہ منکر ہے۔ لیکن اللہ نے جو نظام دیا زندگی کا' جو نصاب دیا زندگی کا' اللہ نے پانچ نمازیں فرض کیں' اب کوئی کہتا ہے نمازیں تین ہیں' دو ہیں' ایک ہے' نبی کریم ﷺ نے جو طریقہ بتایا اس کے علاوہ اپنا ایک طریقہ ایجاد کرتا ہے' اسی طرح کوئی جھوٹا نبوت کا دعویٰ کر لیتا ہے' حضور علیہ السلام کے بعد جو بھی دعویٰ کرے گا جھوٹا ہی ہوگا' یہ سارے معمول کیا ہیں؟ یہ بغاوت ہے۔ ان ہی میں سے ایک معمول یہ ہے جو مسلمانوں کی نصف سو سے زائد ریاستوں نے اپنا رکھا ہے کہ کلمہ اللہ کا پڑھتے ہیں' عبادت اللہ کی کرتے ہیں' نماز روزہ اس کا کرتے ہیں لیکن زندگی کے معمولات کے لئے آئین اور دستور دوسروں کا اپنا رکھا ہے۔

حکومت نے ایک ترمیمی آرڈیننس جاری کر دیا اور حکومت بھی کیا کرے کچھ تو اسے بھی کرنا ہوتا ہے' حکومت کے کیلئے ضروری ہے کہ حکمران کچھ کرتا رہے وہ صحیح کرے یا غلط کرے۔ پہلے کچھ سیاست دانوں کو سزا دی کچھ کو کھڈے لگا رکھا ہے' سزا دینے کا پروگرام ہے اب انہوں نے ایک نیا شوشہ یہ چھوڑ دیا ہے کہ سزا یافتہ کوئی شخص سیاسی عہدہ بھی پاس نہیں رکھ سکتا۔ پہلے تو یہ تھا کہ الیکشن میں حصہ نہیں لے سکتا یہ تو پہلے سے آرہا تھا آئین و دستور میں' ویا اس حکم کی ابتداء سے ہی بے نظیر اور نواز شریف تو سیاسی عہدوں سے بھی فارغ ہو گئے۔ چونکہ دونوں سزا یافتہ ہیں اب اس کے ردعمل میں قاضی حسین احمد سے لے کر پیر پگاڑا تک اور نوابزادہ نصراللہ سے لے کر ظفر الحق تک ساری دنیا چیخ پا ہے کہ یہ بڑا ظلم ہے بھئی آپ کے سیاسی لیڈروں پر کوئی قدغن لگانا ظلم ہے' زیادتی ہے' دونوں حکمران وہ ہیں جن کے خلاف پورے ملک میں ان کے ہر عہد میں احتجاجی تحریکیں چلیں کہ یہ لوٹ کر کھا گئے وہ لوگ سچے تھے یا جھوٹے تھے دونوں حکمران وہ ہیں جن کے عہد میں ان کے ملک کے صدور نے پریزیڈنٹ آف پاکستان نے ان کی حکومتیں برخواست کیں کہ یہ بے ایمان ہیں' بدکار ہیں' لوٹ رہے ہیں۔ دونوں کی حکومتیں ختم ہونے پر غریب آدمی نے مٹھائی بانٹی ایک بلا سر سے ٹل گئی۔ دونوں بیس بیس سال سے زائد قید عدالتوں سے لے چکے اور مقدمات ابھی عدالتوں میں باقی ہیں اگر ان کو سیاسی عہدوں سے نکالا جاتا ہے تو اتنا شور ہوتا ہے اور سارے کا سارا دین آپ نے نصاب زندگی سے خارج کر دیا تب کوئی شور نہیں ہوتا۔ معاش میں آپ نے سود داخل کر رکھا ہے حلال کی جگہ حرام کھلا رہے ہو اور لوگ ایسے سادہ ہیں کہ اس کے عادی ہو گئے ہیں کل اگر حکومت یہ کہے کہ بکروں کا گوشت کم پڑ گیا ہے اگرچہ ہفتے میں دو چھٹیاں کی تھیں پھر لائیو سٹاک میں وہ کمی پوری نہیں ہو رہی لہٰذا دو چھٹیاں اور کر و باقی دو دن جو ہیں وہ خنزیر کا

گوشت کھلایا جائے گا تو نئی بات ہوگی سارے بھڑک اٹھیں گے لیکن سود کھا رہے ہیں وہ پرانا ہو چکا ہے اس لئے سارا ملک کھا رہا ہے۔ خنزیر میں اور سود میں حرمت برابر ہے اس کی بھی اصل میں حرمت ہے اور سود کی اصل میں بھی حرمت ہے' دونوں کی حرمت برابر ہے' ایک جیسے حرام ہیں دونوں لیکن ہم سود کھا رہے ہیں۔ اب اگر کوئی ویسے ہی کہہ دے کہ ہفتے میں ایک دن خنزیر کاٹ کر بانٹا کریں گے تو پورا ملک احتجاج پہ کھڑا ہو جائے گا اور لڑائی ہو جائے گی۔

اللہ نہ کرے اگر ہماری غفلت کا یہی عالم رہا تو شاید یہ زمانہ بھی آجائے۔ اس لئے کہ اب بھی آپ کے طبقہ امراء میں اور حکومتی اراکین میں ایسے لوگ ہیں جو خنزیر کھاتے ہیں۔ یہاں بھی ایک دفعہ بڑا ہنگامہ ہوا تھا اس زمانے کے ایک بہت بڑے جرنل صاحب کا بیٹا شکار پر آیا۔ کلر کہار ریسٹ ہاؤس میں ٹھہرا' رات کو خنزیر مارے پکائے اور کھائے اور اس پہ پھر پورے علاقے میں بڑا شور ہوا۔

خاندانوں نے اپنے جو رواج بنا رکھے ہیں کوئی بندہ اس رواج سے باہر نہیں جا سکتا بس یہ صرف اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کا دین ہے جس کا وارث زمین پر کوئی نہیں ملتا

اب امریکی فوج عرب سمیت سارے مشرق وسطیٰ میں خیمہ زن ہے ان کے لئے امریکہ سے کٹے ہوئے خنزیر بھی آرہے ہیں اور زندہ خنزیروں کے جہاز بھی آتے ہیں اس مقدس سرزمین پر کاٹے اور کھائے جا رہے ہیں۔ مسلمان آہستہ آہستہ برداشت کر رہے ہیں نا! پہلے لوگ کسی کو کھاتا دیکھ کر برداشت کریں گے پھر کھانے میں بھی شریک ہو جائیں گے۔

تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ اب نظام کی تبدیلی کا ایک وقت آیا اور بڑا ایک شور اٹھا اور ایک ایک آدمی تک بات گئی کہ نظام بدلنا چاہیے تو بدلنے والے تبادلے میں بھی ایک کی بجائے دوسرا کافرانہ نظام ہی لانا چاہتے ہیں' کفر کو اسلام سے نہیں بدلنا چاہتے۔ پہلے ایک گورنر ہوتا تھا مغربی پاکستان کا ایک مشرقی پاکستان کا پھر باقاعدہ صوبے بحال کئے جرنل یحییٰ خان نے بڑا تیر مارا۔ جب مارشل لاء لگا یحییٰ خان کا تو اس نے پھر صوبے بحال کر کے چار گورنر چار وزیر اعلیٰ چار کابینہ بنا دیں۔ ایک گورنر تھا ایک وزیر اعلیٰ تھا ایک کیبنٹ تھی صوبہ تھا ایک مغربی پاکستان ایک مشرقی پاکستان اور یہ بہت بڑا کام تھا جس کسی نے کیا' اسے ون یونٹ کہتے تھے کہ صوبے کا ایک یونٹ ہے اسے انہوں نے پھر چار میں بدلا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس صوبے پر چار گورنروں کا چار وزراء اعلیٰ کا چار کابینہ کا بوجھ اقتصادی طور پر پڑا۔ اب ماشاء اللہ نیا نظام بھی حکومتوں کا آئے گا جو پہلے برطانیہ میں بھی ہے اور اسرائیل میں ہے جس کے نتیجے میں ایک سو پانچ حکومتیں قرار پائیں گی۔ ملک میں ایک سو پانچ گورنر ہوں گے ایک سو پانچ گورنروں کی کابینہ ہوگی اور ایک سو پانچ' چار کی جگہ ایک سو پانچ کا جو خرچ ہے وہ قوم

نیا یونین کونسل کا نظام بٹیروں کی لڑائی بن جائے گا بٹیر لڑتے رہیں گے اور تماشے والے تماشا دیکھتے رہیں گے

کے سر پڑے گا پہلے چار لڑتے ہیں آپس میں سرحد اور پنجاب بلوچستان اور سندھ۔ پنجاب سے کسی کو شکایت ہے کسی کو دوسرے سے شکایت ہے لڑائی ہے پھر ایک سو پانچ جماعتیں آپس میں لڑائی پر تیار ہوں گی کہ وہ یہ کر گیا اس نے یہ کر دیا اس نے یہاں سے پانی لے لیا اور اس کی نہر اتنی بڑی ہے اس کی اتنی چھوٹی ہے تو گویا ایک ایسا چوں چوں کا مربہ بنے گا کہ لوگ ایک دوسرے کا گریباں پکڑتے رہیں گے اور جو اوپر بیٹھے ہیں وہ تماشا دیکھا کریں گے۔ وہ جس طرح مرغ لڑانے والے کھڑے ہو کر تماشا دیکھتے ہیں اور مرغ ایک دوسرے کو نوچتے رہتے ہیں' مرغ بھی قدرے بڑا پرندہ ہے یہ تو بٹیروں کی لڑائی بن جائے گی بٹیر لڑتے رہیں گے اور تماشے والے تماشا دیکھتے رہیں گے۔ کمال یہ ہے کہ سیاست دانوں پہ زد پڑتی ہے' سیاست دان چیختے ہیں' سیاسی نظام پہ زد پڑتی ہے سیاست دان چیختے ہیں' دین کے لئے کوئی آواز بلند نہیں ہوتی بلکہ دینی

www.naqshbandiaowaisiah.com

جماعتوں کے رہنما بھی انہی کے ہمنوا ہیں کہ یہ سیاسیات میں ظلم ہو رہا ہے یہ نہ کیا جائے وہ نہ کیا جائے۔

میں ایک دفعہ مشکوٰۃ شریف پڑھ رہا تھا تو ایک حدیث پاک کا مطالعہ کرنے کی سعادت نصیب ہوئی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد عالی ہے کہ کسی یتیم کے سر پر شفقت سے کوئی ہاتھ رکھ دے تو اتنی نیکیاں اسے ملتی ہیں جتنے بال اس کے ہاتھ کے نیچے آجائیں تو جو پہلا خیال میرے دل میں آیا وہ یہ تھا کہ آج کا یتیم تو آپ کا اسلام ہے جسے کوئی پوچھنے والا نہیں' جس کے لئے کوئی آواز نہیں' چندہ جمع کرنے کے لئے جس کا نام لیا جاتا ہے' دنیوی مفادات کے لئے جس کا نام لیا جاتا ہے' حصول اقتدار کے لئے جس کے نعرے لگائے جاتے ہیں لیکن جس کو عملاً نافذ کرنے کے لئے' ملکی دستور بنانے کے لئے کوئی کچھ نہیں کرتا اور نہ کرنا چاہتا ہے اور جس کا جی چاہے گھٹیا سے گھٹیا بندہ رمضان میں سر بازار سگریٹ پی سکتا ہے' ہوٹل کھول سکتا ہے' چائے پانی پی سکتا ہے۔ ایک گھٹیا سے گھٹیا بندہ آذان ہو رہی ہو نماز نہیں پڑھتا۔ کوئی خطرہ نہیں' کوئی پوچھنے والا نہیں' کوئی بھی شرعی حکم کمزور سے کمزور آدمی پامال کر سکتا ہے کوئی روکنے والا نہیں۔

قبائل کے رواج ہیں علاقے کی رسومات ہیں کچھ خاندانوں کے طریقے ہیں ان سے کوئی بغاوت نہیں کر سکتا۔ جو قبائل نے رسوم بنا رکھی ہیں ان سے کوئی ان کے قبیلے کا بندہ نہیں ٹکرا سکتا۔ خاندانوں نے جو رواج بنا رکھے ہیں

روس کی پیلٹ بیورو کے بائیس ارکان ہوتے ہیں کیونکہ زار روس کے خلاف بنیاد رکھنے والے بائیس لوگ تھے

خاندان کا اس فیملی کا کوئی بندہ اس رواج سے باہر نہیں جا سکتا۔ بس یہ صرف اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کا دین ہے جس کا وارث زمین پر کوئی نہیں ملتا' جس کے لئے کسی کے دل پر چوٹ نہیں پڑتی' جس کو پامال کرتے ہوئے کسی کو یہ خطرہ نہیں ہوتا کہ کوئی اس کی حمایت میں بھی بولے گا۔ تو یہ یاد رکھیئے کہ ہر حکم کے مثبت اور منفی پہلو ہوتے ہیں اور ہر حکم کا ایجابی اور سلبی پہلو ہوتا ہے۔ ایجابی پہلو ہوتا ہے کرنے کا کام اور سلبی پہلو ہوتا ہے نہ کرنے کا کام۔ تعمیل ارشاد تب ہوگی کہ جب دونوں طرف بھرپور کردار ادا کیا جائے۔ جس کام کے کرنے کا حکم ہے وہ کیا جائے اور جس کام سے رکنے کا حکم ہے اس سے رکا جائے۔ ظاہر ہے اگر بندہ ذاتی طور پر بھی خود یہ کام کرنا چاہے تو اکیلا نہیں کر سکتا۔ اس کے لئے اسے ماحول اور معاشرہ ایسا بنانا پڑتا ہے جس میں وہ کام کیا جائے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اہل مکہ کا تصادم اسی بات پر تھا' نئے مذہب پر نہیں تھا۔ اگر جدید مذہب پر تصادم ہوتا تو اس کا مطلب ہے کہ پہلے مکے میں صرف ایک مذہب ہوتا جبکہ دنیا کا ہر مذہب مکہ مکرمہ میں موجود تھا۔ مذہبا لوگ الگ الگ تھے لیکن معاشرتی اعتبار سے عدالتی اعتبار سے سیاسی اعتبار سے متفق تھے۔ عدالتیں ایک تھیں' رؤساء مشترک تھے' معاشرے کا لین دین کا طریقہ سب کا ایک تھا' خرید و فروخت کا طریقہ ایک تھا' رہن سہن کا طریقہ ایک تھا' شادی بیاہ کا طریقہ ایک تھا' مذہب اپنا اپنا تھا۔ کوئی بت کو پوج رہا ہے' کوئی آگ کو پوج رہا ہے کوئی ستاروں کو پوج رہا ہے کوئی جنوں کو پوج رہا ہے کوئی فرشتوں کو پوج رہا ہے کوئی جادوگروں کی پرستش کرتا ہے۔ اس میں وہ مداخلت نہیں کرتے

عدل لانے والے جس لشکر نے پوری دنیا کو عدل سے روشناس کرایا' اس کی بنیاد حضور ﷺ کے چالیس جاں نثاروں نے رکھی

تھے۔ یہی بات انہوں نے آقائے نامدار ﷺ کی خدمت عالی میں پیش فرمائی کہ آپ ﷺ اپنا مذہب رکھیں' آپ ﷺ نے کوئی خدا تلاش کر لیا تو اس کی پوجا کریں اور جو آپ ﷺ کی بات مانے وہ بھی کرے لیکن ہمارا جو ایک معاشرتی سیٹ اپ ہے' ہمارا ایک نظام ہے لینے دینے کا ایک طریقہ ہے' خرید و فروخت کا ایک طریقہ ہے' سود کا ایک قاعدہ ہے' عورتوں کے ساتھ تعلقات کا ایک طریقہ مقرر ہے اور

www.naqshbandiaowaisiah.com

غلاموں کی خرید و فروخت کا ایک طریقہ ہے' اسی طرح کوئی معاشرے کے خلاف کام کرتا ہے تو اس کی سزا جزا کا ہمارا ایک نظام ہے تو اس ہمارے سیٹ اپ کو آپ کیوں بگاڑتے ہیں۔ آپ ﷺ ہمارے ملک کا' ہمارے شہر کا' ہماری قوم کا' ہماری برادری کا حصہ ہیں تو جو رہنے سہنے کے طریقے اور اسالیب ہیں یہ تو ہمارے مشترک چلے آرہے ہیں اور انہیں چلتے جانا چاہئے۔ اس سیٹ اپ کو نہ بگاڑیں باقی رہا مذہب تو آپ ﷺ اپنے مذہب پہ کام کریں' ہم اپنے پوجتے رہیں گے آپ ﷺ اپنا مذہب اپنائیں ہم اپنا۔ پہلے بھی تو لوگ مختلف عبادتیں کرتے ہیں' آپ ﷺ بھی کرتے رہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے تمہارے مشورے پر نہیں اس (اللہ) کے حکم پر عمل کرنا ہے۔ اور وہ اس عبادت کو قبول نہیں کرتا جس میں معاشرت اس کے حکم کے خلاف ہو۔ میرا پروردگار ایسا نہیں ہے جیسے تمہارے بناوٹی پروردگار ہیں کہ انہیں سجدہ کر لیا پھر جو جی چاہا کرتے رہے یہ حیّ اور قیوم ہے صرف سجدہ نہیں کرواتا یہ پورا نظام اپنی مرضی کا نافذ کرواتا ہے تب سجدہ قبول کرتا ہے۔ یہ اس کا سجدہ قبول کرتا ہے جو زندگی کو اس کے بنائے ہوئے سانچے میں ڈھال دے۔ اس لئے فرداً فرداً لوگ نہیں ڈھلتے ایک معاشرہ ڈھلا کرتا ہے ہم وہ معاشرہ بنانے کے مکلف ہیں ہمارا تمہارا

ایک کافرانہ نظام کو دوسرے کافرانہ نظام سے تبدیل کیا جا رہا ہے یہ تبدیلی نہیں ہے تبدیلی تو یہ ہے کہ رات کو دن سے' اندھیرے کو اجالے سے' کفر کو اسلام سے تبدیل کرو

سمجھوتہ نہیں ہو سکتا۔

یہی حکم ہمیشہ کے لئے ہے اور ہر مسلمان مکلف ہے اس معاشرے کی تعمیر کا۔ کہا یہ جاتا ہے کہ انقلاب کی بنیاد گنتی کے لوگ ہوتے ہیں یہ ایک تاریخ ہے وہ انقلاب انقلاب ہے یا نہیں معمولی تبدیلی ہے وہ حق ہے یا باطل ہے یہ بحث الگ ہے لیکن کسی بڑی تبدیلی کے لئے کیا بڑا لاؤ لشکر ہی ہوتا ہے۔ تاریخی اعتبار سے آپ یہاں سے دیکھنے لگیں تو مغلوں کی عظیم سلطنت کا معمار اور بانی جو تھا ظہیر الدین بابر ایک زمانے میں اتنا کمزور تھا کہ اس کا گھر دوسرے سردار نے لوٹ لیا' اس کی بہن کو پکڑ کر لے گیا بیوی بنا لیا اور مال اسباب لوٹ کر لے گیا تو وہ بے بس تھا۔ چند افراد سے اس نے طاقت بنانا شروع کی اور پھر شہنشاہ ظہیر الدین بابر بنا اور پوا برصغیر اس نے فتح کر کے ایسی عظیم سلطنت کی بنیاد رکھی جو پانچ سو سال تک اس کے خاندان میں چلتی رہی۔ چنگیز خان ایک بہت بڑا نام ہے یہ ایک عام چرواہا تھا اس کی ذاتی کوئی اہمیت تھی ہی نہیں' ایک فرد کی حیثیت سے بھی اہم نہیں تھا۔ تومند تھا 'صحت مند تھا' لڑنے کا فن جانتا تھا' ایک قبیلے کے رئیس کی بیٹی یا نواسی تھی غالباً اس کی' کسی دوسرے رشتہ داروں کے ہاں جا رہی تھی اس کے

ساتھ تین چار گارڈ بھی تھے راستے میں اسے لٹیروں نے روک لیا' زیور وغیرہ چھیننے کے بعد انہوں نے کہا کہ لڑکی بھی لے چلو وہ تینوں چاروں جو اس کے ساتھ محافظ تھے وہ قتل ہو گئے یہ اس راستے سے گزر رہا تھا یہ بھی ایک چرواہا تھا یہ ان لوٹنے والوں کے ساتھ لڑا ان کو مار دیا مال اسباب بھی اور وہ لڑکی لے کر اس سردار کے پاس پہنچا دی اس نے اس کا رشتہ ہی اسے دے دیا اور اپنا بیٹا بنا لیا اس کے بعد یہ قبیلے کا سردار بنا۔ پھر چھوٹے چھوٹے قبائل کو مسخر کر کے اپنی سرداری بڑھائی پھر شہنشاہ بنا۔ اس کا ایک مقولہ مشہور ہے کہ آسمان پر دو سورج نہیں ہیں زمین پر دو خان بھی نہیں ہوں گے یعنی ایک معمولی سی ایک جماعت کے ساتھ ایک عظیم فاتح۔ وہ حق تھا یا باطل تھا یہ الگ بحث ہے۔ روس کی پیلٹ بیورو میں بھی بائیس ارکان ہوتے ہیں یہ بائیس کا عدد انہوں نے کہاں سے لیا۔ زار کے خلاف بغاوت کی بنیاد رکھنے والے بائیس لوگ تھے۔ انہوں نے جو طریقہ اپنایا' بنک لوٹے' پیسہ لوٹا' ساتھ بندے ملائے' جو بھی کیا لیکن بنیاد بائیس لوگ تھے۔ ایک معمولی سی اقلیت تھی جس نے مصر کے سلطان کا تختہ الٹ دیا۔

اب آیئے اسلامی انقلاب کی طرف تو دارارقم میں جلوہ افروز ہیں محمد رسول اللہ ﷺ

www.naqshbandiaowaisiah.com

اہل مکہ ایذا پہنچاتے تھے اور وہاں حضور ﷺ ایک طرح سے روپوش ہو کے رہتے تھے۔ صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیھم اجمعین نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اب تو مسلمان چالیس ہو گئے ہیں آج کی جو ہماری گنتی ہے ہماری تعداد چالیس ہو گئی اب ہمیں چھپ کر رہنا نہیں چاہئے چالیس تو ہیں ہم اب آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم آج کی عبادت حرم میں جا کر کریں۔ یہ بات اہل مکہ کو بھی پتہ چلی ابو جہل نے راستے میں مسلح دستے کھڑے کر دیئے۔ چالیس آدمیوں کو جہاد کی اجازت نہیں دی۔ جہاد کی اجازت مدینہ منورہ آ کر ملی اور فرض ہوا۔ انہیں پتہ ہے ہمیں لڑنا بھی نہیں ہے صرف مار کھانی ہے تو انہوں نے کہا ایسا کرو ایک دوسرے کے بازو میں اس طرح بازو پھنسا لو ایک زنجیر بن جاؤ ہم جائیں گے حرم' دیکھیں گے کون روکتا ہے۔ پانی کے مٹکے' مٹی کے برتن' پتھر' عورتوں نے بھی پھینکے' زخمی ہوئے' کسی کو گرنے نہیں دیا حتی کہ جب ان دستوں کے پاس پہنچے تو ابوجہل نے دستے ہٹا لئے۔ نیزہ برداروں کے دستے تھے اس نے کہا یہ تو مختلف قبائل کے لوگ ہیں تو یہ سب قبائل میں جنگ چھڑ جائے گی۔ یہ واپس جانے والے نہیں' ہٹ جاؤ جانے دو انہیں حرم۔ اس انقلاب کی بنیاد بھی حضور آقائے نامدار ﷺ کے چالیس جاں نثاروں نے رکھی۔ وہی تصادم پھر بڑھ کر ہجرت پر منتج ہوا اور پھر ہجرت سے بڑھ کر فتح بدر اور پھر فتح عرب اور پھر دنیا کی فتح پر منتج ہوا۔ یہ جس عدل لانے والے لشکر نے پوری دنیا کو عدل سے آشنا کیا اس کی بنیادی اینٹیں بھی وہ چالیس بندے تھے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ لاکھوں لوگ جمع ہوں اور پھر وہ انقلاب بپا کریں۔ تھوڑے ہوں Devoted ہوں' مخلص ہوں' ایثار ہو جن میں' جو کٹ سکتے ہوں جان دے سکتے ہوں۔ جنہیں اپنے مقصد پہ یقین کامل ہو' اعتماد ہو اپنے رب پہ' اس کے لئے جی بھی سکتے ہوں اور مر بھی سکتے ہوں۔ اور اب وقت ہے تبدیلی کا۔ آئین میں ترمیمیں ہو رہی ہیں الیکشن کے طریقہ کار بدلے جا رہے ہیں یہ سارا کیا ہے؟ کہتے ہیں جی ہم نظام تبدیل کر رہے ہیں۔ ایک کافرانہ نظام کو دوسری طرح کے کافرانہ نظام سے تبدیل کیا جا رہا ہے' یہ تبدیلی تو نہ ہوئی۔ تبدیلی تو یہ ہے کہ رات کو دن سے 'اندھیرے کو اجالے سے' کفر کو اسلام سے تبدیل کرو پھر تو تبدیلی ہے۔ تبدیلی تو یہ ہے کہ قیدی کو آزادی مل جائے۔ یہ تبدیلی ہے کہ ایک جیل سے نکال کر دوسری جیل میں بند کر دو؟۔

حکومت' نظام میں جو تبدیلی لانے جا رہی ہے وہ ایسے ہی ہے جیسے جیل کے اندر کسی کو ایک کوٹھڑی سے دوسری کوٹھڑی میں تبدیل کر دیا جائے

ایک جیل کی ایک بارک سے نکال کر دوسری بارک میں بند کر دو؟ یہ تبدیلی ہے؟ یہ کیا تبدیلی ہے؟ اس کی حیثیت تو نہیں بدلی؟ ہے تو قیدی' حالات بدلے' طریقہ کار بدل گیا' جگہ بدل گئی لیکن قیدی تو قیدی رہا۔ اس کے ساتھ وہی ظلم ہو رہا ہے جو پہلے ہو رہا تھا۔ وہی مصیبت اس کے سر پہ ہے جو پہلے تھی۔ یہ موجودہ تبدیلی بالکل ایسی ہے جیسے جیل کے اندر ہی ایک کوٹھڑی سے دوسری کوٹھڑی میں تبدیل کر دیا جائے۔ یہ بھی ایک تبدیلی ہے کہ اسے پہلے دس کوڑے روز لگتے ہیں اب بارہ مارو۔ یہ تبدیلی ہوگئی اس سے اتنا ٹیکس پہلے لیا جاتا تھا اب اسے دگنا کر دو۔ یہ تبدیلی ہوئی؟ آج آ گیا نا ٹیلی فون کے بلوں پر جنرل سیلز ٹیکس' ٹیلی فون پر سیلز ٹیکس۔

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

یہ کون سا کاروبار یا بزنس ہے کہ ٹیلی فون کے بلوں پر سیلز ٹیکس' ہوائی ٹکٹ پر سیلز ٹیکس' تین چیزوں پر تو آج بھی آیا اخبار میں کہ نافذ ہو گیا۔ اگر نہیں نافذ ہو سکتا تو صرف اللہ کا حکم۔ باقی جس کا جو جی چاہے نافذ کر دے۔

اللہ توفیق دے اس کے لئے باقاعدہ تیاری کی جائے' باقاعدہ پروگرام بنایا جائے اور اس لعنت کو روکا جانا چاہئے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

خطاب ---- امیر محمد اکرم اعوان، مرشد آباد 19-3-1999

لذت آشنائی

نگاہ نبوت ﷺ نے یہ کمال کیا کہ صحابہ کے وجود کے ہر ذرے کو ذاکر بنا دیا اب جو پھل ہوتا ہے وہی بیج بھی ہوتا ہے کسی بھی چیز پر کسی بیل پر کسی پودے پر کسی درخت پر جو پھل لگتا ہے کسی فصل پر جو سٹہ اگتا ہے جو دانہ بنتا ہے جو پھل بنتا ہے وہیں اس کا بیج بھی ہوتا ہے لہٰذا اللہ جل جلالہ نے ذکر الٰہی کو ہی اس تزکیے کا بیج بھی قرار دیا اور قرآن حکیم میں جس بات کی تلقین کی گئی وہ ذکر الٰہی ہے براہ راست بھی اور بالواسطہ بھی ہر چیز کے ہر فعل کے حدود وقیود اور اوقات متعین فرمائے تعداد متعین فرما دی اس کا وقت مقرر کر دیا وہ نماز ہو وہ روزہ ہو وہ حج زکوٰۃ ہو اس کے حدود وقیود بنائے جب ذکر کی بات آئی فرمایا اس کی کوئی حد نہیں ہے ہر وقت کرو صبح وشام کرو اٹھتے بیٹھتے کرو اور کثرت سے کرو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولاً منھم یتلوا علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ وان کانو امن قبل لفی ضلل مبین ٥

اللہ جل جلالہ کے احسانات ساری کائنات پہ اتنے ہیں کہ کوئی شمار نہیں کرسکتا۔ وان تعدوا نعمۃ اللہ لاتحصوھا. اللہ کی نعمتوں کو اگر کوئی گننا چاہے تو وہ شمار نہیں کر پائے گا پھر بحیثیت انسان، انسان پر سب سے زیادہ احسانات ہیں اس کے، اس لئے کہ اس نے یہ جو وسیع کائنات بنائی ہے، زمین آسمان ستارے سیارے یہ جتنی کائنات ہے، یہ ساری انسان کی خدمت پہ لگا دی ہے۔ یہ موسموں کا تغیر وتبدل، یہ چیزوں کی روئیدگی اور موسموں کا آنا اور جانا، پھلوں کا پکنا، فصلوں کا ہونا، ہواؤں کا چلنا، بارشوں کا برسنا ان سب نعمتوں کو خلق لکم ما فی الارض جمیعاً۔ یہ ساری کائنات ایک انسان کی خدمت پہ لگا دی اور انسان کو، صرف انسان کو وہ شرف بخشا ہے کہ اسے اگر نور ایمان نصیب ہو تو وہ خالق کائنات کو اپنی استعداد کے مطابق جان سکتا ہے، سمجھ سکتا ہے۔ انسان کے علاوہ کسی مخلوق میں یہ استعداد نہیں ہے حتیٰ کہ اللہ کی نوری مخلوق، فرشتہ بھی اللہ کے حکم کے تابع ہے ذات باری کی عظمت کو پہچاننا اس کے بس کی بات نہیں ہے۔ ان سب احسانات کے باوجود وہ فرماتا ہے:-

لقد من اللہ علی المومنین۔

احسانات تو وہ ہے جو میں نے ایمان دار بندوں پہ کیا ہے حالانکہ اس کے احسانات کی کوئی حد نہیں ہے، ہر ایک کا وجود اس کی عطا ہے، ہر ایک کا شعور اس کی عطا ہے، ہر ایک کے پاس ہر نعمت اُن کی عطا ہے، ان بے شمار احسانات میں سے جسے وہ احسان شمار فرماتا ہے تو ارشاد ہوتا ہے کہ احسان تو وہ ہے جو میں نے ان لوگوں پہ کیا جنہیں نور ایمان نصیب ہوا اور وہ احسان ہے کہ میں نے ان میں محمد۔ س ل اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ اور یہ بہت بڑا احسان ہے کہ یہ منصب میں کسی فرشتے کو کسی اور مخلوق کو عطا کر کے بھیجتا تو انسانیت کو وہ عظمت نصیب نہ ہوتی جو محمد رسول اللہ ﷺ کے بنی آدم اور انسان ہونے کی وجہ سے انسانیت کو حاصل ہوئی۔ میرا احسان یہ ہے کہ میں نے محمد رسول اللہ ﷺ کو انہی میں سے مبعوث فرمایا اور کمال یہ ہے میرے رسول ﷺ کا کہ یتلو اعلیھم ایتہ۔ وہ زمین پر بسنے والوں سے مالک کائنات کی باتیں کرتا ہے انہیں وہ باتیں سناتا ہے جو میں نے ذاتی طور پر ارشاد فرمائی ہیں۔ کہاں مشت غبار کہاں کلام الٰہی

کہاں خالق کائنات اور کہاں کائنات کی ایک ادنیٰ سی حقیر سی مخلوق' کہاں عظمت باری تعالیٰ! کیا حیثیت ہے ایک انسان کی اس وسیع کائنات میں؟ علم کی رو سے ملائکہ' تقدس کی رو سے فرشتے ' طاقت کی رو سے بے شمار دیگر مخلوق' لیکن اللہ کے کلام کو سمجھنے کا شعور صرف انسان کو دیا گیا اور خطاب بھی اسے فرماتا ہے۔ فرمایا :-

لو انزلنا ھذا القرآن علی جبل۔ اگر اس قرآن کو سمجھنے کا شعور میں پہاڑ کو دیتا اور جس زبان میں میں نے تم سے بات کی ہے اگر اس زبان میں میں اس سے بات کرتا اور وہ میری بات سمجھتا **لرءیتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ** تو پھر پہاڑ پہاڑ نہ رہتا' کانپ رہا ہوتا' لرز رہا ہوتا' ٹوٹ پھوٹ جاتا' ریزہ ریزہ ہو جاتا۔ اس کی عظمت اس کی بلندیاں خاک میں مل جاتیں۔ وہ برداشت نہ کر پاتا وہ فہم' وہ ادراک' وہ شعور جو انسان کو دیا کہ وہ اللہ کے کلام کو سمجھے فرمایا نبی ﷺ کا کمال یہ ہے۔ **یتلوا علیھم ایتہ۔** اللہ کی باتیں' اللہ کی ذاتی باتیں' اللہ کا ذاتی کلام' بندوں سے مخلوق سے' ایک عاجز مخلوق سے ارشاد فرماتا ہے۔ بندوں سے رب کی بات کرتا ہے اور پھر صرف بات نہیں سناتا۔ **ویزکیھم۔** پھر جو کمی جو خلا دنیا میں آنے کے بعد انہوں نے اپنی اس استعداد میں پیدا کر لیا ہوتا ہے جو کلام باری کو سمجھنے کے لئے اللہ نے عطا کی ہے۔ قلب کی وہ کیفیت جو وہ عالم امر سے لے کر آیا تھا قلب کا وہ حال جو اسے پیدائشی طور پر اللہ نے دیا تھا وہ خود باشعور ہوا تو اسے بے شمار آلائشوں سے اس نے لتھڑ دیا' خراب کر دیا تو میرا حبیب ﷺ اس کے قلب سے وہ سارا زنگ اتارتا ہے۔ **یزکیھم۔** اسے شفاف کر دیتا ہے' چمکا دیتا ہے' پاک کر دیتا ہے اور پہلے تو اس پر اللہ کا کلام پیش کیا تھا سنایا تھا اسے اس نے قبول کیا اس کے دل کو پاک کیا اور پاک کرنے کے بعد **ویعلمھم۔** اب اسے تعلیم کرتا ہے۔ جب اس کا تزکیہ ہوتا ہے تو اسے وہ کلام تعلیم فرماتا ہے گویا اس کے اپنے علم اور ادراک کے اندر وہ کلام

> **جب علوم نبوت حال بنتے ہیں تو جس طرح کھانے کی بھوک لگتی ہے اسی طرح نیکی کرنے کے لئے بھی بھوک لگتی ہے پھر نیک عمل بوجھ نہیں بنتا**

آ جاتا ہے' اس کے مفاہیم **والحکمہ** اسے کھول کر بتاتا ہے اس کے دل میں جب وہ کلام آ بھی گیا پھر بھی اس کا دل اس کلام کو سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتا۔ چونکہ یہ بھی فرائضِ نبوت میں سے ہے کہ اللہ کا کلام بھی پہنچائے اور اس کے بارے یہ بھی بتائے کہ جو کچھ نازل ہوا اس کا مفہوم کیا ہے یہ بتانا بھی نبی علیہ السلام ہی کا منصب ہے۔ وہ نبی ﷺ جو براہ راست وحی سن سکتا ہے وہی نبی ﷺ وحی کا مفہوم بھی سمجھ سکتا ہے اور بے شمار گمراہ فرقے جو مسلمانوں میں پیدا ہوئے ان کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے قرآن کے مفہوم کو نبی علیہ السلام سے لینے کی بجائے گرائمر سے حل کرنے کی کوشش کی' منطق سے اس کو معنی پہنائے' علم اصول کو کھینچا تانا اور معنی پیدا کرنے کی' اپنے فہم' اپنے شعور کو کام میں لا کر' قرآن کو' قرآن کے مفاہیم کو متعین کرنے کی کوشش کی تو گمراہ ہو گئے۔ اہل عرب زبان دان تھے اور اپنے علاوہ پوری دنیا کو عجم یعنی گونگا کہتے تھے ان کے مقابلے میں اقوام عالم گونگی متصور ہوتی تھیں اور اکابر صحابہ اکرام رضوان اللہ علیھم اجمعین وہ عجیب لوگ تھے کہ صحبت نبوی ﷺ میں آ کر جوان عظمتوں پر پہنچے کہ انبیاء علیھم السلام کے بعد ان کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی لیکن جب کوئی آیت نازل ہوتی' سیرت میں موجود ہے کہ کتنی دفعہ حضور ﷺ نے پوچھ لیا اکابر صحابہ سے کہ جانتے ہو اس کا مطلب کیا ہے۔ اب جو جملہ نازل ہوا جو آیہ کریمہ نازل ہوئی وہ بھی عربی میں ہے وہ صرف عرب نہیں ہیں وہ محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں اور وہ صدیق و فاروق ؓ ہیں غیر انبیاء میں جن کی مثال ناممکن ہے۔

حضور ﷺ کی ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ زندگی کے سارے سفر میں سورج نے انبیاء علیھم السلام کے بعد کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا جو ابوبکرؓ سے افضل ہو۔

اب اس پائے کے لوگوں سے حضور ﷺ جب یہ پوچھ لیتے یہ جو جملہ نازل ہوا یہ جو آیہ کریمہ نازل ہوئی جانتے ہو اس کا مفہوم کیا ہے تو وہ عرض کرتے تھے **اللہ و رسولہ اعلم۔** اللہ جانتا ہے اور اللہ کا رسول ﷺ جانتا ہے جو

www.naqshbandiaowaisiah.com

آپ ﷺ بتائیں گے وہی مفہوم ہے تو فرمایا میرا نبی ﷺ **ویعلمھم الکتب** ۔کتاب تو انہیں تعلیم کرتا ہے ان کے ذخیرہ علم کا حصہ بنا دیتا ہے ان کے شعور وادراک کی حدود میں داخل کر دیتا ہے۔**والحکمۃ**۔اور صرف کتاب نہیں اس کے مفاہیم بھی وہ ایک خزانہ ہے جو میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ان پر کھول دیتا ہے۔

اب نبی تعلیم فرماتا ہے تو اس کے لئے پہلے تزکیہ کرتا ہے یہ ایک عجیب بات ہے ہم دنیا بھر کے علوم پڑھتے ہیں سائنس پڑھتے ہیں موسٹ ماڈرن ٹیکنالوجی Most modern technology پڑھتے ہیں' دنیا کی مختلف زبانیں پڑھتے ہیں' بے شمار علوم ہیں جنہیں گنا جائے تو بہت لمبی فہرست ہے لیکن کسی کے ساتھ یہ قید نہیں کہ تم پارسا ہوگے' تمہارا دل صاف ہوگا' تمہارا دل روشن ہوگا تو تب تمہیں یہ پڑھائیں گے۔وہ تو مسلمان کو بھی پڑھاتے ہیں کافر کو بھی پڑھاتے ہیں' نیک کو بھی پڑھاتے ہیں بدکار کو بھی پڑھاتے ہیں' صالح بھی پڑھتا ہے اور غیر صالح بھی پڑھتا ہے' کافر پڑھ سکتا ہے تو پھر گناہگار کی کیا بات ہے۔میڈیکل سائنس کافر پڑھتا ہے ہسٹری کافر پڑھتا ہے دوسرے علوم موسٹ ماڈرن ٹیکنالوجی کافر پڑھتا ہے کتنے کافر ڈاکٹر ہیں کتنے آپریشن کرتے ہیں کتنے سیاسیات کے ماہر ہیں جن کی سیاست میں دھاک بیٹھی ہوئی ہے؟ کتنے بڑے بڑے حکمران ہیں دنیا پہ حکومت کر رہے ہیں تو یہ سارے جو کچھ پڑھتے ہیں اس میں تو تزکیہ شرط نہیں ہے۔تو صرف نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم میں بات تزکیے پہ آ کے کیوں رک جاتی ہے؟ اس لئے کہ سارے جو کچھ دیتے ہیں وہ علم نہیں ہوتا وہ خبر ہوتی ہے جتنا کچھ دنیا پڑھتی ہے وہ علم نہیں ہوتا وہ خبر ہوتی ہے جو انسانی ذہن کے کمپیوٹر میں فیڈ کر دی جاتی ہے تو وہ بہت سی باتوں کے بارے جاننے لگ جاتا ہے جیسے کمپیوٹر میں آپ کسی کے قتل کا قصہ لکھ دیں تو کیا کمپیوٹر رونے لگ جائے گا یا کمپیوٹر میں کسی کی شادی کی خبر فیڈ کریں تو وہ تالیاں بجائے

اگر سانس لینا ایک عمل ہے تو جتنے زندگی میں سانس لئے ہیں اس سے زیادہ بار اللہ کا نام لو تو کثرت ذکر ہوگا

گا؟ نہیں! کسی کا مرنا بھی اس کے لئے خبر ہے کسی کی شادی بھی۔اس کے پاس ذخیرہ ہے خبروں کا' معلومات کا' اس میں آپ جتنا فیڈ کرتے جائیں اس پہ کوئی کیفیت مرتب نہیں ہوگی لیکن کلام الٰہی محض خبر نہیں یہ علم ہے اور اس علم کو دماغ میں نہیں دل میں انڈیلا جاتا ہے خبر جتنی ہے وہ دماغ کے کمپیوٹر میں فیڈ کیجاتی ہے دنیوی علوم کے ماہرین کو بعض عالم کہتے ہیں' حقیقتاً وہ عالم نہیں ہیں۔ان کے پاس خبریں ہیں' علم نہیں ہے۔علم وہ ہوتا ہے جو حال بن جائے' خبر وہ ہوتی ہے جو حال نہیں بنتی۔اخبار میں جہان بھر کی خبریں ہوتی ہیں' کیا ظلم کی خبروں کی جگہ سے اخبار پھٹ جاتا ہے یا خوشی کی جگہ سے اخبار کے صفحے پر رنگ آ جاتا ہے؟ کچھ بھی اثر نہیں ہوتا اخبار کے کاغذ پر کوئی کیفیت وارد نہیں ہوتی جو جی چاہے لکھ دیں۔اسی طرح کمپیوٹر کو جو جی چاہے فیڈ کر دیں اس پر کوئی کیفیت وارد نہیں ہوتی۔

جو علوم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا فرماتا ہے ان سے ایک کیفیت وارد ہوتی ہے مثلاً آپ اس سے اندازہ لگا لیجئے کہ حضرت یاسرؓ کا خاندان بہت غریب تھا مکہ مکرمہ میں اور تین پشتوں سے روساء مکہ کے غلام تھے انہیں ایمان نصیب ہوا اسلام قبول کر لیا بیٹا بیٹی بیوی بہت ظلم ہوا ان پر حتی کہ مارتے مارتے ابی جہل بھی تھک گیا اور ان کی اہلیہ سے کہنے لگا بھئی دیکھو! تمہارا خاوند نہیں مانتا' تمہاری بیٹی نہیں مانتی' تمہارا بیٹا نہیں مانتا تم ایک غریب خاتون ہو' میں نہیں کہتا کہ تم میری بات مان لو تم میری بات دل سے بے شک نہ مانو لیکن زبان سے تو کہہ دو کہ میں تمہاری بات مانتی ہوں کوئی میرا بھرم بھی تو رہ جائے تین دن سے میں مار مار کر تھک گیا ہوں اب مجھے سارے دوست ساتھی اور مجھے مکے والے اور دوسرے روساء کیا کہیں گے کہ ایک مکے کی بڑھیاں' نسل در نسل غلام اور کمزور خاندان کی ایک غریب بڑھیا کو بھی تبدیل نہ کر سکا اور میری بات کی اس نے بھی کوئی پرواہ نہیں کی تو ان خاتون کی آنکھوں میں خون پڑا ہوا تھا منہ سوجا ہوا تھا مار کھا کھا کر تو وہ فرمانے لگی کہ تو

مجھے دکھائی نہیں دیتا عمر کا تقاضا نظر کی کمزوری پھر اس پر خون سارا چہرہ سوج کر آنکھیں بند ہوگئیں تو مجھے دکھائی نہیں دے رہا لیکن جو مجھے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پڑھایا ہے لا الہ الا اللہ کہ کوئی نہیں مگر اللہ ہے وہ مجھے گویا نظر آرہا ہے اب میں جسے دیکھ رہی ہوں اس کا انکار اس کے کہنے پہ کردوں جو مجھے نظر بھی نہیں آرہا۔ نبی کی تعلیم کا یہ حال ہوتا ہے کہ انہوں نے لا الہ الا اللہ صرف مانا نہیں بلکہ وہ ان پر منکشف ہوگیا وہ ان کا حال بن گیا حتیٰ کہ ایک غریب کمزور بڑھیا کا ایک پاؤں ایک طرف ایک گھوڑے سے باندھ کر دوسرا دوسری طرف بعض روایات میں اونٹ ہے بعض میں گھوڑا ہے اس نے کہا میں مختلف سمتوں میں دوڑا دوں گا اس نے کہا خیر یہ تو اللہ کی مرضی دوڑا دو لیکن جو حقیقت میں دیکھ رہی ہوں اس کا انکار میں تمہارے کہنے پر نہیں کر سکتی انہوں نے گھوڑے دوڑا دیئے اور ان کا وجود دو حصوں میں اور یہ پہلا خون تھا جو اسلام کے لئے زمین پر گرا یہ پہلی شہید ہیں تاریخ اسلام کی۔ یعنی لا الہ الا اللہ ایسا حال بن گیا ایک ایسی کیفیت بن گیا کہ ان کے دل کا' ان کے شعور کا' ان کے ادراک کا حصہ بن گیا ان پر وارد ہوگیا یہ ہوتی ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم۔ فرمایا:-

یزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ۔ لہٰذا دنیوی علوم کتنے بھی بندہ حاصل کر جائے اس کا حال نہیں بنتے اس کی اپنی ذات میں وہ کوئی تبدیلی پیدا نہیں کرتے۔ آپ کتنے ڈاکٹروں کو دیکھیں گے جو ہر بندے کو سگریٹ پینے سے منع کریں گے خود سگریٹ پیتے ہوں گے۔ ہر آدمی کو پرہیزیں بتاتے ہوں گے اور خود بد پرہیزی کرتے ہوں گے اس لئے کہ وہ سارا علم ان کا حال نہیں ہے' خبریں ہیں ان کے دماغ میں جنہیں وہ ضرورت کے وقت دوسروں تک پہنچاتے رہتے ہیں اور اگر دینی علم بھی تزکیے کے بغیر ہو خبر بن جاتا ہے' علم نہیں ہوتا۔ آپ سارا قرآن حفظ کر لیجئے آپ اس کے مفاہیم حفظ کر لیجئے' آپ فقہ کے باب یاد کر لیجئے' آپ

> **حضرتؒ کے یہاں آکر پھر تاریخ نئے سرے سے شروع ہوتی ہے اور وہ سنت شروع ہوتی ہے کہ جو بھی ملنے آیا اس کا قلب ذاکر ہو گیا**

لوگوں کو بتانے کے قابل ہو جائیں گے عمل کرنے کے قابل نہیں۔ آپ کتنے دینی علوم کے ماہرین کو دیکھیں گے کہ اس ڈاکٹر کی طرح جو پرہیز بتاتا ہے دوسروں کو' خود بد پرہیزی کرتا ہے کتنی دنیا کو مسائل بتائیں گے لیکن خود ان پر عمل نہیں کر سکتے' کتنے امور سے لوگوں کو بچنے کی تلقین کریں گے لوگوں کو کہیں گے اس سے بچو خود نہیں بچ پائیں گے' اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ان کے دماغ میں قرآن کے الفاظ ہوتے ہیں ان کے دماغ میں حدیث کے ارشادات ہوتے ہیں ان کے دماغ میں فقہ کے باب ہوتے ہیں لیکن دل اس کیفیت سے خالی ہوتا ہے اور وہ علم دین بھی ان کے پاس بحیثیت خبر جمع ہو جاتا ہے علم نہیں بنتا۔ علم بنانے کے لئے ضروری ہے کہ قلب کا تزکیہ کیا جائے۔ قلب میں وہ صفت آجائے وہ کیفیت اس کی بن جائے کہ جو کچھ کتاب اللہ یا ارشادات نبوی ﷺ میں ہو اس کا اس پر حال وارد ہوتا جائے۔ اللہ کی توحید کی بات ہو تو گویا وہ سامنے نظارہ توحید کر رہا ہو' معیت باری کی بات ہو تو وہ جہاں ہو اسے پتہ ہو میرا رب میرے ساتھ ہے' محسوس کر رہا ہو کہ میرے ساتھ میرا پروردگار ہے۔ قرب الٰہی کی بات ہو تو اسے سمجھ آئے کہ وہ حبل الورید سے قریب تر ہے۔ موت مابعد الموت کی بات ہو تو وہ محسوس کر رہا ہو کہ میرا وجود قبر میں بھی ہے وہ محسوس کر رہا ہو کہ نکیرین سے مجھے اس طرح سے بات کرنا ہے۔ محسوس کر رہا ہو کہ یوں حشر ہوگا وعُدّ نفسک من اھل القبور۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں حال تو یہ ہونا چاہئے کہ تو اپنے آپ کو اہل قبر میں سمجھ رہا ہو شمار کر رہا ہو۔ بالکل اس طرح سے زندگی ہو جائے جیسے کسی کو موت سے دو ہفتے کی مہلت دی جائے کہ جاؤ بھئی دنیا میں جا کر اس طرح سے کرنا جس طرح محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے پھر واپس آجانا تو جو کیفیت اس کی ہوگی جو حال اس کا ہوگا وہ مومن کا ہونا چاہئے۔

کن فی الدنیا کانک غریب او عابر السبیل۔ دنیا میں ایسے رہو جیسے مسافر

www.naqshbandiaowaisiah.com

چند لمحے قیام کے لئے کسی جگہ رک جاتا ہے یا پھر راہ چلتے چلتے کسی درخت کے نیچے ستا لیتا ہے **وعد نفسک من اھل القبور** ۔ اور اپنے آپ کو اہل قبور میں شامل رکھو۔ تو یہ علوم نبوی ﷺ کا خاصہ ہوتا ہے کہ وہ حال بن جائے۔

تزکیہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیسے فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کمال یہ تھا کہ ایمان لانے کے بعد کسی کی نگاہ آپ ﷺ کے وجود عالی پر پڑی یا آپ ﷺ کی نگاہ اس کے وجود پر پڑی تو ایک نگاہ نے اس بندے کو صحابی بنا دیا۔ صحابی ایک اصطلاحی لفظ ہے اگر ہم لغت کے اعتبار سے لیں تو صحبت پانے والا لیکن اصطلاحاً صحابی دنیا کے تمام غیر صحابی لوگوں سے دیانت میں امانت میں ورع تقویٰ میں قرب الٰہی میں قرب رسالت میں سب سے بلند تر درجے پر ہے اگر قیامت تک جو ولایت دنیا میں کسی کو نصیب ہونی ہے کوئی اسے یکجا کر سکے کتنا عظیم مینارہ نور بنا دے کہ ساری ولایت یکجا ہو جائے تو جہاں وہ ختم ہوگا اس سے آگے صحابی کے گرد پا کی ابتدا ہوگی۔ جہان بھر کی ساری عظمتوں سے تمام انسانی کمالات میں سب سے بالاتر جو ہوتا ہے وہ صحابی ہوتا ہے۔ صحابی کیسے بنے؟ نمازیں پڑھ کر روزے رکھ کر عبادت کر کے نہیں ایک نگاہ میں بن گئے۔ نماز ابھی فرض نہیں ہوئی تھی جسے ایمان نصیب ہوا وہ بھی صحابی۔ روزہ فرض ہونے سے پہلے دنیا سے چلا گیا صحابی ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ جہاد کی اجازت ملنے سے پہلے جن کا وصال ہو گیا صحابی ہونے میں کوئی شک نہیں نماز روزے جہاد نے صحابی نہیں بنایا۔ وہ جو کسی نے کہا ہے:۔

من سی پارہ دل می فروشم بگفتہ قیمتش
گفتم نگاہے بگفتہ کم تراست گفتم کہ گاہے

میں دل کے ٹکڑے بیچتا ہوں۔ پوچھا قیمت۔ میں نے کہا ایک نظر' اس نے کہا بھائی مول تول کرو مانگا مول کب ملتا ہے میں نے کہا زندگی میں کبھی ایک نظر۔ تو وہ جسے زندگی میں کبھی

> **میرا اللہ گواہ ہے اگر مجھے مشائخ کا حکم نہ ہوتا تو میں اس طرف منہ کر کے تھوکوں بھی نہیں مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے سیاست سے حکومت سے کسی عہدے سے کسی منصب سے**

ایک نظر نصیب ہوئی اسے صحابی بنا دیا لیکن صحابی کی کیفیت صحابی کے وجود پر اس کے مادی وجود پر اس کے قلب و دماغ پر اس کے دل اور دماغ پر اس کے کھال گوشت ہڈیوں پر کیا وارد ہوتی تھی ایک تو حال ہے جو عنداللہ ہے ایک شعور ہے جو اس کے دل میں ہے لیکن یہ دل بھی اس وجود کے ساتھ ہے ہمارا شعور بھی اس کے ساتھ ہے ہماری روح بھی اس دنیا میں اس وجود کے ساتھ ہے تو اگر روح میں تبدیلی آئی شعور میں تبدیلی آئی ادراک میں تبدیلی آئی تو اس تبدیلی نے وجود پر کیا اثر چھوڑا قرآن کریم فرماتا ہے **ثم تلین جلودھم وقلوبھم الی ذکر اللہ** ان کے وجود کے ہر ذرے کو کھال سے لے کر نہاں خانہ دل تک ہر باڈی سیل جو ہے وجود کا جو سیل جو ہے وہ اللہ اللہ کرنے لگ گیا۔ شرف صحابیت یہ تھا کہ نہ صرف قلب کو ذاکر کیا نہ صرف نگاہ کو ذاکر کیا نہ صرف دماغ کو ذاکر کیا بلکہ وجود کے ایک ایک ریشے ہڈیوں کے ایک ایک ذرے کھال کے ایک ایک ذرے ایک ایک سیل کو اللہ اللہ پر لگا دیا۔ اور یہ جو کثرت ذکر' کمال ذکر انہیں نصیب ہوا اس نے ان کے قلوب کو جلا بخشی۔ دوام بخشا شعور و ادراک کو وہ جلا بخشی کہ انہوں نے اللہ کے کلام اور اس کے مفاہیم کو نہ صرف سمجھا بلکہ اپنا حال بنا لیا حال جب بن جائے تو جس طرح کھانے کی بھوک لگتی ہے اس طرح نماز کی بھی بھوک لگتی ہے حال بن گیا نا۔ مادی کیفیات ہمارا حال ہیں تو کھانے میں ناغہ نہیں ہو سکتا۔ طلب پیدا ہو جاتی ہے وقت ہو گیا ہے کھانا کھائیں پانی کے لئے پیاس لگتی ہے نیند کے لئے آنکھیں بند ہونے لگتی ہیں جھولنے لگتا ہے بندہ' یہ حال ہیں نا ہمارے۔ تو جب علوم نبوت حال بنتے ہیں تو اسی طرح نیکی کے لئے بھوک لگتی ہے پھر نیک عمل بوجھ نہیں بنتا جو حضور ﷺ نے فرمایا کہ لوگ وہ ہیں جو ایک نماز ادا کر چکیں تو دوسری کا انتظار ہوتا ہے یہ کمال ہے کہ جب علوم نبوت حال بنیں تو ایک نماز ادا کرنے کے بعد پھر دوسری کا انتظار شروع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح حلال حرام میں تمیز پیدا ہو جاتی ہے' اسی طرح بھلائی اور برائی کا فرق سامنے آ جاتا ہے۔ وہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

وہ تو خوش نصیب تھے جنہیں ایک نگاہ میں یہ کمال نصیب ہو گیا۔ لیکن نبوت ہمیشہ کے لئے محمد رسول اللہ ﷺ کی ہے' ہمیشہ کے لئے قرآن کتاب ہدایت تو شعور و ادراک اور تزکیے کی کیفیت کا یہ دروازہ اگر وہیں بند کر دیا جائے تو پیچھے تو رسومات رہ جائیں گی' پیچھے دین تو نہیں آئے گا پھر علم کتاب نہیں آئے گا۔

یعلمھم الکتب و الحکمہ۔ یہ مشروط ہے تزکیے کے ساتھ۔ تزکیہ نصیب نہیں ہوگا تو تعلیم کتاب و حکمت نصیب نہیں ہوگی اور کوئی نیا نبی مبعوث نہیں ہوگا جو پھر سے دلوں کو تزکیے سے آشنا کرے اس لئے ختم نبوت سے مراد یہ ہے کہ بعثت محمد رسول اللہ ﷺ نے پوری نوع انسانی کی قیامت تک کے لئے ہر وہ ضرورت پوری کر دی جس کے لئے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ضرورت ہوتی ہے لہٰذا کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ختم نبوت سے یہ مراد نہیں ہے کہ لوگ اس چیز کے لئے ترپتے رہیں گے اور اللہ نبی پیدا نہیں کرے گا۔ وہ رب العالمین ہے اور ہر ایک کی ہر ضرورت پوری کرنا اس کی شان ربوبیت ہے۔ ختم نبوت سے یہ مراد نہیں ہے کہ لوگوں کو ضرورت رہے گی نبی کی اور اللہ نبی نہیں بھیجے گا نہیں بلکہ جہاں بھی درد دل ہوگا وہیں اس کی دوا محمد رسول اللہ ﷺ سے پہنچے گی لہٰذا کسی نئے نبی کی ضرورت باقی نہ رہی قیامت تک کے لئے جب تک سورج طلوع و غروب ہو رہا ہے تب تک کے لئے وہی اس درد کی دوا ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کے قلب اطہر نے تقسیم فرمائی اس کا مطلب ہے کہ قرآن ہمیشہ رہے گا۔ کوئی نئی کتاب نہیں آئے گی قرآن کے مفاہیم ہمیشہ رہیں گے کہ کوئی نیا مفہوم بیان کرنے والا پیدا نہیں ہوگا برکات نبوت ﷺ اور تزکیہ قلوب ہمیشہ رہے گا کسی کو پسند آئے یا نہ آئے کتاب کے علم کو حال بنانے والے لوگوں سے دنیا خالی نہیں ہوگی بلکہ قیامت تب قائم ہوگی جب یہ صاحب حال لوگ نہیں رہیں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ قیامت کب قائم ہوگی فرمایا حتی لا یقال اللہ اللہ۔ جب اللہ کے ذکر کرنے والے ختم ہو جائیں گے دنیا تمام ہو جائے گی قیامت قائم ہو جائے گی۔

یہ قانون ہے فطرت کا کہ جس موومنٹ کو اسے کامیاب نہ کرنا ہو اس میں صوفیاء کو مداخلت کا حکم نہیں دیتا اور جس تحریک میں صوفی قدم رکھتے ہیں وہ کبھی ناکام نہیں ہوتی

تو حضرات گرامی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کا کمال یہ ہوتا ہے کہ وہ حال بنتا ہے اور نگاہ نبوت ﷺ نے یہ کمال کیا کہ صحابہ کے وجود کے ہر ذرے کو ذاکر بنا دیا اب جو پھل ہوتا ہے وہی بیج بھی ہوتا ہے کسی بھی چیز پر کسی بیل پر کسی پودے پر کسی درخت پر جو پھل لگتا ہے کسی فصل پر جو سٹہ اگتا ہے جو دانہ بنتا ہے جو پھل بنتا ہے وہیں اس کا بیج بھی ہوتا ہے لہٰذا اللہ جل شانہ نے ذکر الٰہی کو ہی اس تزکیے کا بیج بھی قرار دیا اور قرآن حکیم میں جس بات کی تلقین کی گئی وہ ذکر الٰہی ہے براہ راست بھی اور بالواسطہ بھی ہر چیز کے ہر فعل کے حدود و قیود اور اوقات متعین فرمائے تعداد متعین فرما دی اس کا وقت مقرر کر دیا وہ نماز ہو وہ روزہ ہو وہ حج زکوٰۃ ہو اس کے حدود و قیود بنائے جب ذکر کی بات آئی فرمایا اس کی کوئی حد نہیں ہے ہر وقت کرو صبح و شام کرو اٹھتے بیٹھتے کرو اور کثرت سے کرو اذکر اللہ ذکرا کثیرا۔ کثیر تب ہوگا کہ زندگی میں جتنے کام آپ نے کئے سب سے زیادہ جو کام کیا وہ اللہ کا ذکر ہو اگر سانس لینا ایک عمل ہے تو جتنے زندگی میں سانس لئے ہیں اس سے زیادہ بار اللہ کا نام لو تو کثرت ذکر ہوگا۔

اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا لکل شی صقالة ہر چیز کے لئے پالش ہوتی ہے جو اسے صاف کرتی ہے اس کا زنگ اتارتی ہے۔ وصقالة القلوب ذکر اللہ او کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ اور دلوں کی پالش اللہ کا ذکر ہے۔ ذکر کی اصل یہ ہے۔ یوں تو ہر وہ کام جو اللہ کے حکم کے مطابق کیا جائے وہ ذکر ہے کہ اس میں اللہ کی یاد موجود ہے جب اللہ کا حکم ہے تو یہ عملاً ذکر بن جاتا ہے۔ ہم تسبیح تحمید کرتے ہیں زبان سے ذکر لسانی بن جاتا ہے' تلاوت کرتے ہیں' حدیث پڑھتے ہیں' نیک بات کہتے ہیں' ذکر لسانی بن جاتا ہے' نیک بات سنتے ہیں ذکر کا سننا

بن جاتا ہے لیکن ان میں کسی میں کثرت کا کوئی تصور نہیں ہے دوسرے امورِ زندگی جو ہیں ان کی کثرت ہوتی ہے اور اس میں آپ اس ذکر لسانی سے یا عمل ذکر کی کثرت پیدا نہیں کر پا رہے۔ ذکر کثیر کا تصور صرف ذکر قلبی کے ساتھ زیب دیتا ہے اور ذکر قلبی اس نگاہ کا محتاج ہے آج بھی جس نگاہ نے صحابی بنائے۔ جس طرح قرآن اسی سند کا محتاج ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا یہ قرآن ہے وہ قرآن ہے وہ آج بھی اسی دلیل کا محتاج ہے۔ جس طرح حدیث اس ثبوت کی محتاج ہے کہ یہ حکمت اس لئے ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمائی اور اللہ نے اس کی حفاظت کا اہتمام فرمایا۔ **انا نحن نزلنا الذکرو انا له لحافظون** ۔ ہم نے یہ ذکر یہ قرآن یہ نصیحت ہم نے نازل کی اس کی حفاظت بھی ہم کریں گے اس کا مطلب ہے کہ قرآن کی وہ کیفیت کہ وہ علم بن جائے اور بندے کا حال بن جائے یہ انشاء اللہ باقی رہے گا۔ اور اللہ اسے باقی رکھے گا حدیث شریف کے حقیقی مفاہیم باقی رہیں گے بے شک دنیا زور لگاتی رہے اللہ نے مسلمانوں کو ایسی توفیق ارزاں فرمائی کہ ایک حدیث کے تحفظ کے لئے مسلمانوں نے سترہ فنون ایجاد کئے اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا بلکہ مسلمان اس حال میں ہیں کہ وہ بتا سکتے ہیں کہ بعثت سے لے کر وصال تک ان کے محبوب نبی ﷺ نے کتنے حروف ارشاد فرمائے کتنے الفاظ ارشاد فرمائے کتنے کرتے زیب تن فرمائے کتنی چادریں استعمال فرمائیں کتنے جوتے استعمال فرمائے مسلمانوں کے پاس سیرت میں موجود ہے کہ حضور ﷺ نے کتنا غلہ تناول فرمایا کتنے جو تناول فرمائے کتنے چاول محمد رسول اللہ ﷺ نے تناول فرمائے یہ سارا اس علم حدیث کا کمال ہے جو اللہ نے مسلمانوں کو عطا فرمایا۔ عیسائی خود کو عیسائی کہتا ہے عیسیٰ علیہ السلام کا تعارف ہو چکا یہودی خود کو موسیٰ علیہ السلام کی امت کہتا ہے موسیٰ علیہ السلام کا تعارف ہو چکا یہ صرف

جتنا کچھ دنیا پڑھتی ہے وہ علم نہیں ہوتا وہ خبر ہوتی ہے جو انسانی ذہن کے کمپیوٹر میں فیڈ کر دی جاتی ہے

مسلمانوں پر اللہ کا احسان ہے کہ ان کے پاس نہ صرف اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تعارف اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کمالات کا پرتو اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جمال کا پرتو اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکات کا حصہ موجود ہے اور یہ قیامت تک رہے گا انشاء اللہ۔ اس لئے کہ اسے حفاظت الٰہیہ حاصل ہے۔ قرآن کے الفاظ بھی رہیں گے حدیث کے الفاظ بھی رہیں گے اس کے حاملین بھی رہیں گے وہ قلوب بھی رہیں گے جن میں اتر کر وہ لوگوں کا حال بنتا چلا جائے گا۔ یہی تقاضا ہے **انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون** ۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ لوح محفوظ میں محفوظ رہے گا یا وہ علم الٰہی میں وہاں تو محفوظ ہے وہاں تو اسے کوئی خطرہ نہیں حفاظت کی ضرورت تو اس دار دنیا میں ہے اس کا مطلب ہے کہ وہ نظر جو صحابہ کو عطا ہوئی ان میں وہ کمال پیدا کر گئی جو پارس پتھر میں ہوتا ہے جو ان کے پاس بیٹھا وہ تابعی ہو گیا تابعی ہونے سے اس کا حلیہ نہیں بدلا قد نہیں بڑھ گیا وہ کیفیت جو صحابی کے دل میں تھی اس کے دل میں اتر گئی صحابی نے نبی علیہ السلام کے قلب اطہر سے لی تھی وہ رنگ اور تھا وہ صحابی بنا گئی جب صحابی سے منتقل ہوئی تو دینے والا اس درجے کا نہیں تھا لینے والا اس درجے کا نہیں تھا تابعی بن گیا تابعی کے پاس جو بیٹھا بیٹھنے میں تبع تابعی بن گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا میں بہترین لوگ **خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلو نھم** ۔ یہ خیر القرون ہیں دنیا کے بہترین زمانے ہیں آپ ﷺ کا زمانہ صحابہ تابعین تبع تابعین کا زمانہ اسے حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمام زمانوں سے بہترین زمانے۔ کسی زمانے نے ایسے آدمی نہیں دیئے کسی زمانے نے ایسے لوگ نہیں پائے ہوں گے۔ کبھی آسمان نے ایسی مخلوق نہیں دیکھی ہو گی کبھی فرشتوں نے ایسے انسان نہیں دیکھے ہوں گے۔ اب اس کے بعد ان لوگوں کی باری آئی کسی نے قرآن کی خدمت کا بیڑہ اٹھایا انہوں نے قرآن حفظ بھی کیا آگے حفظ کروایا قرآن کے معنی یاد کئے آگے معنی پہنچائے قرآن کی تفسیریں لکھی اور

آگے تفاسیر پہنچائیں، کسی نے حدیث کی خدمت کا بیڑا اٹھایا احادیث چن چن کر جمع کیں ان پر تحقیق کی اپنی تحقیق لوگوں کے لئے چھوڑی ارشادات نبوی ﷺ کو لوگوں کی باتوں سے الگ کر کے روشن کر کے لوگوں تک پہنچایا، کسی نے فقہ کی خدمت اپنے ذمہ لی اللہ نے کسی کو فقہ کی خدمت کی توفیق سپرد کی اس نے وہ نعمت آنے والی نسلوں تک پہنچانے کا اہتمام کیا کب گزرے ابوحنیفہؒ لوگوں سے آج پوچھو کہتے ہیں ہم حنفی ہیں ارے تم نے دیکھا ابوحنیفہؒ کو پھر کوئی مولوی نہیں ملا دنیا میں جس سے مسئلہ پوچھ لیتے یقیناً اسی پائے کا کوئی نہیں ملا۔ کوئی ملتا تو پھر لوگ اس کے نام پہ کام کرتے۔ اس پائے کی خدمت ان لوگوں نے کی اور مزے کی بات یہ ہے کہ جس سے تفسیر کی خدمت لی جس سے فقہ کی خدمت لی جس سے حدیث کی خدمت لی اس عہد کے یہ سارے لوگ منور القلوب تھے سب کے دل روشن تھے۔

امام ابوحنیفہؒ کے پڑوسی نے کہا اس کے چھوٹے سے بیٹے نے کہا اس وقت تو یہ ایئر کنڈیشنر نہیں ہوتے تھے اور بجلی کے پنکھے نہیں ہوتے تھے گرمیوں میں لوگ مکانوں کی چھتوں پہ ہوتے تھے تو اس نے کہا بابا یہ جو پڑوسی ہے اس کے صحن میں ایک کھمبا تھا ستون سا تھا روز رات کو سوتے وقت میں دیکھتا تھا تو وہ ستون یہاں تھا کبھی رات کو اٹھتے تو وہ ستون تھا یہاں تو اب تو نہیں آتا اس نے کہا بیٹا وہ ستون نہیں تھا وہ ابو حنیفہؒ تھے جو رات بھر کھڑے رہتے تھے اب وہ دنیا سے اٹھ چکے یہ صرف فقہ کے مسئلے بتانے والے مولوی نہیں تھے یہ وہ لوگ تھے جن کی ساری ساری رات بارگاہ الوہیت میں کھڑے بسر ہو جاتی تھی۔

پھر ایک طبقہ وہ اللہ نے پسند فرمایا جنہوں نے ان برکات قلبی کو ایک شعبے کے طور پر اپنایا اور پوری زندگی اس میں لگا دی۔ یوں تو آج سے ایک سو سال پہلے تک بلکہ پچاس سال پہلے تک بھی آپ علماء کی اگر تاریخ پڑھیں یہ تقسیم

علم وہ ہوتا ہے جو حال بن جائے، خبر وہ ہوتی ہے جو حال نہیں بنتی

ملک سے پہلے کے علماء کی اگر آپ تاریخ پڑھیں تو آپ کو یہ ملے گا فلاں مدرسے سے یا فلاں استاد سے فارغ التحصیل ہو کر فلاں بزرگ کی خدمت میں گئے وہاں دو سال رہے چار سال رہے اور خرقہ خلافت حاصل کیا اجازت حاصل کی ایک قاعدہ تھا کہ ہر دینی عالم حصول علم کے بعد اہل اللہ کے پاس جاتا اور کیفیات قلبی حاصل کرتا یہ تو اس تقسیم کے بعد اس نئے ملک میں جو اور مصیبتیں اور جو اور بیماریاں اور جو اور عذاب الٰہی مختلف افراد جماعتوں کی صورت میں نازل ہوئے ایک عذاب یہ بھی نازل ہوا کہ بجائے اس نعمت کو حاصل کرنے کے اس کی تردید شروع ہو گئی تقسیم ملک سے پہلے کی کوئی تردید آپ کو نہیں ملے گی چونکہ علماء کا قاعدہ یہ تھا کہ اس کے حصول کے لئے چل پڑتے تھے تو حضرات ان لوگوں نے یہ محنت کی کہ وہ کیفیات پہلوں سے اپنے قلوب میں ڈالیں اور عمریں صرف کر دیں ساری ساری زندگی لگا دی۔

ہم جب شروع شروع میں حضرت جیؒ کی خدمت میں آتے تھے تو چکڑالہ گاؤں میں جہاں حضرت جیؒ کا گھر ہے اس کے باہر ایک چھوٹا سا قبرستان ہے چھوٹی سی ڈھیری سی پر اس میں ایک قبر تھی اس کے گرد ایک چھوٹی سی حویلی بھی بنی ہوئی تھی اور وہ کہتے تھے "ڈھیری آلا بابا" تو کچھ ساتھیوں کو جب مشاہدات ہوتے اور برزخ میں کلام کرانا مقصود ہوتا تو حضرت جیؒ ان سے انہیں کشفاً ہم کلام کرواتے اور طریقہ سکھاتے تھے کہ برزخ کی زبان کیسے سنی جاتی ہے کیسے بات کی جاتی ہے ان کا اپنا قصہ یہ تھا وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں اس کی تلاش میں نکلا تلہ گنگ سے۔ تلہ گنگ کے نواح میں میرا گھر تھا تو مجھے دہلی میں جا کر شیخ کی صحبت نصیب ہوئی اور میں پچیس برس ان کی خدمت میں رہا غالباً مجھے یاد نہیں آ رہا پندرہ یا پچیس اتنا عرصہ ان کی خدمت میں رہ کر مجھے فنافی الرسول ﷺ نصیب ہوا اور انہوں نے فرمایا اس سے آگے میں تجھے نہیں لے جا سکتا یہی میری استطاعت تھی اب تو چلا جا لیکن ایک بات یاد رکھ واپس گھر نہ جانا خاندان کے بکھیڑوں میں اور دوستیوں دشمنیوں میں الجھ جائے گا اور یہ چیز ضائع ہو

جائے گی تو وہ کہتے تھے میں وہاں سے واپس آیا پھرتا پھراتا یہاں آیا کچھ عرصہ یہاں رہا اور یہاں فوت ہو گیا دفن ہو گیا تو میں اس چیز کو لے کر اسے بچا کر اپنے ساتھ لے گیا اس طرح لوگوں نے عمریں صرف کر کے منزلیں طے کر کے دور دراز جا کر یہ نعمت حاصل کی اور کسی نے ایک کو دو کو چار کو جو نصیب ہوا آگے پہنچاتے رہے اور یوں یہ سلسلہ اس تزکیے کا بھی اور قلب کی اس کیفیت کا بھی چلتا رہا کہ ارشادات نبوی ﷺ بندے کا حال بنتے جائیں اب اس میں بھی ایک انقلاب آیا اور اتنے عرصے بعد آیا خیر القرون کے بعد یہ سنت آپ کو عہد نبوی ﷺ میں ملتی ہے اس سے لوگ خفا بھی ہوتے ہیں لیکن میرے خیال میں خفا ہونا کوئی جواب نہیں ہے' کسی بات پر خفا ہونا اس بات کے غلط یا صحیح ہونے کی دلیل نہیں ہے اس کا باقاعدہ مدلل جواب ہونا چاہئے تو جو خفا ہوتے ہیں انہیں بھی جواب نہیں دیا کوئی کہتا ہے جی آپ متکبر ہو کوئی کہتا ہے جی آپ نے اپنے آپ کو کیا سمجھنا شروع کر دیا اپنے سلسلے کی بات کرتے ہو اس طرح کی باتیں دلیل نہیں ہوتیں چونکہ یہ تو ایک تاریخ ہے۔ حضور ﷺ کے عہد میں جو بارگاہ عالی میں آیا اسے یہ کیفیت نصیب ہوئی وہ صحابی کہلایا وہ مرد تھا خاتون تھی بوڑھا تھا بچہ تھا عالم تھا ان پڑھ تھا امیر تھا فقیر تھا مدارج اپنے اپنے ہیں لیکن شرف صحابیت سے سب کو نوازا گیا خالی کوئی نہیں گیا۔ صحابہ کی خدمت میں جو آیا وہ تابعی کہلایا اور جسے صحابی کی صحبت نصیب ہوئی وہ تابعی ہو گیا اب وہ عالم تھا تو اس کا درجہ الگ ہے زیادہ محنت کرنے والا تھا تو اس نے اپنا درجہ پایا کوئی کم علم رکھنے والا تھا تو اس کا اپنا لیکن شرف تابعیت میں تو سارے داخل ہو گئے تابعین کے پاس جو بھی گیا تبع تابعی کہلایا اور اس کے بعد سے۔ لے کر یہ بات اس طرح تبدیل ہو گی کہ بڑے بڑے اہل اللہ کے پاس لاکھوں لوگ گئے دو چار پانچ کو کیفیات قلبی نصیب ہوئیں باقی

ہم تو گناھوں کے بوجھ سے نڈھال آئے تھے کہ کوئی جائے پناہ ملے۔ ہم کوئی پیر یا خلیفہ بننے نہیں آئے تھے

سارے ظاہری اصلاح پر رہے۔ تبع تابعین سے لے کر حضرتؒ تک کوئی ایسا نام نہیں ملتا جس کے پاس جانے والے ہر بندے کو ذکر قلبی نصیب ہو گیا۔ اگر ہے تو بتاؤ تاریخ تو لحاظ نہیں کرتی کسی کا اگر کوئی ہستی میرے علم میں نہیں ہے اگر کسی کے علم میں ہے تو بتاؤ کہ فلاں کے پاس جانے والے سارے ذکر قلبی سے مستفید ہو گئے ہرگز نہیں ایسے ایسے اہل اللہ گزرے ہیں جن کا نام لینے سے جسم پہ لرزہ طاری ہو جاتا ہے ان کی عظمت ان کی علمی عظمت ان کا ورع تقویٰ ہم ان کی جوتیوں کی خاک بھی نہیں ہیں ان کی عظمت اپنی جگہ وہ بزرگ ہیں وہ ہمارے پیشوا ہیں وہ امین ہیں برکات نبوی ﷺ کے وہ الگ بات ہے لیکن سب نے اگر پانچ لاکھ مرید تو شاید پانچ آدمیوں کو ذکر قلبی کرایا ہو باقی چار لاکھ پچانوے ہزار نو سو پچانوے کو ظاہری اصلاح پہ رکھا وظیفہ ذکر لسانی بتا دیا تسبیح بتا دی اعمال کی تلقین کی جو نجات کے لئے کافی ہے نجات اور بات ہے اور لذت آشنائی اور بات ہے۔ نجات وہ جسے چاہے عطا کر دے بدکار سے بدکار کو نجات عطا کر دے کون روکنے والا ہے اسے۔ لذت آشنائی وہ شے ہے جو

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

یہ جو ذکر قلبی ہے یہ لذت آشنائی عطا کر جاتا ہے آپ تاریخ میں سے تلاش کر کے بتائیے کہ اہل اللہ نے کس کس کو لذت سے آشنا کیا سوائے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں آکر پھر تاریخ نئے سرے سے شروع ہوتی ہے اور وہ سنت شروع ہوتی ہے کہ جو بھی ملنے آیا اس کا قلب ذاکر ہو گیا۔ یہ کوئی بڑائی کی بات نہیں ہے یہ اس کے احسان کی بات ہے۔ یہ کسی کے بس کی بات نہیں جس سے جو خدمت اس نے چاہی لے لی جسے جس سعادت سے چاہا نواز دیا یہ اس کی اپنی عطا ہے اور اس نے چودہ صدیاں گزرنے کے بعد اپنا ایک ایسا بندہ پیدا فرمایا کہ جس کے پاس آنے والے کا قلب ذاکر ہو جاتا تھا۔

ہم حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور ہمارے عہد میں سب سے زیادہ

بے نماز وہ ہوتا ہے جو مسجد کا خادم ہوتا ہے مساجد میں پانی بھرتے ہیں سردیوں میں آگ جلاتے ہیں پانی گرم کرتے ہیں خود نمازیں نہیں پڑھتے میں نے پہلی بار دیکھا کہ حضرتؒ کی مسجد میں جو

میں ریفری ہوں اور میں نے غلط کو غلط اور صحیح کو صحیح کہنا ہے

خادم تھا وہ بھی جب بات ہوتی تو بارگاہ نبوی ﷺ کی باتیں سناتا تھا اور فنافی الرسول ﷺ تھا۔ اور ایسا عجیب آدمی تھا کہ بیٹھا ذکر کرنے لگا لطائف کر رہا تھا کہیں سے سانپ گزرا وہ ناگ تھا وہ پھنیر سا تو اس نے بندہ ہلتے دیکھا وہ بھی کھڑا ہو کر ہلنے لگ گیا وہ ڈستا رہا اس پر حملے کرتا رہا اس کی پگڑی شگڑی کو لگتا رہا لیکن اس نے محسوس نہیں کیا کہ کوئی سانپ ہے یا ڈس رہا ہے وہ اپنے حال میں مست تھا وہ خود ہی تھک کر یا کوئی آدمی باہر سے آیا تو وہ سانپ لگا ہوا تھا اس آدمی کو دیکھ کر بھاگ گیا تو اس نے کہا بابا تجھے سانپ نے نہیں ڈسا۔ اس نے کہا کہاں سانپ ہے اس نے کہا یہاں تھا اس نے کہا مجھے تو نہیں پتہ میں تو اپنے اللہ کا نام لے رہا تھا۔ اب یہ بندے مسجد کے خادم تھے نہ عالم نہ فاضل جس میں حضرتؒ نماز پڑھتے تھے اس کا خادم بھی اس رتبے کا تھا۔

جو بھی ملا زندگی بھر آپ سے اگر محروم القسمت تھا تو چلا گیا ورنہ اس کا دل ذاکر ہوا مرد تھا خاتون تھی بچہ تھا بوڑھا تھا ہم لوگ تو گناہوں سے تھک کر آئے تھے کوئی نیکی لے کر نہیں آئے تھے کوئی پارسائی یا تقدس لے کر نہیں آئے تھے ہم تو گناہوں کے بوجھ سے نڈھال آئے تھے کہ کوئی جائے پناہ ملے۔ ہم کوئی پیر بننے یا خلیفہ بننے نہیں آئے تھے کوئی تصور ہی نہیں تھا میں منبر پر بیٹھا ہوں اور جمعہ ہے اور باوضو بیٹھا ہوں میں نے حضرتؒ کو عرض کیا تھا کہ مجھے آپ اس سے بچائیے میں آپ کے پاس خلیفہ بننے نہیں آیا ہوں میں کسی پیری کی تلاش میں نہیں آیا ہوں۔ مجھے میری نجات کا راستہ بتائیں اور میں جماعت کی خدمت کرتا رہا آپ کے ہوتے ہوئے جس کسی کو آپ سپرد کر جائیں گے میں آپ کے بعد بھی خدمت کرتا رہوں گا اور میں آج بھی کہتا ہوں میری طرف سے آج بھی پوری جماعت کے ساتھیوں کو اجازت ہے میری جگہ کسی اور شخص کو کسی مجھ سے مناسب بہتر شخص کو دیکھنا چاہیں تو میں آج بھی تمہارے ساتھ ہوں کسی کو اپنا شیخ بنا لو۔ یہ میری ضرورت نہیں ہے نہ تھی۔ بلکہ ایک ذمہ داری اضافی مشائخ کی طرف سے، حضرتؒ کی طرف سے بزرگوں کی طرف سے گلے پڑ گئی اپنی سی کوشش کر رہا ہوں کہ اللہ توفیق دے اور یہ نبھے، میرے لئے یہ بڑی سعادت ہے کہ میں نے اپنا شب و روز کا ہر لمحہ اس کے لئے وقف کر دیا ہے۔ میں صرف اس مقصد کے لئے اللہ کی مہربانی سے مسجد میں مقیم ہوں ورنہ ڈیڑھ کلومیٹر پر میرا گھر ہے بچے ہیں میں کبھی ان کے پاس بھی رات ٹھہرنے کو نہیں جاتا۔ میں اگر ملک میں سیاسیات میں سیاسی امور پہ بات کرتا ہوں تو میرا اللہ گواہ ہے اگر مجھے مشائخؒ کا حکم نہ ہوتو میں اس طرف منہ کر کے تھوکوں بھی نہیں مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے سیاست سے حکومت سے کسی عہدے سے کسی منصب سے یا کسی سے کوئی روپیہ ملنے سے۔ اگر مجھے ان چیزوں کی ضرورت ہوتی تو ایک نہیں کتنے وزیراعظم گزرے ہیں جو میری جوتیاں بھی سیدھی کرتے رہے ہیں لیکن میں نے ان سے کسی طرح کی کوئی بات نہیں کی۔ آج اس موجودہ حکومت کے وزیراعظم نے مجھے کہا ہے کہ آپ علماء کی کونسل بنائیں آپ اس کے چیئرمین بن جائیں ہم آپ کو مرکزی وزیر کا عہدہ دیتے ہیں میں نے کہا جی آپ اپنے عہدے پاس رکھیں آپ بنائیں میں ریفری ہی اچھا ہوں چونکہ میری ڈیوٹی ہی یہ لگی ہے میں ریفری ہوں اور میں نے غلط کو غلط اور صحیح کو صحیح کہنا ہے میں

مجھے کسی کی ذات سے، کسی جماعت سے، کسی فرد سے، نہ دشمنی ہے نہ دوستی میں اپنی نوکری نبھا رہا ہوں

آپ کی گیم میں جو فاؤل ہوگا اسے فاؤل کہوں گا جو غلط کرو گے اسے غلط کہوں گا اور جو صحیح ہوگا اسے صحیح بھی کہوں گا مجھے کسی کی ذات سے، کسی جماعت سے، کسی فرد سے، نہ دشمنی ہے نہ دوستی میں اپنی نوکری نبھا رہا ہوں۔ اور الاخوان کی بھی

www.naqshbandiaowaisiah.com

جتنی تنظیم جتنی محنت جتنی مشقت اور جتنا کام ہو رہا ہے یہ محض بزرگوں اور مشائخ کے حکم پر ہو رہا

یہ تحریک کامیاب ہو جائے اور ملک پر نفاذ اسلام ہو جائے تو مجھے کوئی صدارتی عہدہ نہیں چاہئے نہ وزیراعظم بننے کی میرے پاس فرصت ہے

ہے میری اس میں کوئی ذاتی مداخلت نہیں ہے یہ بات جو لوگ ذکر قلبی کی اہمیت کو نہیں سمجھتے وہ نہیں سمجھیں گے یہ لوگ جو حال دل جاننے والے نہیں ہیں وہ نہیں سمجھیں گے۔ آپ سے اس لئے کہہ رہا ہوں کہ اس شعبے کے لوگ ہو آپ سمجھ سکتے ہو لہٰذا اللہ کرے آج یہ تحریک کامیاب ہو جائے اور ملک پر نفاذ اسلام ہو جائے تو مجھے کوئی صدارتی عہدہ نہیں چاہئے نہ وزیراعظم بننے کی میرے پاس فرصت ہے اللہ ایسے بندے بھی دے دے گا جو یہ عہدے سنبھال لیں گے اور میری وہ ذمہ داری عظیم تر ہے کہ میں کسی ایک دل کو اس قابل بنا دوں کہ وہ علوم نبوت کو حاصل کر سکے یہ لاکھوں حکومتوں سے عظیم کام ہے جس کی اللہ کے نزدیک عظمت ہے جس کی آخرت میں عظمت ہے۔ جس کی بارگاہ رسالت ﷺ میں عظمت ہے وہ یہ ہے کہ کسی آلودہ دل کو کسی لتھڑے ہوئے دل کو کسی خطا کار کو آپ اس طرح سے اس کیفیت سے دوچار کر دیں کہ کبھی اس کی آنکھ میں بھی نم ہو کبھی اس کے دل میں بھی کوئی جذبہ پیدا ہو کبھی اسے بھی محبت الٰہی کی طلب ہو کبھی اسے بھی وصال نبوی ﷺ کی پیاس لگے کرنے کا کام تو یہ ہے اور انشاء اللہ العزیز یہ بات یاد رکھو یہ قانون ہے فطرت کا کہ جس موومنٹ کو اسے کامیاب نہ کرنا ہو اس میں صوفیاء کو مداخلت کا حکم نہیں دیتا اور جس تحریک میں صوفی قدم رکھتے ہیں وہ کبھی ناکام نہیں ہوتی انشاء اللہ اس ملک پر اسلام نافذ ہو گا انشاء اللہ العزیز سارا برصغیر پاکستان بنے گا اور پوری دنیا پر احیائے اسلام کی بنیاد فراہم کرے گا یہ بشارت ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیش گوئیوں میں۔ میری دعا یہ ہے کہ اللہ ہمیں اس عظیم دولت کو سمجھنے کی توفیق بھی دے اس کی قدر و قیمت کو سمجھنے کی توفیق بھی دے اور یاد رکھیں مشاہدہ یا کشف ہونا دلیل نہیں ہے دلیل اس بات کی یہ ہے کہ آپ دین کو حال کتنا بنا لیتے ہیں یا کتنے دلوں کو اس سے آگے آشنا کرتے ہیں یہ بھی پہلی بار ہوا ہے تاریخ تصوف میں کہ لطائف کرنے والے ساتھی کو بھی اجازت ہے کہ نئے بندے کو لطائف شروع کرا دے اور مزے کی بات ہے اسے ہو جاتے ہیں اور یہ اللہ کا احسان ہے اس کی قیمت کا اندازہ تب ہو گا جب آنکھ بند ہو گی تب آنکھ کھلے گی یہ وہ دولت ہے کہ جس کی اہمیت اور قدر و قیمت کا اندازہ قبر میں سر رکھ کر ہو گا کہ آپ اپنے ساتھ کیا لائے اللہ کرے یہ نعمت ہم سب کے ساتھ ہماری قبروں میں جائے۔ (آمین)

☆☆☆☆☆☆

اسلامی معاشرت

عدل

تم نے اونٹ یا گدھے پر بوجھ لدا دیکھا ہوگا۔ اگر اس کے دونوں طرف برابر برابر بوجھ ہو تو سامان بھی ٹھیک رہے گا اور جانور بھی آسانی سے چلے گا۔ اسے عدل کہتے ہیں۔ یعنی ایسا بوجھ جس میں دونوں طرفیں بالکل ایک جیسی ہوں، نہ کسی طرف جھکا ہوا نہ کسی طرف سے اٹھا ہوا۔

لہٰذا ایسا فیصلہ جس میں نہ کسی کی رعایت کر کے اسے زیادہ دیا جائے اور نہ کسی پر زیادتی کر کے اس کے حق میں کمی کر دی جائے، عدل کہلاتا ہے۔ یعنی ٹھیک ٹھیک فیصلہ کرنا۔ اور ہر ایک کو اس کا حق دے دینا۔ قرآن شریف نے اس کی بڑی تاکید کی ہے۔

"ہمیشہ عدل کرو کیونکہ عدل کرنے سے انسان خدا کے قانون کے مطابق چلتا ہے۔"

صرف اپنوں کے ساتھ ہی عدل نہیں بلکہ جن لوگوں سے تمہاری دشمنی ہو ان سے بھی ہمیشہ عدل کرو۔

"دیکھنا! کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس پر آمادہ نہ کر دے کہ تم ان سے عدل نہ کرو۔ ہمیشہ عدل کرو۔ یہی چیز قانون خداوندی کے مطابق ہے۔"

نوٹ عدل اور انصاف کا تعلق صرف عدالتوں ہی سے نہیں۔ آپ دوسروں کے ساتھ جس قدر معاملات کرتے ہیں ان میں آپ کے لئے عدل کرنا نہایت ضروری ہے۔ عدل کرنا ہر مسلمان کا فریضہ ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

من الظلمت الی النور

تحریر : صوبیدار (ر) حاجی عنایت اللہ

غالباً اکتوبر 1976ء کی بات ہے کہ میں نوشہرہ M.T کورس کرنے گیا۔ پہلے ہی دن جب ہم مسجد گئے تو مغرب کی نماز کے بعد میجر غوث صاحب جواب میرے خیال میں کرنل ریٹائرڈ ہوئے ہیں۔ انہوں نے ہمیں نماز پڑھنے کے بعد ذکر الٰہی کی دعوت دی۔ نماز کے بعد انہوں نے ذکر کرایا' بڑا مزہ آیا۔

دوسرے دن میجر غوث صاحب تو نہیں آئے البتہ جناب غلام قادری صاحب جو اس وقت نوشہرہ ایجوکیشن میں تھے نے ذکر کرایا۔ پھر انہوں نے ہمارے ساتھ بہت محنت کی۔ اور ادھر ہی میں نے داڑھی رکھ لی اور نسوار چھوڑ دی جو تقریباً 1958ء سے نسوار کی عادت تھی۔ کورس ابھی ختم نہیں ہوا تھا کہ ایک دن قادری صاحب فرمانے لگے کہ کرنل مطلوب صاحب مردان سے اور ہم چکڑالہ سے جمعرات کو حضرت جیؒ کے پاس جائیں گے۔ جمعرات کو کچھ ساتھی مردان سے آ گئے اور چند ساتھی ہم نوشہرہ سے بذریعہ ویگن سنٹر والی On Payment چکڑالہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ کھانا ہم نے تلہ گنگ میں ایک چھوٹے سے ہوٹل پر کھایا اور وہاں سے چکڑالہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ چکڑالہ پہنچ کر حضرت جیؒ سے ملاقات ہوئی تو بہت زیادہ خوشی ہوئی۔ چھوٹی سی مسجد میں مغرب کے بعد حضرت جیؒ نے ذکر کرایا اور رات کو وہاں قیام کیا۔ صبح پھر ذکر ہوا۔ پھر حضرت جیؒ کے ساتھ بیٹھک میں آ گئے۔ وہاں رخصت ہونے سے پہلے ذکر ہوا۔ اور پھر میرے سینے پر ہاتھ مبارک پھیرا۔ جونہی حضرت جیؒ کا ہاتھ میرے سینے پر آیا تو انوارات کی بارش ہو گئی۔ پھر میں نے باقاعدہ ظاہری بیعت کی۔ سلسلہ کے ساتھ جڑ گیا۔ پھر ہم نوشہرہ واپس چلے گئے۔ اور میں نے یونٹ سے دو ماہ کی چھٹی منگوا لی۔ یونٹ والوں نے میری دو ماہ کی P/Leave بھیج دی۔ اس وقت میں M/T حوالدار تھا۔ کشمیر میں ہماری یونٹ تھی۔ تو وہاں سے Leave مل جاتی تھی ورنہ اکثر اوقات تو چھٹی بہت مشکل ملتی ہے۔ پھر نوشہرہ سے میں گھر جو کہ جنوبی وزیرستان میں واقع ہے' چلا گیا' ذکر میں خوب کرتا تھا۔ چھٹی ختم ہوئی تو کشمیر چلا گیا۔ وہاں کچھ سستی ہوئی تو ایک رات تقریباً تہجد کے ٹائم پر میں نے قادری صاحب کو خواب میں دیکھا جو کہ مجھے کہہ رہے ہیں کہ عنایت اللہ تم اذان دو۔ میں ایک اونچی جگہ پر کھڑا ہوا۔ اذان کے لئے انگلیاں کانوں میں دیں مگر اذان نہ دے سکا۔ خیر میں نیند سے بیدار ہوا اور بڑا گھبرایا کیونکہ میں خواب کے معنی سمجھ گیا۔ کہ قادری صاحب مجھے کہہ رہے ہیں کہ تم لوگوں کو ذکر کے لئے بلاؤ مگر مجھ میں استعداد نہیں ہے۔ کیونکہ میں نیند میں اذان نہ دے سکا۔ پھر میں نے قادری صاحب کو خط لکھا کیونکہ خط و کتابت تو تھی۔ انہوں نے بڑے اچھے طریقے سے میرے شکوک دور کئے۔ اور مجھے ترغیب دی کہ بس تم ذکر میں لگے رہو۔ وہاں سے میں غالباً 1977ء جولائی میں سالانہ اجتماع کے لئے منارہ سکون میں پہنچ گیا۔ وہاں ہماری بیعت ہو گئی۔ میرے ساتھ اس دن خالد صاحب ضلع سرگودھا والے جو میجر فیض کے بھائی ہیں ان کی بیعت ہو گئی۔ اور حضرت جیؒ جب میرا نام بولنے لگے۔ تو فرمانے لگے کہ عنایت اللہ کی عنائتیں تم پر ہوں۔ واقعی اللہ پاک نے اس ناچیز پر بہت سی عنائتیں کی ہیں۔ پھر حضرت جیؒ کے وصال کے بعد حضرت مولانا محمد اکرم اعوان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ الحمدللہ۔

ہاں ایک بات میں بھول گیا۔ عین انتقال سے پہلے لنگر مخدوم شریف کے اجتماع میں خواب میں حضرت جی مولانا ملک محمد اکرم کو بغل گیر ہو رہا ہوں۔ رات کو میری ڈیوٹی لگی اتنے میں مولانا محمد اکرم صاحب کار پر آئے اور ہو بہو جس طرح خواب میں ملاقات ہوئی تھی اور بغل گیر ہوئے تھے اسی طرح جاگتے میں ملاقات

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہوئی اور بغل گیر ہوئے۔ پھر چار سال پہلے کی بات ہے کہ میں میڈیسن فروخت کرنے کے لئے وزیرستان چلا گیا کیونکہ میرے دوست پارٹنر نے بتایا تھا کہ یہاں ٹانک میں ایک جگہ میڈیسن ہے جو کہ Upjohn کمپنی کا ہے۔ یہ ہمیں اچھے ریٹ پر مل رہا ہے۔ ہم ہول سیل کا کاروبار کرتے ہیں۔ ہم نے وانہ مکین وغیرہ میڈیسن پہلے بھی سپلائی کرنی ہوتی تھی۔ اس وقت ہمارے سیل مین نے نوکری چھوڑ دی اور کسٹم کے محکمہ میں بھرتی ہو گیا۔ لہٰذا میں خود میڈیسن آرڈر لینے چلا گیا ایک اور آدمی کو ویسے ساتھ لے گیا۔ وانہ میں ہمیں بہت بڑا آرڈر مل گیا۔ وہاں سے پھر ہم شالی وزیرستان میران شاہ چلے گئے۔ وہاں پہنچ کر ایک دو جگہ سے تو آرڈر مل گئے مگر چونکہ شام ہونے والی تھی لہٰذا وہاں ایک واقف کار آدمی مل گیا۔ انہوں نے کہا کہ آرڈر صبح لے لیں۔ ابھی گھر چلیں گے۔ ان کا بھی میڈیسن کا کاروبار ہے۔ کار لائے اور ہم اس کے گھر چلے گئے۔ اس نے بڑی مہمان نوازی کی۔ بڑا پرتکلف کھانا کھلایا۔ رات کو کھانے کے بعد ادھر ہی بیڈ لگے ہوئے تھے ہم سو گئے۔ تہجد کے وقت حضرت جی مولانا محمد اکرم اعوان صاحب خواب میں مجھے کہنے لگے کہ Xonax گولیاں ٹانک میں کس طرح ملتی ہیں۔ میں بالکل قریب ہی کھڑا تھا۔ میں خواب میں تھوڑا گھبرایا۔ اور میں نے حضرت صاحب سے کہا کہ گولیاں اچھے ریٹ پر ملتی ہیں۔ حضرت فرمانے لگے کہ یہ تو کراچی سے اغواء دوائی ہے۔ پھر میں جاگ گیا۔ تہجد کا وقت تھا۔ وضو کیا تہجد پڑھی اور ذکر کیا۔ میں سمجھ گیا کہ وہ دوائی جس کا ہم آرڈر لے رہے ہیں یہ دوائی میرے خیال میں حرام کی دوائی ہے۔ خیر صبح ناشتہ کیا۔ میزبان کہنے لگا کہ صوبیدار ابھی ہم آپ کو آرڈر دیں گے۔ بڑا آرڈر دیں گے۔ میں نے کہا کہ بس آرڈر ختم ہو گیا۔ ہم واپس جا رہے ہیں۔ انہوں نے بہت اصرار کیا لیکن ہم اس کے ساتھ واپس میران شاہ بازار پہنچ گئے۔ وہاں سے میں نے اپنے پارٹنر کو فون کیا کہ یہ دوائی یعنی Upjohn کمپنی کا جس کا ہم آرڈر لے رہے ہیں' بالکل نہیں لینا۔ اس نے کہا کہ آپ کو کیا ہو گیا ہے اس سے ہمیں چالیس ہزار (40,000) کا فائدہ ہوگا۔ میں نے کہا کہ اس بات کو چھوڑ دیئے میں جب واپس آؤں گا تو ہم تحقیقات کریں گے۔ میں جب واپس آیا تو ہم نے اس آدمی سے دوائی نہیں خریدی۔ اور کچھ دنوں کے بعد پتہ چلا کہ یہ تو واقعی کراچی سے کمپنی کی گاڑی اغواء ہوئی تھی۔ جس میں شاید کمپنی کے اہلکار بھی شامل تھے۔ گاڑی ادھر ہی کہیں فروخت کی اور دوائی یہاں لے آئے۔

اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور حضرت جی کی وجہ سے اس حرام سے ہم بچ گئے۔

والسلام

نعت رسول مقبول ﷺ

نالہ قلب مضطرب ' آج تو کام کر گیا
نام نبی ﷺ ترے نثار کاسۂ حرف بھر گیا
نعت جو میرے دل میں تھی آج لبوں تک آگئی
لفظ نکھر نکھر گئے ' رنگ بکھر بکھر گیا
اسم وہ رہبر خیال ' حسن وہ آئنہ مثال
منزل شوق مل گئی ' منظر جاں سنور گیا
وصل کی شب حضور جب زینت لا مکاں ہوئے
نبض حیات رک گئی ' وقت وہیں ٹھہر گیا
صدقہ نعت مصطفیٰ ﷺ مجھ کو حیات مل گئی
صدقہ نام مصطفیٰ ﷺ وقت اجل گزر گیا

محمد مسعود اختر

www.naqshbandiaowaisiah.com

علاج نبوی ﷺ اور جدید سائنس

Acute Gastritis سوزش معدہ

ڈاکٹر خالد غزنوی

معدہ میں سوزش عام طور پر جلن پیدا کرنے والی دواؤں مثلاً اسپرین، شراب، فولاد کے مرکبات اور جوڑوں کے درد کی دواؤں از قسم Phenyl Butazone کھانے سے پیدا ہوتی ہے۔ اسی لئے یورپی ممالک میں شراب پینے والوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ خالی پیٹ بادہ نوشی سے پرہیز کریں

اس سلسلہ میں سب سے اہم ہدایت نبی ﷺ نے عطا فرمائی کہ کھانا گرم گرم نہ کھایا جائے۔ گرم کھانا جب پیٹ کے اندر جاتا ہے تو معدہ کی جھلیوں میں اپنے درجہ حرارت کی وجہ سے خون کا ٹھہراؤ پیدا کرتا ہے جب ایسا بار بار ہوتا ہے تو معدہ میں سوزش کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

گردوں کے فیل ہونے کے نتیجے میں جب خون میں یوریا کی مقدار بڑھ جاتی ہے یا خون میں پیپ پیدا کرنے والے جراثیم کی وجہ سے زہرباد پیدا ہوتا ہے تو اس کے اثرات معدہ میں سوزش کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔

معدہ کی جھلیاں متورم ہو جاتی ہیں۔ ان میں سرخی آ جاتی ہے۔ اس کے ردعمل کے طور [illegible] خلئے گھسنے یا کٹنے لگتے ہیں۔ جس کی وجہ سے اندرونی طور پر جریان خون ہو جاتا ہے یہ معمولی بھی ہو سکتا ہے اور شدید بھی۔

علامات

بھوک ختم ہو جاتی ہے خاص طور پر ناشتہ کو جی نہیں چاہتا۔ متلی، کبھی کبھی قے یا خون کی قے، پیٹ میں جلن محسوس ہوتی ہے۔ بلکہ ایسا لگتا ہے کہ جیسے اندر آگ لگی ہوئی ہے۔ پسلیوں کے نیچے پیٹ کے درمیانی حصہ میں درد ہوتا ہے۔ بار بار خون بہنے اور بھوک کی کمی کی وجہ سے خون کی کمی لاحق ہو جاتی ہے۔ چونکہ معدہ کی دیواروں سے خون بنانے والا ایک جوہر بھی پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے وہاں پر بیماری کی صورت میں اس جوہر کی پیدائش متاثر ہوتی ہے اور یوں خون کی کمی کا ایک اور باعث معرض وجود میں آ جاتا ہے۔

علاج

جدید علاج میں عجیب دو عملی ہے۔ ایک طرف سے وہ مشورہ دیتے ہیں کہ بیماری کا علاج تیزابیت کو ختم کرنے والی ادویہ سے کیا جائے دوسری طرف ان کا کہنا ہے کہ اس بیماری میں معدے کے تیزاب کم ہو جاتے ہیں۔ اس لئے مریض کے ہاضمہ کو قائم رکھنے کے لئے کچھ تیزاب کا مرکب بھی دیا جائے۔

عام طور پر سکون آور ادویہ، تیز اور مصالحہ دار غذاؤں سے پرہیز کے نتیجہ میں بیماری اپنی ابتداء ہی میں ختم ہو جاتی ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو یہ مزمن شکل اختیار کر لیتی ہے۔

مزمن سوزش معدہ

معدے کی جھلیوں کا بیماری کے دوران مطالعہ کرنا بڑا مشکل ہے۔ جن لوگوں نے اس سلسلہ میں کوشش کی وہ ناکام رہے۔ کیونکہ جسم سے باہر آنے کے بعد یہ جھلیاں اپنی ماہیت تبدیل کر لیتی ہیں۔ اس لئے جدید علوم میں ان کی واضح شکل وصورت کچھ مدت پہلے تک معمہ بنی رہی۔

یہ بات صراحت سے معلوم نہیں کہ ابتدائی سوزش جب ٹھیک نہ ہو تو اس کے نتیجہ میں مزمن نوعیت پیدا ہوتی ہے۔ یا یہ ابتداء ہی سے مزمن ہوتی ہے کیونکہ یہ معدہ کی جھلیوں میں شدید نوعیت کی انحطاطی تبدیلیاں لاتی ہے۔ جس کو معدہ کی دیواروں کے گل جانے یا تغیر پذیر ہو جانے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جب دیواریں، ان کی جھلیاں اور ان میں پائے جانے والے عضلات اور غدودیں گلنا شروع ہو جائیں تو خون کی کمی اور سوء ہضم کا پیدا ہو جانا ایک لازمی نتیجہ ہے۔ پرانے استاد بدہضمی کے ساتھ پیٹ میں جلن کے ہر مریض کو سوزش معدہ تشخیص کیا کرتے تھے۔ مگر اب کی تحقیقات نے بتایا ہے کہ یہ تشخیص نہ صرف یہ کہ غلط ہے بلکہ سوزش معدہ ایک خطرناک بیماری ہے جسے تیزاب مارنے والی

www.naqshbandiaowaisiah.com

دواؤں سے ٹالا نہیں جا سکتا۔

یہ بیماری بنیادی طور پر انحطاطی ہے۔اس لئے مریض جلد ٹھیک بھی ہو جائے تب بھی اس کی ساخت کچھ نہ کچھ خرابی ہمیشہ کے لئے رہ جاتی ہے۔

معدہ کی فعالیت متاثر ہونے کے علاوہ اس کا اگلا مرحلہ کینسر ہے۔ Gastroscopy کرنے پر معدہ کا رنگ میلا نظر آتا ہے۔جھلیوں پر لیس کا جماؤ ہوتا ہے اور سوزش کے آثار دیکھے جاتے ہیں۔

معدہ کی مزمن سوزش کا اظہار عام طور پر بدہضمی کی صورت میں ہوتا ہے۔لیکن ماہرین نے خون کی کمی، پھلبہری، ذیابیطس اور گردن کی غدود اور غدہ رقیہ کی سوزش کو بھی اس بیماری سے وابستہ کیا ہے۔

علامات

عام علامات السر کی مانند ہوتی ہیں۔ لیکن وہ علامات جو معدہ کے سرطان کے سلسلہ میں بیان کی گئی ہیں شامل ہوتی ہیں۔

معدہ سے کافی مقدار میں خون خارج ہوتا ہے جو قے کی شکل میں یا پاخانہ میں سیاہ خون کی شکل میں نکلتا ہے۔دست اکثر آتے ہیں۔

پیٹ میں درد، بوجھ، بھوک کی کمی اور گلے کے اندر بلغم جمع رہتی ہے۔شراب پینے پر پیٹ میں درد، قے ہوتے ہیں۔یہی کیفیت اسپرین کی گولی سے بھی ہوتی ہے۔کچھ غذائیں بھی معدے کو ناگوار گزرتی ہیں اور ان کو کھانے کے بعد درد، متلی اور قے کے دورے پڑتے ہیں۔

علاج

زیادہ تکلیف کے دوران مریض چارپائی پر لیٹا رہے۔پیٹ پر گرم پانی کی بوتل سے ٹکور کریں۔

معدہ کو تکلیف دینے والے اسباب از قسم گرم گرم کھانا، مرچیں، تمباکو، شراب، اسپرین اور جوڑوں کی درد کی دواؤں سے پرہیز کیا جائے۔کھانا اچھی طرح چبا کر کھایا جائے۔

وہ تمام طریقے اختیار کئے جائیں جو السر کے علاج میں کئے جاتے ہیں۔

طب نبوی

معدہ کے کینسر اور مزمن سوزش کا علاج

نبی ﷺ نے معدہ کو بیماری کا گھر قرار دیا ہے۔انہوں نے معدہ کی جھلیوں کی حفاظت کے سلسلے میں متعدد اہم ہدایات عطا فرمائی ہیں جن میں ناشتہ صبح جلدی کرنے کا حکم بھی ہے۔رات بھر کے فاقہ کے بعد معدہ صبح کو خالی ہوتا ہے۔اس وقت اگر چائے یا کافی یا لیموں کا عرق پیا جائے تو معدے کی تیزابیت میں اضافہ ہوتا ہے۔جس کے نتیجہ میں وہاں پر سوزش اور السر کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔اس لئے انہوں نے علی الصبح خود ہمیشہ شہد پیا، جو تیزابیت کو کم کرتا ہے اور معدہ کی جھلیوں کی حفاظت کرتا ہے ناشتہ جلدی کرنے کی تاکید یوں فرمائی۔

خیر الغداء بوا کرہ

(بہترین ناشتہ وہ ہے جو صبح جلدی کیا جائے)

السر کے علاج کے سلسلہ میں معدہ اور آنتوں کی سوزش کے بارے میں طب نبوی سے جو افادات پیش کئے گئے ہیں وہی اس بیماری میں موثر اور مفید ہیں۔

نہار منہ شہد، ناشتہ میں جو کا دلیا شہد ڈال کر، جس وقت پیٹ خالی ہو اس وقت زیتون کا تیل پلانے سے معدہ میں سوزش کا کوئی بھی عنصر باقی نہیں رہتا۔

سعودیہ میں تیل کی کمپنی کے ایک امریکن افسر کو معدہ میں سوزش تھی اور وہ شراب پینے سے بھی باز نہ آتا تھا۔امریکی ڈاکٹر اس کے علاج سے عاجز آ گئے تھے۔ایک نجی دعوت میں اس نے اپنی عادت بد اور بیماری کا تذکرہ بڑے مزاحیہ انداز میں کیا۔دعوت کے بعد ہم نے علاج کی پیش کش کی تو وہ اسے بھی مذاق سمجھا۔فیصلہ یہ ہوا کہ وہ علاج تو آزمائے گا لیکن فیس کوئی نہ ہو گی۔وہ ہر رات شراب پیتا تھا۔اس کے بعد سوتے وقت دودھ کے گلاس میں کبھی خالص زیتون کا تیل اور کبھی اسے شہد سے میٹھا کر کے تیل ملا کر پینے کا بتایا گیا۔صبح کے ناشتہ میں جو کا دلیا یا کبھی Quaker Oats شہد ڈال کر استعمال ہوتے رہے۔دن کو اگر جلن ہوئی تو اس نے Gelusil کی گولیاں کھائیں یا شہد پی لیا۔

یہ سلسلہ ایک سال تک چلتا رہا۔اس دوران اس کی بیماری بتدریج کم ہوتی گئی اسے

www.naqshbandiaowaisiah.com

درد کا شدید دورہ ایک مرتبہ بھی نہ پڑا اور نہ ہی پیٹ سے خون نکلا۔

یہ ایک ایسے مریض کی داستان ہے جس کی دماغی حالت بھی درست نہ تھی۔ کیونکہ وہ شراب جس نے اس کے معدہ میں پہلے ہی سوزش پیدا کی ہے وہ اسے چھوڑنے پر تیار نہ تھا۔ وہ پیتا رہا اور روتا رہا۔ لیکن اس مبارک علاج کی افادیت اتنی شاندار تھی کہ پرہیز نہ کرنے کے باوجود وہ بہتر ہوتا رہا۔ اس کے بعد ایسے کئی اور مریض دیکھنے میں آئے جو پرہیز بھی نہ کرتے تھے اور علاج بھی باقاعدگی سے نہ کرتے تھے۔ مگران کو اس کے باوجود فائدہ رہا۔ کچھ لوگوں کو سستی اور آسان دواؤں سے تسلی نہیں ہوتی۔

ایک خاتون کو السر کے ساتھ معدہ میں سوزش تھی جس کے علاج کے لئے وہ ہر سال انگلستان جایا کرتیں۔ انہیں مٹھی بھر گولیاں صبح شام کھا کر کچھ آرام آتا مگر وہ بھی عارضی۔ ان کے ایک عزیز کی سفارش پر ہم نے ان کے علاج کی جسارت کی۔ جس میں جو کا دلیا اور زیتون جیسی ارزاں چیزیں تھیں۔ اس سے شدید تکلیف جاتی رہی۔ مزید اطمینان کے لئے پھر ولایت گئیں۔ پتہ چلا کہ زخم تو ٹھیک ہو گیا ہے مگر سوزش موجود ہے۔ دوسرے باقاعدہ مریضوں میں اکثر کوتاہی علاج کافی رہا۔

کینسر کے علاج میں نبی ﷺ کی طرف سے براہ راست ارشاد میسر نہیں۔ البتہ ابن قیم نے جسم میں کسی جگہ بھی بڑھے ہوئے گوشت کے لئے اثمد کو مفید قرار دیا ہے۔ اثمد Antimony کا سرمہ ہے۔ اس کا اندرونی استعمال آسانی سے ممکن نہیں۔ اگرچہ بعض بیماریوں کے لئے اس سے ٹیکے بنے ہیں۔ لیکن معدے کے کینسر میں ان کے استعمال کا ابھی موقع میسر نہیں آسکا۔

سالانہ اجتماع عام۔ دار العرفان منارہ۔ چکوال

ہر خاص و عام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ دار العرفان۔ منارہ۔ میں 12 جولائی 2001ء بروز جمعرات سے

سالانہ اجتماع

شروع ہے

اجتماع 12 اگست 2001ء بروز اتوار تک جاری رہے گا

قارئین کرام زیادہ سے زیادہ شرکت فرما کر فیضیاب ہوں

www.naqshbandiaowaisiah.com

سامراجی کردار اور غریب ملکوں کی حالت زار

محمد شفیع اویسی

گزشتہ صدی کے نویں عشرے کے اختتام پر جب روس کا شیرازہ بکھر گیا اور امریکہ کو عالمی سطح پر بلاشرکت غیرے اپنا کردار ادا کرنے کا موقع میسر آ گیا تو عام طور پر یہ خوش فہمی پائی جاتی تھی کہ امریکہ، روس مخاصمت اور سرد جنگ کے جھنجٹ سے نچنت ہو کر اب دنیا کی واحد ''سپر طاقت'' ہونے کے ناطے دنیاوی امور و معاملات میں ''بزرگانہ دانائی'' سے انصاف، بھائی چارے اور رواداری کی اقدار و روایات کو فروغ دے گا، لیکن یہ ناتواں حسن ظن جلد ہی دیدہ تر، خاک بہ سر، ریزہ ریزہ ہو کر رہ گیا، اور یہ ''سپر بزرگ'' جلد ہی غصب و نہب، شر و شرارت اور حرص و ہوس کی ٹیڑھی اور طاغوتی راہ چل نکلا۔ وہ اپنے مفادات کی سرحدوں سے باہر کی دنیا کے حوالے سے عدل اجتماعی اور انسانی حقوق کے احترام سے بے نیاز ہو گیا اور اپنے بلاک اور اثر و رسوخ سے باہر کی دنیا کے واجبی حقوق کے احساس و احترام کی بجائے، انہیں اپنے استعماری واستحصالی کردار کے نشانے پر رکھ کر دنیا بھر میں ''بزرگ شیطان'' کے نام سے ہدف ملامت بن گیا۔

امریکی کانگرس کے رکن ٹام پارکن کی انٹرنیٹ پر جاری ایک رپورٹ کے مطابق امریکی فوج نے آج تک کسی دوسرے ملک میں جا کر کوئی بھلائی کا کام نہیں کیا بلکہ اپنے ملک کی بدنامی کی کرتوتوں کو ہی بڑھاوا دیا ہے۔ اس وقت دنیا کے 70 ممالک میں امریکی فوج موجود ہے۔ علم و ہنر کی روشنی اور انسانی حقوق کے چرچا کے باوجود مغرب کی ''تاجرانہ'' ذہنیت تبدیل ہونے کی بجائے جارحانہ انتہاؤں کو چھونے لگی ہے۔ امریکہ اقوام متحدہ کے تعاون سے نیو ورلڈ آرڈر، مارکیٹ اکانومی اور گلوبلائزیشن کے استحصالی جال پھیلا کر آئی ایم ایف، ورلڈ بنک، ایشیائی بنک اور ملٹی نیشنل کمپنیوں جیسے عالمی مالیاتی و تجارتی اداروں کے ذریعے دنیا بھر کی پیداوار، تجارت اور معیشت پر اجارہ داری اور تسلط قائم کر کے انہیں صدیوں تک اپنا محکوم اور دست نگر بنانا چاہتا ہے۔ ترقی پذیر (خصوصاً زرعی) ممالک کے لوگوں کا مالی و اقتصادی استحصال اس کا خصوصی ہدف ہے۔ جہاں وہ بھوک ننگ اور بیروزگاری کے مسائل کو خطرناک روپ دے کر اور سرمایہ، ٹیکنالوجی اور ہتھیاروں کے زور پر اور نیز غیر مرئی دسیسہ کاریوں اور ریشہ دوانیوں کے ذریعے ان کی خانہ جنگی، بدامنی و دیگر مسائل پیدا کر کے اپنی تجارتی، اقتصادی و سیاسی نمبرداری و بالادستی قائم کرنے کے سفاکانہ ایجنڈوں اور ہتھکنڈوں پر عمل پیرا ہے۔ ایک پاکستانی محنت کش سے 5 امریکی محنت کشوں کے برابر محنت لے کر اس کے بالعوض اصل حق محنت کو گویا صرف پانچواں حصہ معاوضہ دینا، پاکستان کو ایف 16 جنگی طیاروں کی فراہمی کے لئے پیشگی ادا شدہ رقم کا بقایا ایک سو چالیس ملین ڈالر (مبلغ آٹھ ارب نوے کروڑ روپیہ) واپس کرنے کی بجائے انگلیوں پر نچا کر اخلاقی ضابطوں اور انسانی حقوق کی دھجیاں اڑانا ملک موصوف کے خمیر اور خصلت کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ پاکستان کے کرپٹ حکمرانوں اور بیوروکریٹس وغیرہ نے مغربی بنکوں کی ملی بھگت سے پاکستانی قوم کا 100 ارب ڈالر سے زائد سرمایہ چرا کر اور امریکہ و دیگر مغربی ملکوں کے بنکوں میں جمع کروا کر پاکستانی معیشت کو مفلوج کر رکھا ہے اور مغرب کے قوانین اور بنکاری ضابطے اس چوری کو پورا تحفظ دیتے ہیں۔ اس طرح پاکستان کے کرپٹ حکمرانوں کے یہ مغربی رسہ گیر حرام کی کمائی میں حصہ دار بن کر اعانت مجرمانہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

امریکہ اور اس کے مغربی اتحادیوں کی غریب مار عالمی پالیسیوں اور مالیاتی مظالم کے نتیجے میں دنیا

www.naqshbandiaowaisiah.com

کی 40 فیصد آبادی غربت کی انتہاؤں کو چھو رہی ہے۔ ہر سال 85 لاکھ افراد غربت و افلاس کے امراض کا شکار ہو کر مر رہے ہیں' خواتین کے حقوق پر مگرمچھ کے آنسو بہانے والے مغربی ممالک میں سالانہ 40 لاکھ خواتین کو مغربی سرمایہ دارانہ نظام کی ہولناکیوں کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور پاکستان کو چائلڈ لیبر کا طعنہ دینے والے خود مغربی ممالک میں 40 لاکھ بچوں سے مشقت لی جاتی ہے۔ چین میں انسانی حقوق کے بارے میں امریکہ کے یکطرفہ واویلا کے جواب میں چین نے بھی امریکہ میں نام نہاد جمہوریت' عدل وانصاف اور انسانی حقوق کے دعوؤں کا پول یوں کھولا ہے کہ امریکہ انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں کرنے والا سب سے بڑا ملک ہے۔ وہاں امیر غریب کا فرق اور عدالتی ناانصافیاں بڑے پیمانے پر جاری ہیں۔ امریکہ میں ہر شخص کو اسلحہ رکھنے کا حق ہے جہاں ہر سال 31 ہزار افراد قتل کر دیئے جاتے ہیں جن میں 5 ہزار بچے ہوتے ہیں امریکہ میں صرف 40 فیصد آبادی ملکی دولت پر قابض ہے۔ خواتین کو مردوں کی نسبت کم اجرت دی جاتی ہے۔ امریکہ میں جمہوریت' فراڈ اور انتخابات جیتنے کا اصل ذریعہ دولت ہے' امریکی کالے' گوروں کی نسبت دوگنے بے روزگار ہیں۔ 32 ملین افراد غربت سے نیچے کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ نسلی تعصب اتنا ہے کہ ججوں میں 98 فیصد گورے بنائے گئے ہیں۔

کسی تہذیب کا اچھا یا برا تاثر صاحب تہذیب قوم کے بنی نوع انسان کے ساتھ مثبت یا منفی رویہ سے عیاں ہوتا ہے اور امریکہ کی ماضی کی تاریخ کے اوراق اس حوالے کی ''نیک نامی'' سے بھی بدرجہ اتم ''سرخرو'' ہیں مثلاً نسل انسانی کی وحشتناک قتل و غارت گری کا سلسلہ امریکہ کی حکمران گوری نسل کے امریکہ میں قدم جماتے ہی وہاں کے اصل باشندوں ریڈ انڈینز کے 70 لاکھ افراد کے قتل عام کے ذریعے ''نسل صفایا'' کا ٹارگٹ پورا کرنے کے ساتھ ہی شروع ہو گیا تھا۔ نیز امریکہ کے لاکھوں سیاہ فام باشندوں کا نذر آتش کرنا' گوئٹے مالا میں ایک لاکھ دس ہزار اشخاص کا قتل' ویت نام پر مسلط کردہ جنگ میں 33 لاکھ نفوس کی خونی ہولی' 2 جاپانی شہروں میں امریکی ایٹمی حملے سے 25 لاکھ سے زائد ہلاکتیں' 1991 میں عراق میں متعین امریکی خاتون سفیر کے ذریعے درپردہ عراقی سربراہ کو کویت پر حملے کی صورت میں غیر جانبدار رہنے کی یقین دہانی' لیکن پھر اسی حملہ کو بہانہ بنا کر اپنے اتحادیوں کے اشتراک سے عراق پر 24 گھنٹوں میں ایک ہزار ہوائی حملوں کے ذریعے 2232 ٹن بارود کی ریکارڈ بارش' 10 لاکھ عراقیوں کی ہلاکت' (امریکی آلہ کار اقوام متحدہ کی ظالمانہ پابندیوں کے باعث صرف نومبر 2000ء میں 10 ہزار عراقی بچے بھوک و افلاس اور بیماریوں سے ہلاک ہوئے۔) امریکہ اور اقوام متحدہ کے زیر کنٹرول حفاظتی دستوں کی ''حفاظت'' میں 2 لاکھ بوسنیائی مسلمانوں کی شہادت اور ایک لاکھ زخمی' نصف آبادی کی ملک بدری اور بوسنیا اور کوسووا کے مسلمانوں کی نسل کشی کا سلسلہ ابھی جاری ہے۔

کیا مستقبل میں امریکہ اپنی اقتصادی برتری برقرار رکھے گا؟ اس حوالے سے حالات کچھ اور ہی اشارہ کرتے اور حقائق کچھ اور ہی گواہی دیتے ہیں۔ ہم کسی کا برا نہیں چاہتے مگر امریکہ کی چہار دانگ عالم میں مردم آزاری کی مہم اسے قدرت کے قانون کیفر کردار اور اصول مکافات عمل کی زد پر لے آئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امریکی ماہرین اقتصادیات ارباب اقتدار و اختیار کو دہائیاں دے رہے ہیں کہ وہ بیرونی ممالک کے معاملات میں مہم جوئی کا شوق فضول ترک کر کے وہاں الجھے ہوئے اپنے بال و پر' فال وفر اور مال وزر کو سمیٹ کر اپنی ملکی اقتصادیات کو درپیش چیلنجوں سے نبرد آزما ہونے کی فکر کریں جس کا نقشہ انہوں نے کچھ یوں کھینچا ہے کہ اب امریکی تیز رفتار ترقی کا دور ختم ہو چکا ہے۔ امریکی جریدے ''ٹائم'' کے بورڈ آف اکنامکس نے بھی امریکی معیشت کی بتدریج سست روی کی تصدیق کی ہے۔ امریکی معیشت کی شرح نمو صفر تک پہنچ چکی ہے۔ امریکہ تقریباً 57 کھرب ڈالر کا مقروض ہے۔ جس میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے اور قرض پر فی سیکنڈ سود 10,000 ڈالر ہے۔ اور ہر امریکی خاندان کے ذمے 74,990 ڈالر قرض ہے۔ ماہرین کے مطابق امریکی اقتصادیات و معاشیات میں آئندہ بہتری کی بجائے ابتری کے امکانات نمایاں ہیں۔

☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

کیا محمد ﷺ صرف اور صرف اہل عرب کیلئے رسول بنا کر بھیجے گئے تھے

ہمارے ایک مہربان ناصر محمود غنے صاحب مہتمم اسلامک ایجوکیشن سنٹر' جلالپور جٹاں (گجرات) سے اپنے ادارہ کا شائع کردہ لٹریچر گاہے گاہے ہمیں بھجواتے رہتے ہیں۔ وہ تن تنہا دین کی اشاعت کا کام جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اس دفعہ انہوں نے جو لٹریچر بھیجا ہے وہ تین بک لٹ پر مشتمل ہے۔ ایک کا عنوان ہے "اہل اسلام پر عیسائیت کی دعوتی یلغار" اس میں انہوں نے بتایا ہے کہ عیسائی مشنری اپنے مقاصد کے حصول کے لئے کون کون سے ہتھکنڈے استعمال کر رہی ہے۔ دوسری کتاب "کیا اناجیل (متی' مرقس' لوقا' یوحنا) خدا کا کلام ہے جس میں مختلف اناجیل کا تقابلی تجزیہ کر کے ان کے باہمی متناقض ہونے کی بنا پر یہ ثابت کیا گیا ہے کہ موجودہ اناجیل قطعی طور پر خدا کی وحی کی بنا پر تحریر نہیں ہوئیں بلکہ یہ خالصتاً انسانی کوشش کی پیداوار ہیں۔ اس کے علاوہ تیسرے کتابچہ کا عنوان ہے "غلط فہمیوں کا ازالہ" اس میں ایک کرسچن کی طرف سے انہیں لکھے گئے تین خطوط کا مدلل جواب ہے جس میں سے ایک کا جواب یہاں شائع کیا جا رہا ہے۔ محترم ناصر محمود غنے صاحب اصلاحی لٹریچر مفت تقسیم کرتے ہیں۔ دلچسپی رکھنے والے حضرات مذکورہ بالا پتہ پر چھ روپیہ کا ڈاک ٹکٹ بھجوا کر "مفت" طلب فرما سکتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم ماسٹر سالومن مسیح صاحب!

آداب کے بعد دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کا سینہ حق کے لئے کھول دے اور آپ کو دنیا اور آخرت میں سلامتی کے ساتھ رکھے۔ آمین۔

آپ کا دوسرا خط ملا جو کہ پہلے خط سے بہت مختلف ہے پہلے خط میں آپ نے مجھ سے اسلامی تعلیمات جاننے کے لئے مدد مانگی تھی اور اس خط میں آپ نے مجھے اسلام سکھانے کی کوشش کی ہے۔ آپ نے جو تین مضامین قرآنی آیات کے حوالوں کے ساتھ لکھ کر ارسال کئے ہیں وہ آپ کے ہاتھوں سے لکھے ہوئے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ترجمہ قرآن مجید پڑھا ہوا ہے۔ آپ نے نہ خود ترجمہ قرآن میں برکت کے اندر جو تشریح فرمائی ہے وہ اکثر غلط ہے۔ اور آپ نے آیات قرآنی سے غلط نتائج اخذ کئے ہیں۔

آپ نے "رسول برحق" کے مضمون میں اور "کتاب برحق" کے مضمون کے آخر میں لکھا ہے کہ "حضرت محمد ﷺ صرف اور صرف اہل عرب کے لئے رسول (ﷺ) اور رحمت بن کر آئے تھے کیونکہ عرب میں کوئی رسول اور نبی نہیں بھیجا گیا تھا حالانکہ ساری دنیا میں اللہ نے ہدایت کرنے والے بھیجے قرآن مجید کا عربی زبان میں بھیجنے کا مقصد خود بتاتا ہے کہ اہل عرب جاہل اور ان پڑھ تھے اور اللہ چاہتا تھا کہ وہ اہل کتاب کے ہم ایمان بنیں"۔ مضمون کے آخر میں آپ نے اپنے اصل مقصد کو بیان فرمایا ہے کہ

"آپ ہم سے اپنی مادری زبان میں بائبل لے کر پڑھیں کیونکہ ان کو پڑھنے کے لئے قرآن کہتا ہے"۔

اس کے ساتھ آپ نے خط میں لکھا ہے کہ "میں یہ مضامین پڑھ کر بنی آدم کی دل آزاری کرنا چھوڑ سکوں اور آئندہ سے مسلم اور غیر مسلم کو صرف نیک اعمال کی دستک دیا کروں"۔

محترم ماسٹر سالون صاحب آپ نے مسلسل غلط بیانی سے کام لیا ہے اور حق کو چھپانے کی کوشش کی ہے یا پھر آپ نے قرآن کریم کو مکمل طور پر سمجھنے کی کوشش نہیں کی لہٰذا آپ کو تفصیلاً جواب دیا جاتا ہے۔

جواب

قرآن کے کسی ایک مقام پر بھی اس طرح نہیں آیا کہ محمد ﷺ صرف اہل عرب کے لئے رسول ﷺ مبعوث کئے گئے ہیں اور غیر عرب کے لئے ان کی نبوت ہرگز نہیں ہے جیسے عیسیٰ نے فرمایا تھا:-

(1) ...... "اس نے جواب میں کہا کہ میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا"۔ (متی 15-24)

(2) ...... "یسوع نے اپنے شاگردوں کو حکم دیا غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانوں کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا"

www.naqshbandiaowaisiah.com

(متی۔ باب 10' آیت 6)

(3) ... "تم اسرائیل کے سب شہروں میں نہ پھر سکو گے کہ ابن آدم آجائے گا"۔ (متی 10: 32)

(4) ... "تو تم بھی جو میرے پیچھے ہو لئے ہو بارہ تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کرو گے"۔ (متی 28:19)

(5) ... "اور محمد عیسیٰ کو بنی اسرائیل کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے"۔ (القرآن۔ آل عمران 49)

قرآن کریم میں یہ بات تو بار بار آئی ہے کہ ہر قوم کے لئے علیحدہ علیحدہ رسول آتے رہے ہیں جبکہ محمد رسول ﷺ کی رسالت کے لئے خصوصی طور پر یہ بات واضح کی گئی ہے کہ آپ تمام اقوام عالم کے لئے رسول ہیں اور آپ ﷺ کی رسالت ایسی ہے جس کے بعد کسی اور کی رسالت نہ ہوگی۔

ایک آیت تو آپ نے خود اپنے مضمون میں کوٹ (Quote) کی ہے مگر اس کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی یا پھر اللہ تعالیٰ نے خود آپ سے اپنے ہی ہاتھوں حق بات لکھوا کر آپ پر اتمام حجت پوری کر دی ہے وہ آیت سورۃ انبیاء کی 107 ہے:-

"اور (اے پیغمبر) ہم نے تم کو دنیا جہان کے لوگوں کے حق میں رحمت بنا کر بھیجا ہے"۔

مناسب معلوم ہوتا ہے اس آیت کے عربی الفاظ ہی لکھ دیئے جائیں تاکہ آپ کو اصل مفہوم جاننے میں آسانی ہو۔

"وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین" O

اس آیت میں لفظ "عالمین" سے مراد ہی تمام دنیا کی اقوام ہیں اور ہر ہر قوم کا ہر ہر فرد اور انسان ہے اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو قوم یا فرد آپ ﷺ کی رسالت پر ایمان لائے گا اور رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مستحق بن جائے گا اللہ اس سے راضی ہو جائے گا اور اس سے محبت کرے گا اور اس کو بخش دے گا۔ میری اس تفسیر کی ترجمانی خود آیت قرآنی کرتی ہے جو یہ ہے:-

"(اے نبی) کہو اگر تم (یہود اور انصاریٰ) اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو تو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا ... اور جان لو کہ اللہ انکار کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا"۔ (آل عمران (3)31' 32)

سورۃ سبا (34) آیت 28 میں آپ ﷺ کی رسالت کا تمام انسانیت کے لئے ہونے کے حق میں خصوصی الفاظ کے ساتھ آیت نازل ہوئی' ملاحظہ فرمائیں۔

یہ آیت:- "وما ارسلنک الا کافۃ للناس بشیرا و نذیرا ولکن اکثر الناس لا یعلمون"

"اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام انسانوں کے لئے خوشخبری اور ڈر سنانے والا بنا کر مگر اکثر لوگ نہیں جانتے"۔

لفظ کافۃ کے معنی کل۔ تمام کے تمام اور جمع ہیں جیسے یہ لفظ قرآن کریم کے ایک دوسرے مقام پر اس مطلب کو مزید واضح کرتا ہے۔

"ادخلوا فی السلم کافۃ" (البقرہ (2)108)

"اسلام یا فرماں برداری میں کل کے کل داخل ہو جاؤ"۔

لفظ انسان اسم جنس ہے اور الناس انس کی جمع ہے اس سے بھی مراد تمام انسانیت ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ کی رسالت کو کل انسانیت کے لئے بیان کرنے کی خاطر ساتھ کافہ لگا کر تمام شک رفع کر دیا۔ اور اصل حقیقت کو خوب کھول کر بیان کر دیا ہے۔ سورۃ (اعراف (7) آیت 158 میں اس مضمون کو آپ ﷺ کو حکماً بیان کرنے کے لئے کہا گیا ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"قل یایھا الناس انی رسول اللہ علیکم جمیعاً"

"(اے نبی) کہو اے سب انسانو! یقیناً میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں"۔

سورت فرقان میں فرمایا" لیکون للعالمین نذیرا"

"تاکہ وہ (رسول ﷺ) اس کے ذریعہ کل اقوام کو ڈرانے والا ہو"۔

قرآن کی تفسیر محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمان اور کردار ہیں لہٰذا آپ ﷺ کا فرمان ہے۔

"مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں ...... پہلے نبی صرف اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا مجھے کل اقوام عالم کے انسانوں کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے"۔ (بخاری ومسلم)

اگر آپ کے کہنے کے مطابق محمد رسول اللہ ﷺ صرف اور صرف عرب کے لئے رسول مقرر ہوئے تھے تو پھر آپ ﷺ کبھی بھی غیر اقوام کو دین اسلام کی دعوت نہ دیتے جبکہ قرآن کریم میں بار بار اہل کتاب کو اسلام قبول کرنے اور قرآن اور محمد ﷺ پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے۔ اس بارے میں چند آیات قرآنی کے حوالے نوٹ کرلیں۔

البقرہ (2) 89-90-91۔ آل عمران (3) 31-32-70-99۔ النساء (4) 171۔ المائدہ (5) 15۔ الحجر 15 (19)۔ النساء (4) 47 - 56۔

اس کے ساتھ آپ نے فتح مکہ کے اور خیبر سے واپسی کے بعد ہرقل، قیصر روم، پرویز شاہ ایران، مقوقس، عزیز مصر، نجاشی شاہ حبش، شاہ بحرین وغیرہ کو اسلام کی بھرپور دعوت دی اور بعد میں صحابہؓ اکرام نے آپ ﷺ کی سیرت پر عمل کیا اور غیر عرب کے لوگوں کو مسلسل اسلام کی دعوت دیتے رہے اور آج بھی دنیا کے کونے کونے میں صحابہؓ اکرام کی قبریں موجود ہیں جو اس بات کی علامت اور ثبوت ہیں کہ انہوں نے اپنے رسول ﷺ کے حکم پر گھر بار چھوڑے اور اسلام کا عالمگیر پیغام اقوام عالم تک پہنچانے میں ذرا برابر سستی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کو انبیاء کا سلسلہ ختم کرنے والا قرار دے کر اس بات کا اعلان کر دیا کہ اب تمام نسل انسانی کو محمد رسول اللہ ﷺ کو ہی اپنا رسول اور رہبر ماننا ہوگا۔

"ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبین و کان اللہ بکل شئی علیما" (الاحزاب (33)(40)

"(لوگو) محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور انبیاء کے سلسلے کو ختم کرنے والے ہیں اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے"۔

جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے محمد ﷺ پر سلسلہ انبیاء ہی ختم کر دیا گیا تو پھر ماننا پڑے گا کہ اب ہر قوم کے لئے ضروری ہے کہ محمد ﷺ کو اپنا رسول مانے ورنہ وہ کسی طرح بھی دنیا اور آخرت میں فلاح نہ پا سکے گی۔

آپ نے قرآن کریم کے بارے میں بھی یہی تاثر دیا ہے کہ قرآن مجید کا عربی میں نازل ہونا اسی مقصد کی ترجمانی کرتا ہے کہ وہ صرف عربوں کی ہدایت کے لئے نازل ہوا تھا۔

راقم کے نزدیک جب قرآن کریم اور فرمان رسول ﷺ اور صحابہ کرام کے کردار سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ محمد رسول ﷺ کی رسالت کل عالم کے انسانوں کے لئے ہے اور آپ ﷺ کی رسالت تا قیامت جاری رہنی ہے تو پھر قرآن مجید کا کل عالم کے انسانوں کے لئے باعث ہدایت ہونا خود بخود ثابت ہو جاتا ہے جبکہ قرآن کریم میں کئی مقامات پر قرآن کو "ذکر للعالمین" تمام اقوام عالم کے لئے نصیحت قرار دیا گیا ہے دیکھیں۔

یوسف (12) 104 ص (38) 87
القلم (68) 51۔ انعام (6) 90۔

قرآن کریم یقیناً عربی زبان میں نازل ہوا اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول عربی تھا اور قرآن کے اول مخاطب عرب تھے۔ کیا سب انبیاء جو اپنے اپنے علاقوں اور اپنی اپنی قوموں میں مبعوث ہوئے سب اپنی قوم کی بولی نہ بولتے تھے اور ان پر وحی ان کی مادری زبان میں نازل نہ ہوتی تھی؟ (ابراہیم (14)(5)

کرنتھیوں اول میں غیر زبان میں نبوت کرنے کی خوب مخالفت ہوئی ہے آپ اس کا باب 14 آیت 5 تا 19 ضرور پڑھیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس لئے بھی بار بار قرآن کا عربی زبان میں نازل ہونے کا ذکر فرمایا ہے تاکہ اس کے نزول کی اصل زبان کا لوگوں کو علم ہو جائے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آج عیسائیوں کے پاس سوائے ظن کے اس بات کا ثبوت ہی نہیں کہ یسوع مسیح کون سی زبان بولتے تھے اور اناجیل لکھنے والوں کی اصل زبان کون سی تھی؟

محمد رسول اللہ ﷺ نے جو سفیر غیر اقوام کو دعوت اسلام کی غرض سے بھیجے تھے وہ ایسے افراد تھے جو ان اقوام کی زبان میں گفتگو کر سکتے تھے جبکہ آپ ﷺ نے کئی صحابہؓ کو

www.naqshbandiaowaisiah.com

دوسری زبانیں سیکھنے کا حکم دیا جس کا مقصد دیگر زبانیں بولنے والوں کو بھی اسلام کا پیغام ان کو ان کی زبان میں دینا تھا۔ لہٰذا آج قرآن کریم کا ترجمہ ہی غیر عربوں کے لئے ہدایت کا باعث بن رہا ہے اور ایسا کرنا عین قرآن مجید اور فرمان رسول اللہ ﷺ کا اول مقصد ہے تاکہ سب انسان قرآن کے پیغام کو اپنی اپنی زبان میں جان لیں۔

آپ نے قرآن کریم کے طریقہ و ترتیب دعوت کو جاننے میں غلطی کی ہے جس کی وجہ سے آپ نے یہ نتائج اخذ کئے کہ قرآن صرف عربوں کے لئے نازل ہوا ہے۔ قرآن کو نازل کرنے والا اللہ ہے جو کل کائنات کا خالق ہے لہٰذا وہ خوب جانتا ہے کہ انسان پر کون سی ذمہ داری کس طریقہ سے عائد کرنی ہے۔ اگر آپ قرآن مجید کی آیات کو شان نزول کے حوالوں کے ساتھ پڑھیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ داعی کو پہلا حکم یہ ہوتا ہے کہ خود کو وحی کے تابع کرو پھر گھر والوں کو دعوت دو پھر اہل علاقہ کو دعوت دو پھر آس پاس کی بستیوں کو پیغام پہنچاؤ اور پھر کل اقوام کو اللہ کے دین کی دعوت دو یعنی جیسے جیسے وسائل دستیاب ہوتے جائیں گے دعوت کا دائرہ کار ویسے ویسے وسیع ہوتا چلا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی اس حکمت کو مدنظر رکھ کر ہی آپ دعوت اور دیگر معاملات کے بارے میں آیات قرآنی کے اصل مقصد کو جان سکتے ہیں۔

لہٰذا آپ کا یہ دعویٰ قرآن کریم، حدیث رسول ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے عملی کردار سے غلط ثابت ہو گیا کہ محمد ﷺ صرف اور صرف عربوں کے لئے رسول بنا کر بھیجے گئے تھے۔ آپ سے گزارش ہے کہ خلاف حق باتیں کرنا چھوڑ دیں اس طرح کرنے سے آپ کو کچھ فائدہ نہیں ہوگا بلکہ آپ سراسر نقصان میں رہیں گے۔

☆ آداب معاشرت ☆

تعاون

دنیا میں کوئی شخص بھی ہر ایک کام اکیلا نہیں کر سکتا۔ اسے دوسروں کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک دوسرے کی مدد کرنے کو تعاون کہتے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ہم ہر ایک کام میں دوسروں کی مدد کریں؟

ایک ظالم، کسی غریب آدمی کو ناحق پیٹ رہا ہے۔ کیا ہم اس پیٹنے والے ظالم کی مدد کریں یا مظلوم کی مدد کریں؟ ظاہر ہے کہ ہمیں مظلوم کی مدد کرنی چاہئے۔ قرآن کریم نے باہمی تعاون کے لئے ایک اصول بیان کر دیا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ **وتعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان (5/2)**

"بر اور تقویٰ کے معاملات میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ لیکن اثم اور عدوان کی باتوں میں مدد نہ کرو"۔

بر کے معنی ہیں وسعت، کشادگی۔ یعنی ایسے کام جن سے فراخی اور کشادگی ہو۔ جن سے زیادہ سے زیادہ انسانوں کا فائدہ ہو۔

تقویٰ کہتے ہیں خدا کے بتائے ہوئے احکام اور قوانین کی پوری پوری نگہداشت کرنا۔ ان کے مطابق زندگی بسر کرنا۔

لہٰذا مندرجہ بالا آیت کے پہلے حصہ کا مطلب یہ ہوا کہ جو لوگ خدا کے قانون کے مطابق ایسے کام کریں جن میں زیادہ سے زیادہ انسانوں کا فائدہ ہو تو ایسے کاموں میں ان کی مدد کرو۔

اثم کہتے ہیں اونٹ کے تھک کر قطار سے پیچھے رہ جانے کو۔ اس لئے ہر وہ کام جس سے انسانی ترقی کی رفتار سست پڑ جائے اثم ہے۔

عدوان کہتے ہیں سرکشی کو۔ یعنی خدا کے قانون کی مخالفت کرنا، اس سے سرکشی برتنا۔

لہٰذا مندرجہ بالا آیت کے دوسرے حصہ کا مفہوم یہ ہوا کہ جو لوگ خدا کے احکام سے سرکشی اختیار کریں اور ایسے کام کریں جن سے انسانی ترقی سست پڑ جائے، ان کی مدد نہیں کرنی چاہئے۔

مطلب یہ ہوا کہ جن کاموں کو قرآن شریف نے اچھا قرار دیا ہے ان میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور جن کاموں کو اس نے برا کہا ہے ان میں کسی کی مدد نہ کرو۔

☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

تنظیم الاخوان

کے

امیر محمد اکرم اعوان

کے

بیانات

اخبارات کی روشنی میں

21 جون تا 15 جولائی 2001ء

روزنامہ انصاف لاہور
چیف ایڈیٹر: جنید سلیم

روزنامہ انصاف 25 جون 2001ء

تنظیم الاخوان کی تنظیم نو' چاروں صوبوں میں امیر نامزد کر دیئے گئے' مظفر خان پنجاب کے امیر مقرر

56 اسلامی ریاستوں میں کافرانہ نظام چل رہا ہے' اکرم اعوان

حضرت عمرؓ کے زمانے میں تہائی دنیا پر اسلامی ریاست قائم تھی' جو جہاد کا بہت بڑا واقعہ ہے' امیر تنظیم

مریدکے (نمائندہ خصوصی) تنظیم الاخوان کے مرکزی امیر مولانا محمد اکرم اعوان نے ملک بھر میں الاخوان کی تنظیم نو کے سلسلے میں چاروں صوبوں کے امیر نامزد کر دیئے ہیں جن کے مطابق پنجاب کے امیر مظفر خان صوبہ سندھ کے امیر حاجی احمد خان' قبائلی علاقہ جات اور صوبہ سرحد کے اسحاق کو نامزد کیا گیا ہے امیر مولانا محمد اکرم اعوان نے دارالعرفان منارہ میں گزشتہ روز دو روزہ تربیتی پروگرام کے دوران کارکنوں کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر دین کی اساس ہے اور عبادت کا حاصل قرب الٰہی کا حصول ہے انہوں نے کہا کہ اگر عبادت برائی اور بے حیائی سے نہیں روکتی تو سمجھ لینا چاہئے کہ انسان کی عبادت نبی رحمت ﷺ کی سنت کے مطابق نہیں ہوئی انہوں نے کہا کہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں دنیا پر اسلامی ریاست قائم کر دی گئی تھی یہ جہاد کی تاریخ کا بہت بڑا واقعہ ہے کہ اس میں مسلمانوں نے کسی جلسہ یا جلوس سے کام نہیں لیا بلکہ جو علاقے بھی فتح ہو جاتے وہاں کے لوگ بھی مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ مل کر اگلے علاقوں میں جہاد کے لئے پیش پیش ہوتے انہوں نے کہا کہ آج دنیا میں 56 اسلامی ریاستیں قائم ہیں جہاں صحابہ کرام کے زمانے سے آج تک اسلامی حکومتیں قائم ہیں لیکن پاکستان میں اکثریت آبادی مسلمانوں کی ہے لیکن نظام ابھی تک کافرانہ چل رہا ہے۔

DAILY KHABRAIN
روزنامہ خبریں لاہور
چیف ایڈیٹر ضیا شاہد

روزنامہ خبریں 27 جون 2001ء

سودی نظام کیخلاف دینی جماعتوں کا مظاہرہ' یوبی ایل کے بائیکاٹ کا اعلان

اسلام آباد میں جماعت اہلسنت کے زیر اہتمام لال مسجد سے جلوس نکالا گیا' سود کے خلاف تقریریں

اسلام آباد (جنرل رپورٹر' کرائمز رپورٹر) دینی جماعتوں نے حکومت کو سودی نظام کے خاتمے کے لئے ملنے والی ایک سال کی مہلت واپس لینے کا مطالبہ کرتے ہوئے یونائیٹڈ بینک کا بائیکاٹ کرنے کا اعلان کیا ہے۔ یو بی ایل کی اپیل پر سپریم کورٹ کی طرف سے سود کے خاتمے کے لئے حکومت کو ایک سال کی مہلت ملنے کے خلاف منگل کو اسلام آباد میں دینی جماعتوں نے مشترکہ طور پر زبردست احتجاجی مظاہرہ کیا۔ مظاہرے کا اہتمام جماعت اہلسنت و الجماعت نے کیا تھا جبکہ تنظیم اہلسنت' سپاہ صحابہؓ' جمعیت اہلحدیث' جماعت اسلامی' جمعیت علماء پاکستان' تنظیم اسلامی' تنظیم الاخوان سمیت کئی دینی جماعتوں کے رہنماؤں اور کارکنان نے شرکت کی۔ مظاہرین نے ساڑھے پانچ بجے لال مسجد سے آبپارہ کی طرف مارچ کرنے کی کوشش کی۔ اے سی سٹی ملک طارق نے قائدین کی منت سماجت کر کے انہیں آبپارہ جانے سے روک دیا چنانچہ اتوار بازار کے سامنے احتجاجی جلسہ منعقد کیا گیا۔ مظاہرین نے احتجاجی بینر اٹھا رکھے تھے۔ مقررین نے کہا کہ یو بی ایل نے حکومت کے ایماء پر سپریم کورٹ میں اپیل کی۔ علماء کرام نے تمام مسلمانوں بالخصوص دینی جماعتوں کے کارکنان سے اپیل کی کہ وہ بدھ کی شام سے پہلے پہلے یو بی ایل سے اپنے اکاؤنٹ ختم کر دیں۔ مظاہرے سے مولانا عبدالعزیز' میاں اسلم' مولانا نذیر فاروقی' قاری عبید احمد صدیقی' شمس الحق' مولانا تاج محمد اور مولانا شکیل احمد نے خطاب کیا۔ دریں اثناء پولیس نے دینی جماعتوں کے قائدین سمیت درجنوں افراد کے خلاف پرچہ دیتے ہوئے 13 افراد کو گرفتار کر لیا ہے۔ پولیس کے مطابق مظاہرین نے انتظامیہ سے جلوس نکالنے کی اجازت نہیں لی تھی۔ پولیس نے حبیب الرحمٰن' عبداللہ' حسین احمد' عبدالماجد' نصیر الدین' عبدالحلیم' عبدالوحید' محمد الیاس' عمر عباس' یاسین' بدر الزمان اور نظام الرحمٰن کو گرفتار کر لیا۔ جلوس سے واپسی پر ایک مدرسہ کے طلباء نے چائنا چوک کے قریب تین گاڑیوں کے شیشے توڑ ڈالے۔ جھگڑے پر ویگن ڈرائیور نے ٹریفک بلاک کر دی اور پولیس نے پتھراؤ کرنے والے 10 طلباء کو گرفتار کر لیا ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

Daily YARN Faisalabad
چیف ایڈیٹر محمد اسلم
فیصل آباد
ڈیلی یارن
Ph & Fax: 668819

ڈیلی یارن 29 جون 2001ء

نفاذ اسلام پاکستان کا مقدر ہے

کارکن فیصلہ کن جدوجہد کے لئے تیار رہیں' اکرم اعوان

عالمی اداروں کی پالیسیوں پر عملدرآمد سے ملک ترقی نہیں کر سکتا' حکمران اسلامی نظام کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی نہ کریں

موت کی بیعت کرنے والے گھروں سے نکلے تو شریعت یا شہادت کی منزل حاصل کرنے تک واپس نہیں جائیں گے' امیر الاخوان

سودی معیشت برقرار رکھ کر حکمرانوں نے یہ ثابت کر دیا کہ وہ امریکی ایجنڈا پر عمل پیرا ہیں' نفاذ شریعت کے لئے تم[illegible] جماعتیں ایک پلیٹ فارم پر متحد ہو جائیں' چیف ایڈیٹر ڈیلی یارن سے گفتگو

فیصل آباد (وقائع نگار) حکمران دنیا و آخرت میں سربلندی چاہتے ہیں تو ملک میں فوراً نفاذ اسلام کا اعلان کر دیں ورنہ یاد رکھیں کہ نفاذ اسلام پاکستان کا مقدر بن چکا ہے اور انہوں نے اس سلسلہ میں غفلت کی تو قدرت کسی دوسرے سے یہ کام لے گی۔ ان خیالات کا اظہار تنظیم الاخوان کے امیر مولانا محمد اکرم اعوان نے چیف ایڈیٹر ڈیلی یارن سے فون پر گفتگو کے دوران کیا۔ انہوں نے [illegible] اعوان نے کارکنوں و ملک میں نفاذ اسلام کی فیصلہ کن جدوجہد کے لئے ہمہ وقت تیار رہنا چاہئے ہماری منزل شریعت یا شہادت ہے موت کی بیعت کرنے والے گھروں سے نکلیں گے تو نفاذ اسلام تک واپس نہیں جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ سودی معیشت کے حوالہ سے حکومتی کردار نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ صاحبان اقتدار عالمی مالیاتی اداروں کے ایجنڈے پر عمل پیرا ہیں۔ امریکہ' آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کی پالیسیوں پر عملدرآمد سے ملک کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔ حکمران پاکستان اور اسلام سے مخلص ہیں تو انہیں فوری طور پر ملک میں اسلام نظام نافذ کر دینا چاہئے انہوں نے کہا کہ تنظیم الاخوان چاہتی ہے کہ ملک میں نفاذ اسلام کی خواہش مند تمام جماعتیں ایک پلیٹ فارم پر متحد ہو جائیں تاکہ اس حوالہ سے زیادہ موثر جدوجہد کی جا سکے۔ انہوں نے بتایا کہ ملک کی موثر دینی جماعتوں سے رابطہ کیا جا رہا ہے جس کے مثبت نتائج جلد سامنے آئیں گے۔

DAILY
NAWA-I-WAQT
LAHORE
روزنامہ
نوائے وقت
لاہور
[illegible]

روزنامہ نوائے وقت [illegible] 200[illegible]ء

بھارت سے مذاکرات صدر مشرف کی فہم و فراست کا امتحان ہے

کشمیر کے امن کے لئے آبرومندانہ فارمولا تلاش کرنا ان کے لئے [illegible]

لاہور (پ ر) تنظیم الاخوان کے امیر محمد اکرم اعوان نے کہا ہے کہ صدر جنرل پرویز مشرف کشمیری شہداء کی قربانیوں کے امین بن کر بھارت جائیں' پروٹوکول' استقبال اور خوشامد میں آنے کی بجائے کشمیر میں مسلمانوں کے بہتے ہوئے لہو کو پیش نظر رکھیں گے تو اللہ ان کو مذاکرات میں سرخرو کرے گا۔ جامع مسجد اویسیہ ٹاؤن شپ میں نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ جہادی تنظیموں کی جدوجہد اور مجاہدین کی قربانیوں نے میدان جہاد میں مسئلہ کشمیر کو زندہ رکھا۔ اب صدر جنرل پرویز مشرف کی فہم و فراست' شعور و فکر اور قوت فیصلہ کا امتحان ہے قوم دیکھنا چاہتی ہے کہ جرنیل صرف لڑنا ہی نہیں بلکہ بات کرنا بھی جانتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جنرل پرویز مشرف نے سیاسی لیڈروں' دینی عمائدین اور اپنے عسکری ساتھیوں سے بھی مشاورت کی ہے ان کی باتیں سنی ہیں میری بات بھی سن لیں کہ قرآن کہتا ہے کہ کافر مسلمان کا دوست نہیں ہو سکتا پاکستان کے صدر اور سپہ سالار کفار ہند کے مقابل بڑا احساس معاملہ لے کر جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ افسوسناک پہلو یہ بھی ہے کہ 56 اسلامی ممالک بھی کشمیر کے بارے اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عمل نہیں کرا سکے نہ کشمیریوں پر ہونے والے بھارتی مظالم کو روک سکے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم اپنے ملک میں اپنی عبادت گاہوں تک میں امن فراہم نہیں کر سکے یہ بہت بڑا معرکہ ہو گا کہ ہم کشمیر کے امن کے لئے ایسا آبرومندانہ فارمولا پیش کر سکیں جو انہیں بھی قابل قبول ہو۔ انہوں نے کہا کہ جنرل صاحب یہ بات یاد رکھیں کہ وہ پاکستان اور کشمیر کے لاکھوں شہیدوں کے وارث بن کر اللہ کے بھروسے پر واجپائی سے مذاکرات کریں اور تاریخ کا یہ سبق بھی سامنے رکھیں

☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

DAILY KHABRAIN
روزنامہ خبریں لاہور
چیف ایڈیٹر ضیا شاہد

روزنامہ خبریں 7 جولائی 2001ء

جنرل مشرف مذاکرات میں ثابت کر دیں کہ وہ لڑنا ہی نہیں بات کرنا بھی جانتے ہیں' مولانا اکرم اعوان

لاہور (پ ر) تنظیم الاخوان اور مجلس اکابرین ملت پاکستان کے امیر محمد اکرم اعوان نے کہا ہے کہ صدر جنرل پرویز مشرف کشمیری شہداء کی قربانیوں کے امین بن کر بھارت جائیں۔ پروٹوکول' استقبال اور خوشامد میں آنے کی بجائے کشمیر میں مسلمانوں کے بہتے ہوئے لہو کو پیش نظر رکھیں گے تو اللہ ان کو مذاکرات میں سرخرو کرے گا۔ جامع مسجد اویسیہ ٹاؤن میں نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ جہادی تنظیموں کی جدوجہد اور مجاہدین کی قربانیوں نے میدان جہاد میں مسئلہ کشمیر کو زندہ رکھا۔ اب صدر جنرل پرویز مشرف کی فہم وفراست' شعور وفکر اور قوت فیصلہ کا امتحان ہے۔

روزنامہ دن لاہور
Daily DIN Lahore

روزنامہ دن 7 جولائی 2001ء

کشمیر کیلئے قابل قبول آبرومندانہ فارمولا معرکہ ہوگا' اکرم اعوان

جنرل مشرف کشمیری شہداء کی قربانیوں کے امین بن کر بھارت جائیں' اللہ مذاکرات میں سرخرو کریگا

لاہور (پ ر) تنظیم الاخوان اور مجلس اکابرین ملت پاکستان کے امیر محمد اکرم اعوان نے کہا ہے کہ صدر جنرل پرویز مشرف کشمیری شہداء کی قربانیوں کے امین بن کر بھارت جائیں۔ پروٹوکول' استقبال اور خوشامد میں آنے کی بجائے کشمیر میں مسلمانوں کے بہتے ہوئے لہو کو پیش نظر رکھیں گے تو اللہ ان کو مذاکرات میں سرخرو کرے گا۔ انہوں نے کہا کہ افسوسناک پہلو یہ ہے کہ 56 اسلامی ممالک بھی کشمیر بارے اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عمل نہیں کرا سکے نہ کشمیریوں پر ہونیوالے بھارتی مظالم کو روک سکے ہیں۔ انہوں نے کہا یہ بہت بڑا معرکہ ہوگا کہ ہم کشمیر کے امن کیلئے ایسا آبرومندانہ فارمولا تلاش کر سکیں جو انہیں بھی قابل قبول ہو۔

روزنامہ جنگ لاہور
THE DAILY JANG

روزنامہ جنگ 7 جولائی 2001ء

پرویز مشرف کشمیری شہداء کی قربانیوں کے امین بن کر بھارت جائیں' اکرم اعوان

صدر مذاکرات میں مسلمانوں کے بہتے ہوئے لہو کو پیش نظر رکھیں گے تو سرخرو ہوں گے

☆☆☆☆☆☆

لاہور (پ ر) تنظیم الاخوان اور مجلس اکابرین ملت کے امیر محمد اکرم اعوان نے کہا ہے کہ صدر جنرل پرویز مشرف کشمیری شہداء کی قربانیوں کے امین بن کر بھارت جائیں۔ پروٹوکول' استقبال اور خوشامد میں آنے کی بجائے کشمیر میں مسلمانوں کے بہتے ہوئے لہو کو پیش نظر رکھیں تو اللہ ان کو مذاکرات میں سرخرو کرے گا۔ وہ جامع مسجد اویسیہ ٹاؤن شپ میں نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ امیر محمد اکرم اعوان نے کہا کہ جہادی تنظیموں کی جدوجہد اور مجاہدین کی قربانیوں نے میدان جہاد میں مسئلہ کشمیر کو زندہ رکھا' اب صدر جنرل پرویز مشرف کی فہم وفراست' شعور وفکر اور قوت فیصلہ کا امتحان ہے' قوم دیکھنا چاہتی ہے کہ جرنیل صرف لڑنا ہی نہیں بلکہ بات کرنا بھی جانتا ہے۔ امیر محمد اکرم اعوان نے کہا کہ ہم اپنے ملک میں اپنی عبادت گاہوں تک میں امن فراہم نہیں کر سکے' یہ بہت بڑا معرکہ ہوگا کہ ہم کشمیر کے امن کے لئے ایسا آبرومندانہ فارمولا تلاش کر سکیں جو انہیں بھی قابل قبول ہو۔ انہوں نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ کشمیر میں آزادانہ رائے شماری کے علاوہ بھی کوئی اور فارمولا ہے لیکن جنرل صاحب پاکستان اور کشمیر کے لاکھوں شہیدوں کے وارث بن کر اللہ کے بھروسے پر واجپائی سے مذاکرات کریں۔ محمد اکرم اعوان نے کہا کہ علمائے کرام' سیاستدان اور حکمران اس ملک پر رحم کریں اور ملک وملت کے مفاد اور اسلام کی سربلندی کے لئے اتحاد امت کی فضا کو اجاگر کریں۔

☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

روزنامہ اساس 7 جولائی 2001ء

روزنامہ اساس
مدیر: شیخ افتخار عادل

ایسٹ تیمور چند روز میں آزاد' کشمیر 53 سال بعد بھی محکوم' اکرم اعوان

نہرو کا اقرار نامہ ذہن میں رکھو کہ شہداء کی قربانیوں کے امین بن کر بھارت جائیں

علمائے کرام اور سیاستدان اس ملک پر رحم کریں' جامعہ اویسیہ ٹاؤن شپ میں خطاب

لاہور (پ ر) تنظیم الاخوان اور مجلس اکابرین ملت پاکستان کے امیر محمد اکرم اعوان نے کہا ہے کہ صدر جنرل پرویز مشرف کشمیری شہدا کی قربانیوں کے امین بن کر بھارت جائیں' جامع مسجد اویسیہ ٹاؤن شپ میں نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے امیر محمد اکرم اعوان نے کہا کہ جہادی تنظیموں کی جدوجہد اور مجاہدین کی قربانیوں نے میدان جہاد میں مسئلہ کشمیر کو زندہ رکھا اب صدر جنرل پرویز مشرف کی فہم و فراست شعور و فکر اور قوت فیصلہ کا امتحان ہے قوم دیکھنا چاہتی ہے کہ جرنیل صرف لڑنا ہی نہیں بلکہ بات کرنا بھی جانتا ہے انہوں نے کہا کہ مسئلہ کشمیر پر اقوام متحدہ کا وعدہ بھی موجود ہے بھارتی وزیراعظم نہرو کا اقرار نامہ بھی موجود ہے کہ کشمیریوں کو حق رائے دہی کے ذریعے پاکستان یا بھارت سے الحاق کا حق دیا جائے گا یہ کیسی عجیب بات ہے کہ انڈونیشیا کی ریاست ایسٹ تیمور میں چند روز فسادات ہوئے تو اقوام متحدہ نے الگ عیسائی ریاست بنا دی لیکن کشمیر میں 53 سال سے مسلمانوں کو ہندو ظلم و بربریت کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ امیر محمد اکرم اعوان نے کہا کہ علمائے کرام سیاستدان اور حکمران اس ملک پر رحم کریں اور ملک و ملت کے مفاد اور اسلام کی سربلندی کے لئے اتحاد امت کی فضا کو عام کریں۔

روزنامہ انصاف لاہور
چیف ایڈیٹر: جنید سلیم

روزنامہ انصاف 7 جولائی 2001ء

مشرف کشمیری شہداء کی قربانیوں کے امین بن کر بھارت جائیں' اکرم اعوان

مشرقی تیمور میں چند روز فسادات ہوئے تو الگ عیسائی ریاست بنا دی' کشمیر میں بربریت پر اقوام متحدہ ٹس سے مس نہیں ہوئی

لاہور (جنرل رپورٹر) تنظیم الاخوان اور مجلس اکابرین ملت پاکستان کے امیر محمد اکرم اعوان نے کہا ہے کہ صدر جنرل پرویز مشرف کشمیری شہداء کی قربانیوں کے امین بن کر بھارت جائیں۔ اور خوشامد میں آنے کی بجائے کشمیر میں مسلمانوں کے بہتے ہوئے لہو کو پیش نظر رکھیں۔ جامع مسجد اویسیہ ٹاؤن شپ میں نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے اکرم اعوان نے کہا کہ انڈونیشیا کی ریاست ایسٹ تیمور میں چند روز فسادات ہوئے تو اقوام متحدہ نے الگ عیسائی ریاست بنا دی۔ لیکن کشمیر میں 53 سال سے مسلمانوں کو ہندو ظلم و بربریت کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ لیکن اقوام متحدہ ٹس سے مس نہیں ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ افسوسناک پہلو یہ بھی ہے کہ 56 اسلامی ممالک بھی کشمیر بارے اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عمل نہیں کرا سکے نہ کشمیریوں پر ہونے والے بھارتی مظالم کو روک سکے ہیں۔ امیر محمد اکرم اعوان نے کہا کہ ہم اپنے ملک میں اپنی عبادت گاہوں تک میں امن فراہم نہیں کر سکے یہ بہت بڑا معرکہ ہوگا کہ ہم کشمیر کے امن کے لئے ایسا آبرومندانہ فارمولا تلاش کر سکیں جو انہیں بھی قابل قبول ہو۔ جنرل صاحب پاکستان اور کشمیر کے لاکھوں شہیدوں کے وارث بن کر اللہ کے بھروسے پر واجپائی سے مذاکرات کریں۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

ڈیلی یارن 8 جولائی 2001ء

Daily YARN Faisalabad
چیف ایڈیٹر محمد اسلم
ڈیلی یارن
فیصل آباد
Ph & Fax: 668819

کافر مسلمان کا دوست نہیں ہو سکتا

صدر مشرف کشمیری شہداء کی قربانیاں یاد رکھیں، اکرم اعوان

جہادی تنظیموں کی جدوجہد نے مسئلہ کشمیر زندہ رکھا، پاک بھارت مذاکرات جنرل پرویز مشرف کی قوت فیصلہ کا امتحان ہے، اکرم اعوان

مقبوضہ کشمیر میں مسلمان عورتوں اور بچوں پر ناقابل بیان ظلم ہو رہے ہیں، اقوام متحدہ کی امن کمیٹی اور انسانی حقوق کی دہائی دینے والی نام نہاد تنظیمیں بھی ظلم پر خاموش ہیں

کشمیر میں امن کیلئے آبرومندانہ فارمولا تلاش کرنا بہت بڑا معرکہ ہوگا، قوم جاننا چاہتی ہے کہ جنرل مشرف صرف لڑنا ہی جانتے ہیں یا بات کرنا بھی، امیر الاخوان کا لاہور میں خطاب

لاہور (نمائندہ خصوصی) تنظیم الاخوان اور مجلس اکابرین ملت پاکستان کے امیر محمد اکرم اعوان نے کہا ہے کہ صدر پرویز مشرف کشمیری شہداء کی قربانیوں کے امین بن کر بھارت جا رہے ہیں۔ پروٹوکول استقبال اور خوشامد میں آنے کی بجائے کشمیر میں مسلمانوں کے بہتے ہوئے لہو کو پیش نظر رکھیں گے تو انشاء اللہ مذاکرات میں سرخرو ہوں گے۔ جامع مسجد اویسیہ ٹاؤن شپ میں نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے امیر محمد اکرم اعوان نے کہا کہ جہادی تنظیموں کی جدوجہد اور مجاہدین کی قربانیوں نے میدان جہاد میں مسئلہ کشمیر کو زندہ رکھا۔ اب صدر جنرل پرویز مشرف کی فہم و فراست، شعور فکر اور قوت فیصلہ کا امتحان ہے۔ قوم سمجھنا چاہتی ہے کہ جرنیل صرف لڑنا ہی نہیں بلکہ بات کرنا بھی جانتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جنرل پرویز مشرف نے سیاسی لیڈروں، دینی [illegible] اور اپنے عسکری ساتھیوں سے بھی مشاورت کی ہے ان کو [illegible] میری بات بھی سن لیں کہ قرآن کہتا ہے کہ کافر مسلمان کا دوست نہیں ہو سکتا۔ پاکستان کے صدر اور سپہ سالار کفار ہند کے مقابل بڑا حساس معاملہ طے کرنے جا رہے ہیں جو 1947ء میں ہونے والی تقسیم ہند کا نامکمل ایجنڈا ہے جسے فرنگی استعمار نے اس لئے موخر کر دیا تھا کہ پاکستان اور بھارت میں آویزش اور تصادم جاری رہے۔ انہوں نے کہا کہ مسئلہ کشمیر پر اقوام متحدہ کا وعدہ بھی موجود ہے بھارتی وزیر اعظم نہرو کا اقرار نامہ بھی موجود ہے کہ کشمیریوں کو حق رائے دہی دے کر [illegible] پاکستان یا بھارت سے الحاق کا حق دیا جائے گا۔ یہ کیسی عجیب بات ہے کہ انڈونیشیا کی ریاست ایسٹ تیمور میں چند روز فسادات ہوئے تو اقوام متحدہ نے الگ عیسائی ریاست بنا دی۔ لیکن کشمیر میں 53 سال سے مسلمانوں کو ہندو ظلم و بربریت کا نشانہ بنا رہے ہیں مسلمان عورتوں بچوں پر ایسے مظالم ہو رہے ہیں کہ جن کو سنا جا سکتا ہے نہ بیان کیا جا سکتا ہے لیکن اقوام متحدہ ٹس سے مس نہیں ہوئی نہ ہی اقوام عالم کی امن کمیٹیوں نے کوئی نوٹس لیا ہے۔ یہاں تک کہ انسانی حقوق کی دہائی دینے والی اور مظلوموں کی ہمنوائی کا ڈھنڈورا پیٹنے والی "این جی اوز" نے بھی کشمیری مظلوموں کی خبر نہیں لی انہوں نے کہا کہ افسوسناک پہلو یہ بھی ہے کہ 56 اسلامی ممالک بھی کشمیر پر اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عمل نہیں کرا سکے نہ کشمیریوں پر ہونے والے بھارتی مظالم کو روک سکے ہیں۔ امیر محمد اکرم اعوان نے کہا کہ ہم اپنے ملک میں اپنی عبادت گاہوں تک میں امن فراہم نہیں کر سکے یہ بہت بڑا معرکہ ہوگا کہ ہم کشمیر کے امن کے لئے ایسا آبرومندانہ فارمولا تلاش کر سکیں جو انہیں بھی قابل قبول ہو۔ انہوں نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ کشمیر میں [illegible] کشمیر کے [illegible] شہیدوں کے وارث بن [illegible] مذاکرات [illegible] بھی سامنے رکھیں [illegible] سرفراز کر دیتے ہیں [illegible] امیر محمد اکرم اعوان نے کہا کہ علمائے کرام، سیاستدان اور عسکری [illegible] ملک پر رحم کریں اور ملک و ملت کے مفاد اور اسلام کی سربلندی کے لئے اتحاد امت کی فضا کو اجاگر کریں۔

ڈیلی یارن 9 جولائی 2001ء

Daily YARN Faisalabad
چیف ایڈیٹر محمد اسلم
ڈیلی یارن
فیصل آباد
Ph & Fax: 668819

اسلامی نظام ہی ہمارے مسائل کا حل ہے، اکرم اعوان

54 سال سے ملک تجربہ گاہ بنا ہوا ہے، انگریز کے فرسودہ نظام نے قوم کو بھوک، افلاس اور بے روزگاری کے علاوہ کچھ نہ دیا

عوام مہنگائی سے تنگ آ گئے، معاشی نظام تباہی کے دہانے پر پہنچ چکا ہے، معاشی خوشحالی کے لئے سودی نظام سے چھٹکارا ضروری ہے، امیر تنظیم الاخوان

لاہور (نمائندہ خصوصی) تنظیم الاخوان پاکستان کے امیر مولانا محمد اکرم اعوان نے کہا ہے کہ ہمارے تمام مسائل کا حل اسلامی نظام میں مضمر ہے جب تک ملک میں اسلامی نظام نافذ نہیں ہوتا لوگوں کے مسائل حل نہیں ہوں گے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے لاہور میں گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ 54 برسوں سے ملک تجربہ گاہ بنا ہوا ہے انگریز کے فرسودہ نظام نے قوم کو غربت، بھوک اور بے روزگاری کے سوا کچھ نہیں دیا۔ ایک عرصے سے غریب عوام کا استحصال ہو رہا ہے۔ ملکی وسائل پر ایک خاص طبقہ قابض ہے جو عیش و عشرت کی زندگی بسر کر رہا ہے دوسری جانب غریب دو وقت کی روٹی کو ترس رہا ہے۔ مولانا اکرم اعوان نے کہا کہ سودی نظام کی وجہ سے ملکی معیشت تباہی کے دہانے پر پہنچ چکی ہے جب تک سودی نظام کا خاتمہ نہیں ہوتا معاشی خوشحالی ممکن نہیں۔ انہوں نے کہا کہ اب قوم کو اسلامی نظام کے لئے جدوجہد تیز کرنا ہوگی۔

باتیں ان کی خوشبو خوشبو

O... لسانی ذکر حصول ثواب کے لئے ہوتے ہیں۔ تعمیر سیرت اور تزکیہ، قلب کا کام لسانی ذکر سے نہیں ہوتا۔ دیکھئے نا! آپ ہاتھ دھو لیں تو کیا اس سے منہ صاف ہو جائے گا۔ ہاں یہ اچھی بات ہے کہ زبان نیک کام میں مصروف رہی۔ مگر زندگی تب بدلتی ہے۔ جب دل بدلے اور دل بدلتا ہے ذکر قلبی سے۔ پس ذکر لسانی سے ثواب ضرور ہوتا ہے مگر تزکیہ باطن یا مقامات تصوف وسلوک تو صرف ذکر قلبی سے طے ہوتے ہیں!

O... علوم نبوت پر عمل نہ کرنے سے آدمی فاسق و فاجر ہو جاتا ہے مگر ان کا انکار کرنے سے کافر ہو جاتا ہے۔

O... تصوف اور تزکیہ باطن میں شیخ اور سالک کا تعلق بڑا نازک ہے۔ ظاہری علوم میں معاملہ اور قسم کا ہے۔ استاد سے نفرت اور اس کی مخالفت کے باوجود آدمی ظاہری علم حاصل کر سکتا ہے۔ مگر اس دل میں شیخ کامل میسر آ جائے تو اس کی مخالفت مانع فیض ہی نہیں بلکہ حرام ہے۔

O... مراقبہ احدیث کا مفہوم اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے مقابلے میں تمام عالم معدوم ہے۔

O... دنیا کی خاطر اگر کوئی کسی شیخ سے بیعت کرتا ہے تو اسے دنیا اور آخرت دونوں کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

O... اگر ایمان عزیز ہو اور اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا مقصود ہو تو معقولیت کا تقاضا یہی ہے کہ آدمی کسی معالج روحانی کو تلاش کرے کیونکہ روحانی طبیب کے بغیر صحت اور تزکیہ باطن اور تعلق مع اللہ پیدا ہونا محال ہے۔

O... صرف کتب و رسائل تصوف سے تزکیہ باطن نہیں ہو سکتا۔ اس دولت کا ملنا شیخ کامل کی صحبت اور القاء و انعکاس کے بغیر محال ہے۔

O... حقیقت ایمان اطمینان قلب کے بعد حاصل ہوتی ہے اور اطمینان قلب ذکر الٰہی سے پیدا ہوتا ہے۔ **الا بذکر اللہ تطمئن القلوب**

O... اللہ کی یاد سے غافل ہونا شیطان سے تعلقات استوار کرنا ہے اور اللہ سے تعلق توڑنا اور شیطان سے رشتہ جوڑنا ہے جو ذکر سے غافل ہوا حزب اللہ سے نکل گیا اور حزب الشیطان میں داخل ہو گیا۔

دعائے مغفرت

جانباز سندھو صاحب نے اطلاع دی ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ ضلع مظفر گڑھ کے امیر جماعت کے چھوٹے بھائی جو سلسلہ عالیہ کے بھی ساتھی تھے 6 جون کو اچانک وفات پا گئے ہیں (موصوف نے ان کا نام نہیں لکھا) قارئین سے ان کے لئے دعائے **مغفرت** کی درخواست ہے۔

☆☆☆☆☆☆

العروج انٹرنیشنل ٹوبہ ٹیک سنگھ سے نثار احمد صاحب نے اطلاع دی ہے کہ سلسلہ عالیہ کے ساتھی ملک ظفر اقبال ایڈووکیٹ کے ہم زلف قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔ قارئین سے ان کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

☆☆☆☆☆☆

غازی محمد افسر اویسی کی والدہ ماجدہ رضائے الٰہی سے وفات پا گئی ہیں۔ ساتھیوں سے ان کے لئے دعائے مغفرت کی **درخواست** ہے۔

☆☆☆☆☆☆

دارالعرفان، فیصل آباد سے حیدر صاحب نے اطلاع دی ہے کہ غلام محمد آباد کے ڈاکٹر نصیر احمد صاحب کے والد محترم قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔ ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

بے اولاد مغرب

شرح آبادی میں تنزل اور معاشی زوال

ایلزبتھ لیاگن

ترجمہ :- رئیس احمد مغل

سورج مشرق سے طلوع ہوتا ہے اور مغرب میں غروب ہو جاتا ہے۔ یہ ضرب المثل صدیوں سے مسافروں اور بھٹکے ہوؤں کو سمت کا بتا دیتی ہے لیکن آج یہ ضرب المثل امریکہ کے لئے مستقبل کے استعارے کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ اسوقت امریکی حکومت کا اولین مسئلہ نہ دہشت گردی کا خاتمہ ہے اور نہ ہی ٹیکسوں کی عدم وصولی یا عالمی تجارت میں خسارہ۔ پورے مغرب اور امریکہ کے اعصاب پر سوار، اولین مسئلہ پچھلی ایک صدی میں آبادی میں مسلسل کمی اور اب معیشت، دفاع اور عالمی تعلقات پر پڑنے والے اس کے نمایاں اثرات ہیں۔

واشنگٹن میں قائم ''مرکز برائے دفاعی و عالمی مطالعات'' (سی ایس آئی ایس) (Center for Strategic and International Studies) وسائل اور کارکردگی کے لحاظ سے ایک موقر تحقیقی ادارہ ہے۔ آبادی کے مسئلے سے نمٹنے کے لئے سی ایس آئی ایس نے ایک علیحدہ مستقل منصوبہ ''اقدام برائے عالمی عمر رسیدگی'' (جی اے آئی) (Global Aging Initiative) جاری کیا ہے۔ اس ادارے کی جاری کردہ ایک رپورٹ کے تعارفی کلمات میں درج ہے'' اگلے تین عشروں میں جاپان، مغربی یورپ اور امریکہ آبادی کے لحاظ سے تاریخ کی بے مثال تبدیلی سے گزریں گے، جس میں معمر افراد کی تعداد بڑھتی چلی جائے گی اور کام کرنے کے قابل افراد کی تعداد جوں کی توں رہے گی یا اکثر جگہوں پر گھٹتی چلی جائے گی''۔ رپورٹ میں اس صورت حال کے اثرات بہت ہی محتاط الفاظ میں بیان کئے گئے ہیں کہ '' آج کی تمام بڑی طاقتوں کو ساختیاتی تبدیلی، توسیعیت میں کمی اور معاشی ترقی میں سست روی کے خطرات لاحق ہیں'' اور یہ کہ'' یہ سب عناصر اہم دفاعی مضمرات کا باعث بنیں گے''۔

مغرب میں آبادی کی کمی کا مسئلہ کیا ہے اور اس کے کیا اثرات متوقع ہیں؟ اس کی تفصیل جاننے سے پہلے یہ وضاحت ضروری ہے کہ یہاں ''مغرب'' سے مراد دنیا کے نقشے پر موجود مغرب نہیں۔ مثال کے طور پر، امریکی ریاست ساؤتھ فلوریڈا سے صرف 90 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع کیوبا، اس مغرب میں شامل نہیں۔ یہی حال ہیٹی، جنوبی امریکہ کے تمام ممالک اور وسطی امریکہ کے ممالک کا ہے۔ اسی طرح نافٹا (Nafta) کے رکن ممالک بھی اگرچہ دنیا کے نقشے پر مغرب کا حصہ ہیں لیکن یہ ذکر اس ''مغرب'' کا نہیں۔ یہاں ''مغرب'' سے مراد وہ سیاسی اور عالمی اتحاد ہے جس میں شامل ہر ملک میں چند خصوصیات مشترک ہیں۔ جنی اتحاد میں شامل تمام ممالک ترقی یافتہ ہیں یا مابعد ترقی کے دور سے گزر رہے ہیں۔ یہ سب سرمایہ دار، سیکولر ریاستیں ہیں اور ان سب کی ایک بنیادی خصوصیت امریکہ کا حلیف ہونا ہے۔ یوں جاپان، جو نقشہ میں ایشیا کا حصہ ہے، اس تعریف کی رو سے ہر طرح اس ''مغرب'' میں شامل ہے۔

یہ ہے وہ مغرب جو آبادی کی کمی کے مسئلے کا شکار ہے، جب کہ دنیا کے دیگر حصوں مثلاً مشرق وسطیٰ، افریقہ کے اکثر ممالک اور جنوبی ایشیا کی آبادی کم از کم اگلے 20 سے 50 سال تک مسلسل بڑھتے رہنے کا امکان ہے۔

اس صورت حال پر مغرب کا ردعمل بجا طور پر گھبراہٹ اور پریشانی پر مشتمل ہے۔ 1993ء میں پیرے لیلاچے نے، جو اس وقت ژاک شیراک کے مشیر تھے، اپنے ایک بیان میں کہا: ''جنوبی ایشیا اور عرب ریاستیں اگلے 30 سال میں 4 ارب افراد پر مشتمل ہوں گی، جب کہ مغرب میں آبادی کی کمی کے تمام تر دباؤ کے علاوہ 50 لاکھ معمر افراد کا بوجھ بھی سر پہ ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

یوں دیکھا جائے تو سورج واقعی مغرب میں غروب ہو رہا ہے اور مشرق سے طلوع ہونے والا ہے۔ امریکی صدر جارج بش کا اعلان کردہ نیو ورلڈ آرڈر یوں محسوس ہوتا ہے گویا اپنے بچپن ہی میں موت کا شکار ہو چکا ہے۔ اب اس کی جگہ وہ نیا نظام لے رہا ہے جس میں نئی توانا اقوام' جن کی آبادی کا اکثر حصہ نوجوانوں پر مشتمل ہے' آئندہ اپنے مفادات کے پیش نظر نئے اتحاد بنائیں گی' جس سے مغرب کے سوا پوری دنیا کو فائدہ ہوگا۔

''جاپان میگزین'' میں حال ہی میں ایک مقالہ شائع ہوا ہے۔ اس میں جاپان کی معیشت پر آبادی کی کمی کے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مقالے میں کہا گیا ہے کہ چڑھتے سورج کی سرزمین جاپان کے تمام تجارتی مفادات اور تعلقات مغرب سے وابستہ ہیں۔ اس لئے مستقبل میں' مشرق کی ترقی کی صورت میں' جاپان اس میں حصہ دار نہ بن پائے گا۔ اس مقالے میں جس کا عنوان ''لرزتے سورج کی سرزمین: گھٹتی ہوئی آبادی والے جاپان میں تجارت'' ہے لکھا ہے: ''جاپان جہاں 2001ء سے انسانی وسائل (کارکنوں) اور 2007ء سے آبادی میں مسلسل کمی آنا شروع ہوگی' معیشت کو موجودہ رفتار سے آگے بڑھانے کی تمام پالیسیاں ناکام ثابت ہوں گی۔ یہ صورت حال کس حد تک جائے گی اس کا درست اندازہ' حقیقت تو یہ ہے کہ کوئی نہیں لگا سکتا۔ لیکن کئی پیشانیاں ابھی سے عرق آلود دیکھی جا سکتی ہیں''۔

آبادی کے مسئلے سے نمٹنے کے لئے صرف جاپان ہی پسینہ نہیں بہا رہا۔ اقوام متحدہ کا شعبہ آبادی' جو درحقیقت امریکہ اور برطانیہ کے اصرار پر اس لئے قائم کیا گیا کہ ''محکوم'' اقوام کی بڑھتی ہوئی آبادی اور اس کے سیاسی مضمرات پر نظر رکھی جا سکے' اس کوشش میں جاپان کا شریک ہے۔ 1990ء کے پورے عشرے میں اس ادارے کی توجہ کا مرکز و محور ایک ہی موضوع رہا: مغرب میں گھٹتی ہوئی آبادی اور اس کے عالمی معیشت پر پڑنے والے اثرات۔

مغرب کے قائدین اس وقت مغرب کی آبادی میں اضافہ اور ترقی پذیر ممالک میں اس کی کمی کے لئے کسی بھی حد تک جانے کو تیار ہیں۔

اس مسئلے کا ایک انتہائی توجہ طلب پہلو اس موضوع پر مغرب کی سنجیدگی اور توجہ ہے۔ اس مسئلے کے حل کے لئے حکومتیں' تحقیقی ادارے' درجنوں تھنک ٹینک اور مالی ادارے سر جوڑے بیٹھے ہیں۔ ''نیویارک ٹائمز'' کی ایک رپورٹ میں فرانس کے قومی مرکز برائے مطالعہ آبادی کے سربراہ ژاں کلاڈ چیسفائر کا بیان قابل توجہ ہے کہ ''پہلے کوئی حکومت نہ اس قدر خوف زدہ تھی اور نہ ہی اس قدر عوامی سطح پر اس مسئلے کے اثرات کو زیر بحث لایا گیا''۔ اس انٹرویو میں آگے چل کر وہ کہتے ہیں ''دنیا بچوں کے بغیر قائم ہی نہیں رہ سکتی''۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہ ''چین' بنگلہ دیش اور افریقہ کے اکثر ممالک میں یہاں آبادی کم کرنے کا عمل ہر لحاظ سے ناکام ثابت ہوا ہے''۔ اکثر افراد کی کوشش ہوتی ہے کہ اس مسئلے پر نسلی تعصب ظاہر نہ ہونے پائے' تاہم یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ مغرب کے قائدین اس وقت مغرب کی آبادی میں اضافہ اور ترقی پذیر ممالک میں اس کی کمی کے لئے کسی بھی حد تک جانے کو تیار ہیں۔

''ایک منصوبہ'': اقدام برائے عالمی عمر رسیدگی (جی اے آئی) کا ذکر ابتدائی سطور میں گزر چکا ہے۔ صرف یہی ایک منصوبہ مغرب کی سنجیدگی اور پریشانی ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے۔ یہ سی ایس آئی ایس کا دو سالہ منصوبہ ہے جس کا مقصد یہ طے کیا گیا ہے کہ مغرب میں آبادی کی قلت کی وجوہات معلوم کی جائیں اور اسکے ممکنہ حل تجویز کئے جائیں۔ اس کی سربراہی سابق نائب صدر امریکہ والٹر وان ڈیل' جاپان کے سابق وزیراعظم ہاشی موتو اور جرمنی کے بنڈس بنک کے سابق صدر اوٹو پوہیل کر رہے ہیں۔ اس کمیشن میں امریکی حکومت کے کئی سابق قانون ساز' دنیا کے مختلف ممالک کے ماہرین' عالمی مالیاتی اداروں کے سربراہ اور درجنوں فلاحی ادارے شامل ہیں۔ اس ادارے کے تحت منعقد ہونے والے پروگراموں اور سیمیناروں میں فرانس کا ادارہ او ای سی ڈی' ورلڈ بنک' آئی ایم ایف اور اسی درجے کے دیگر عالمی

www.naqshbandiaowaisiah.com

اداروں کے نمائندے شریک رہے ہیں۔ اس منصوبے کا باقاعدہ آغاز اپریل 1999ء میں کیا گیا۔ پالیسی کانفرنس کا اجلاس پچھلے سال جنوری میں ہوا۔ ستمبر میں مزید اظہار خیال کیا گیا۔ اب بنیادی سمت کانفرنس 2001ء کے ابتداء میں زیورخ اور واشنگٹن میں ہوئی جس میں مغربی ممالک کے نمائندہ ماہرین نے شرکت کی جو بعد میں امریکی قانون ساز نمائندوں کو قانون سازی کے حوالے سے مشاورت مہیا کریں گے۔ اب ایک اہم اجلاس اگست 2001ء میں ٹوکیو میں منعقد ہونا ہے۔

''دیگر ادارے'': لیکن یہ ادارہ اس کوشش میں تنہا نہیں۔ او ای سی ڈی نے 30 ممالک سے اس حوالے سے پالیسی اور اس کے ممکنہ اثرات پر معلومات اکٹھی کی ہیں۔ ان ممالک میں مغرب کے ساتھ ساتھ ترکی اور میکسیکو جیسے ترقی پذیر ممالک بھی شامل تھے۔ امریکی افواج سے وابستہ ادارہ رینڈ کارپوریشن آبادی میں تبدیلی کا بڑی توجہ سے مطالعہ کر رہا ہے۔ ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک کی آبادی میں فرق کا مطالعہ اس کے بنیادی موضوعات میں شامل ہے۔ حتیٰ کہ حال ہی میں امریکی سی آئی اے نے ایک تفصیلی غیر خفیہ دستاویز جاری کی ہے جس میں مغرب کی گھٹتی ہوئی آبادی اور اس کے اثرات کو موضوع بنایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی کئی موقر ادارے اس موضوع کے مختلف حصوں پر کام کر رہے ہیں۔ مثلاً ہارورڈ یونیورسٹی میں قائم ''مرکز مطالعہ آبادی و ترقی''۔ اس مرکز نے 1996ء میں ایک رپورٹ جاری کی جس کا ذیلی عنوان تھا ''عالمی قلت آبادی۔ قیاسات''۔ اس رپورٹ میں ایک ایسی دنیا کا نقشہ کھینچا گیا ہے جہاں بچے ''بہن بھائی سے محروم ہوں گے۔ انکے کوئی چچازاد' خالہ زاد نہ ہوں گے' چچا خالہ بھی نہیں۔ صرف والدین' ان کے والدین اور غالباً ان کے والدین''۔ واشنگٹن میں قائم ووڈ رو ولسن مرکز برائے اہل علم ایک ایسا ادارہ ہے جو صرف عالمی آبادی اور مغربی مفادات کے موضوع پر تحقیق میں مصروف ہے۔ اس کی توجہ ''بڑھاپے'' کے مطالعہ پر بھی ہے اور ترقی پذیر ممالک میں شرح آبادی پر بھی۔

> **آبادی کی کمی سے صرف فرد ہی متاثر نہیں ہوگا' صنعت و تجارت بھی براہ راست اس کی زد میں ہیں۔**

''اثرات وخطرات'': سی ایس آئی ایس کی اب تک کی مطبوعہ تحقیق کا بنیادی محور شرح آبادی میں کمی اور اس کے معاشی اثرات ہیں۔ بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ مغربی ممالک میں جہاں شرح آبادی دو بچے فی گھرانہ یا اس سے قدرے زیادہ ہے وہاں بمشکل ''متبادل آبادی'' فراہم ہو پاتی ہے۔ یوں ہر نسل پچھلی نسل سے تعداد میں کم ہوتی چلی جارہی ہے۔ یہ عمل اگر زیادہ عرصے جاری رہے تو اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آبادی میں بڑی عمر کے افراد بڑھتے چلے جاتے ہیں اور نوجوان' جو کسی بھی قوم کے حقیقی انسانی وسائل ہوتے ہیں' اور وہی تمام کام کرنے اور ٹیکس ادا کرنے والے افراد ہوتے ہیں' کم پڑتے جاتے ہیں۔ یوں حکومت جس کے اخراجات ٹیکس پر منحصر ہوتے ہیں' کمزور ہوتی جاتی ہے۔ سی ایس آئی ایس کی رپورٹ کے مطابق اس وقت مغرب میں 15 فی صد آبادی کی عمر 65 سال یا اس سے زائد ہے۔ اگلے دو عشروں میں یہ شرح 20 فیصد ہو جائے گی۔ 2030ء تک معمر افراد کل آبادی کا ایک چوتھائی جب کہ بعض ممالک میں ایک تہائی ہوں گے۔ گویا 25 فیصد سے 35 فیصد۔

یقیناً شرح پیدائش میں کمی اس ساری صورت حال کی واحد وجہ نہیں۔ ترقی یافتہ ممالک میں اوسط عمر میں اضافے کی وجہ سے ان افراد کی تعداد بڑھتی چلی جاتی ہے جو پنشن وصول کرتے ہیں اور زیادہ عرصے تک وصول کرتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ اگر آبادی میں مسلسل اضافہ ہوتا رہتا تو افراد کی طویل العمری ''مصیبت'' نہ شمار ہوتی۔ کیونکہ معمر افراد کے اضافے کا مسئلہ صرف پنشن کی ادائیگی تک محدود نہیں۔ یہ مسئلہ اس سے کہیں زیادہ گھمبیر اور پیچیدہ ہے۔ طبی اخراجات میں ہر گزرتے دن کے ساتھ اضافہ ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ پنشن کی موجودہ پالیسیاں مرتب کرتے وقت اوسط عمر کے تخمینے مختلف تھے۔ اب اوسط عمر میں اضافے سے یہ تمام پالیسیاں ناکافی ثابت ہو رہی ہیں۔ دوسری جانب یہ تمام

اضافی اخراجات پہلے سے کم نوجوانوں کو اٹھانے پڑ رہے ہیں۔ اس کے علاوہ چونکہ انہی نوجوانوں نے اگلی نسل کی افزائش کرنی ہے اس لئے اس اضافی معاشی دباؤ کے باعث اگلی نسل مزید کم افراد پر مشتمل ہوگی۔ اور یوں آبادی میں کمی سے ہر فرد پر ٹیکس کا بوجھ ناقابل برداشت ہوتا چلا جائے گا۔

آبادی کی کمی سے صرف فرد ہی متاثر نہیں ہوگا' صنعت و تجارت بھی براہ راست اس کی زد میں ہیں۔ سی ایس آئی ایس کے مطابق ''بڑھاپے کی بڑھتی ہوئی شرح مستقبل کے معاشی چیلنج کی بنیاد بنے گی''۔ جوں جوں آبادی گھٹتی چلی جائیگی اشیاء کے خریدار بھی کم ہوتے جائیں گے۔ مثال کے طور پر 2020ء میں یو پی ممالک میں 20 سے 39 سال کی عمر کی آبادی میں 13 فیصد کمی ہوگی۔ یہ افراد کا وہ گروہ ہے جو نیا گھر بساتا ہے اور گھریلو اشیاء کا سب سے زیادہ استعمال کرتا ہے۔ جب اس عمر کی آبادی کم ہوگی تو صنعت و تجارت کے بہت بنیادی گوشے مثلاً تعمیرات' جائداد اور گھریلو استعمال کی اشیاء سے متعلق تجارت بری طرح متاثر ہوگی۔

دفاع کے حوالہ سے سی ایس آئی ایس کی ایک رپورٹ ''عالمی بڑھاپا۔ نئے ہزاریئے کا چیلنج'' میں یہاں تک کہا گیا ہے کہ فوج اور بیرون ملک دفاعی آپریشنز کے اخراجات بھی ''شدید مالی دباؤ کا شکار ہوں گے۔ یہ مالی دباؤ پنشن اور حفظان صحت پر اٹھنے والے اخراجات کے باعث ہوگا'' اور نتیجتاً ایک بوڑھی' ترقی یافتہ دنیا کے لئے اپنی دفاعی ضروریات پوری کرنا مشکل ثابت ہوگا''۔

''تیسری دنیا کا ردعمل'': اس ساری صورت ال پر تیسری دنیا کا ردعمل غیر واضح ہے۔ اسی سال 24 جنوری کو اندر کمار گجرال' سابق وزیراعظم بھارت نے سی ایس آئی ایس کے ایک اجلاس میں صدارتی خطبہ میں اس وقت کے نائب صدر امریکہ الگور کے وہ الفاظ دہرائے جو انہوں نے 1994ء میں قاہرہ کانفرنس میں کہے تھے'' ہم۔ ب آج یہاں جمع نہ ہوتے اگر ہمیں یہ احساس نہ ہوتا کہ آبادی کا مسئلہ اہم مسئلہ ہے''۔ اس کے بعد گجرات نے کہا'' یہ صرف سات سال کی بات ہے۔ اب یہ بات واضح ہو چلی ہے کہ تیسری دنیا لی آبادی کے توازن کو اصل خطرہ مخالف سمت سے ہے''۔ خود بھارت میں بڑھاپا ایک مسئلے کی صورت اختیار کرتا جارہا ہے' گو شرح پیدائش ہنوز ''متبادل نسل'' کی حد سے اوپر ہے۔

امریکی سی نی اے نے ایک تفصیلی غیر خفیہ دستاویز جاری کی ھے جس میں مغرب کی گھٹتی ھوئی ابادی اور اس کے اثرات کو موضوع بنایا گیا ھے

''موجودہ صورت حال'': اس وقت دنیا کی 60 فیصد آبادی ایسے ممالک میں رہائش پذیر ہے جہاں آبادی میں اضافے کی شرح صفر فیصد یا اس سے کم ہے۔ یعنی ہر نسل پچھلی نسل سے یا تو برابر ہے یا تعداد میں کم۔ واشنگٹن میں قائم پاپولیشن ریفرنس بیورو کے مطابق' مزید 35 فیصد آبادی ایسے علاقوں میں رہائش پذیر ہے جہاں فی گھرانہ اوسط تین بچوں کا ہے۔ تاہم ان تمام اقوام کی شرح آبادی میں بھی پچھلے دو عشروں میں واضح کمی آئی ہے اور آبادی کو کم کرنے کے لئے مانع حمل اشیاء کے استعمال کے لئے انہیں مسلسل دباؤ کا سامنا ہے۔ گویا یہ اقوام بھی اگلی ایک نسل تک آبادی میں صفر فی صد اضافہ کی حد تک پہنچ جائیں گی۔

''مغرب کے اقدامات'': مغرب میں اس سلسلے میں جاری تحقیق اور دیگر مباحث اپنی جگہ' اس حوالے سے کئے گئے عملی اقدامات تاحال مشکوک نتائج کے حامل ہیں۔ بچوں میں اضافے کے لئے والدین کو معاشی تحریصات بعض علاقوں میں جزوی طور پر کامیاب رہی ہیں۔ اسی طرح جاپان میں اس حوالے سے ایک نئی اصطلاح ''طفیلی کنوارا'' وضع کی گئی ہے۔ طفیلی کنواروں سے مراد آبادی کا وہ حصہ ہے جو 20 سے 30 سال کی عمر تک پہنچنے کے باوجود اپنا گھر بسانے کے بجائے والدین کے ساتھ رہتے ہیں۔ معروف جاپانی ماہر عمرانیات ماسید و میاارا نے یہ تجویز تک پیش کی ہے کہ ماسوائے ان

www.naqshbandiaowaisiah.com

دوانوں کے جن کے والدین حقیقی ضرورت مند ہیں باقی تمام طفلی کنواروں پر الگ سے ٹیکس عائد کر دیا جائے۔

جرمنی میں محض آبادی کی کمی کو روکنے کے لئے اگلے پچاس سالوں میں ایک کروڑ 72 لاکھ افراد کی ضرورت ہو گی۔

ایک اور حل اقوام متحدہ کے ماہرین تجویز کرتے ہیں جسے وہ ''تبادل بذریعہ ہجرت'' کا نام دیتے ہیں۔ وہ حل یہ ہے کہ کم ترقی یافتہ ممالک سے افراد کو شہریت دے کر ''کماؤ پوت'' کی کمی پوری کی جائے۔ اس حوالے سے اب تک کے تجربات سے ثابت ہوا ہے کہ باہر کے ممالک سے زیادہ تعداد میں افراد کے آنے سے کلچر اور معاشرتی اقدار پر حرف آتا ہے۔ بعض صورتوں میں مقامی افراد کی طرف سے نسلی ردعمل بھی سامنے آیا ہے۔ اس سے بھی اہم بات یہ ہے کہ مقامی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے درکار مہاجروں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ سٹو انگلینڈ کے مطابق : ''جرمنی میں محض آبادی کی کمی کو روکنے کے لئے اگلے پچاس سالوں میں ایک کروڑ 72 لاکھ افراد کی ضرورت ہوگی۔ بوڑھے افراد کی زیادتی سے پیدا ہونے والا عدم توازن سہارنے کے لئے ہمیں کل 18 کروڑ مہاجروں کی ضرورت ہوگی گویا تین لاکھ چھ ہزار افراد سالانہ !!''

''لینے کے باٹ'': اس مسئلے کا ایک پہلو ایسا بھی ہے جسے عام طور پر اس حوالے سے شائع ہونے والی رپورٹوں اور سیمیناروں وغیرہ میں زیر بحث لانے سے گریز کیا جاتا ہے' وہ ہے تیسری دنیا میں آبادی سے متعلق جاری پالیسی۔ وہی پالیسیاں جو مغرب میں ایسے بھیانک نتائج کا باعث بنی ہیں' تیسری دنیا میں روک کیوں نہیں دی جاتیں۔

مثال کے طور پر کینیا میں آبادی کا مسئلہ ان تمام ممالک سے گھمبیر ثابت ہوگا جو آج مغرب میں اس کا شکار ہیں۔ جرمنی اور انگلینڈ میں آبادی کی کمی کا تناسب مسلسل تھا۔ یعنی معمر افراد کی تعداد رفتہ رفتہ بڑھتی گئی اور آبادی کی شرح میں کمی بھی پوری صدی پر محیط ہے۔ جب کہ کینیا میں 1980ء تک اوسط آٹھ بچے فی گھرانہ تھی۔ وہاں آبادی کے حوالے سے مصروف کار تمام تنظیموں کا ہدف شرح آبادی میں صفر فی صد اضافہ ہے' یعنی فی گھرانہ دو بچے۔ اس صورت میں اس ملک میں معمر افراد اور نئی نسل کا تناسب کیا ہوگا؟ جب کہ دیگر عناصر جیسے ایڈز اور ایڈز سے ملتی جلتی بیماریوں سے اگلی ایک نسل میں ایک تہائی کارکن آبادی کے مرجانے کا بھی تخمینہ ہے۔ اگر آبادی کی یہ ساری کمی مدنظر رکھی جائے تو دنیا کے نقشے سے کینیا کا مٹ جانا یقینی ہے۔

''حاصل کلام'' : مغرب میں آبادی کا مسئلہ کئی وجوہات سے پیدا ہوا: بڑی عمر میں شادی' طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح' طلاق کے بعد نکاح سے گریز' گھر بسانے سے ہی گریز اور کم بچوں کی خواہش۔ لیکن بنیادی وجہ خاندانی منصوبہ بندی ہی ہے۔ ترقی پذیر ممالک' جن پر آبادی کی کمی کے لئے مسلسل دباؤ ڈالا جارہا ہے' بہتر ہوگا کہ وہ اس ساری صورت حال کو مدنظر رکھیں۔ غریب ترین ممالک کو بھی' زیادہ آبادی سے فائدہ ہی پہنچے گا۔ جیسا کہ سی ایس آئی ایس کے تعارفی کتابچہ میں درج ہے کہ دنیا بھر میں شرح آبادی کی تبدیلی کا عمل ''اب محض قیاس نہیں رہا۔ یہ ایک ایسا انقلاب ہے جسے ہر حال میں آنا ہے۔ اور جب یہ انقلاب آئے گا تو کوئی

وھی پالیسیاں جو مغرب میں ایسے بھیانک نتائج کا باعث بنی ھیں' تیسری دنیا میں روک کیوں نہیں دی جاتیں۔

چیز بھی سابقہ حالت میں نہیں رہے گی''۔ (بشکریہ امپیکٹ انٹرنیشنل' لندن' مارچ 2001ء)

☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

مراسلات

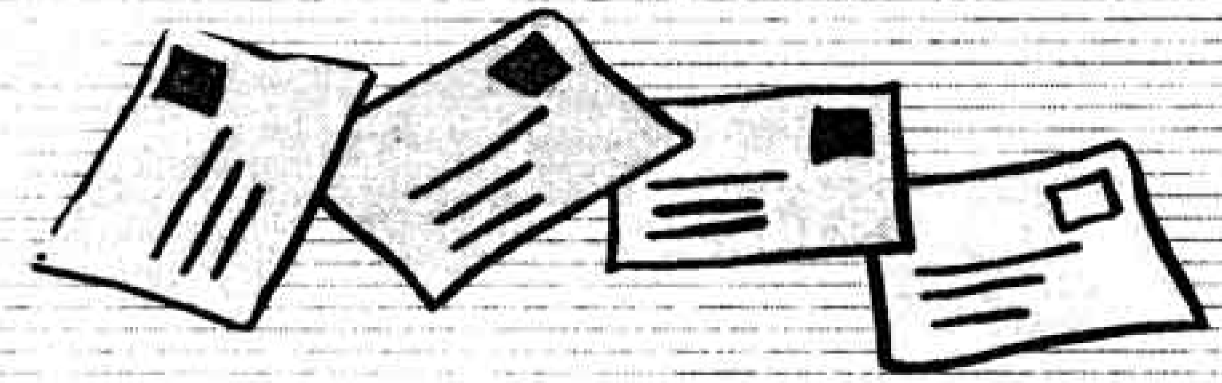

فرقہ واریت کا موثر سد باب

چودھری رحمت علی صاحب نے عالمی تحریک خلافت' واپڈا ٹاؤن لاہور سے مذکورہ عنوان کے تحت ایک مضمون بھیجا ہے جس کا کچھ حصہ شامل اشاعت ہے۔ موصوف نے نہایت درد کے ساتھ اس کا حل بھی تجویز کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

''فرقہ واریت کی جڑ ہمارے ہاں رواج پا جانے والے فروعی مسائل بشمل رفع یدین' امین بالجہر وغیرہ ہیں۔ خلیفہ و خلافت کا سلسلہ جب قائم نہ رہا تو وہ فرائض منصبی جو مسلمانوں نے امتی سطح پر ادا کرنے تھے ذہنوں سے نکل گئے۔ بالفاظ دیگر جب غلبہء دین حق' فریضہ شہادت علی الناس' فریضہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر جیسے بڑے بڑے فرائض منصبی کو امت مسلمہ نے پس پشت ڈال دیا تو فروعی مسائل میں یوں الجھ گئی کہ جیسے دین وہی ہوں۔ رفع یدین کو ہی لے لیں' فریقین تسلیم کرتے ہیں کہ ہر دو طریقہ سے نماز ہو جاتی ہے۔ یہ بھی مانتے ہیں کہ نجات کا دارومدار نماز پر ہے نہ کہ رفع یدین پر لیکن مسئلے کو چونکہ زندہ رکھنا ہے۔ دوسرا کوئی با مقصد کام کرنے کو تو ہے نہیں' لہٰذا اور نہیں تو ''ترجیح'' کا مسئلہ بنالیا گیا ہے۔ اگر انا' ہٹ دھرمی اور جذبہء برتری حائل نہ ہو تو یہ مسئلہ رہتا ہی نہیں' ایک شرف بن جاتا ہے۔ یعنی جب رسول ﷺ نے ہر دو طریقہ سے نماز پڑھی ہے تو وہ جو رفع یدین نہیں کرتے' کبھی کبھار کر لیا کریں اور اسی طرح سے جو رفع یدین کرتے ہیں کبھی کبھار نہ کیا کریں تو یوں ہر مسلمان ہر دو سنتوں پر عمل کر لیتا ہے جو کہ ظاہر ہے ایک شرف ہے۔ یوں نہ صرف فرقہ واریت کی ایک اور جڑ کا قلع قمع ہو جاتا ہے بلکہ مسنون روش پر بھی عمل ہو جاتا ہے۔''

حقوق نسواں : عرفانہ عفی چکوال

ہماری ایک مخصوص کلاس کی گنتی کی عورتوں کو حقوق نسواں کا مغربی فوبیا ہو گیا ہے۔ حکومتوں کی سرپرستی اور میڈیا کی مہم کے باوجود پاکستانی خواتین نے ان کے دلائل کو تسلیم نہیں کیا ہے۔ محترمہ عرفانہ عفی نے چکوال سے ہمیں ایک لمبا چوڑا مضمون بھیجا ہے جس میں سے کچھ حصے نذر قارئین ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہماری پڑھی لکھی خواتین اسلام کے دیئے گئے حقوق پر نہ صرف مطمئن ہیں بلکہ مغربی حقوق نسواں کی مخالفت میں بھی پیش پیش ہیں۔

'' اسلام سے قبل عورت کی حالت زار بڑی ناگفتہ بہ تھی۔ لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دیا جاتا۔ لڑکیوں کو تعلیم دلوانا نامناسب سمجھا جاتا۔ اسلام نے عورت کو ماں کی عظمت و احترام کے بلند مقام پر لا کھڑا کیا۔ دراصل یورپ اور جدید مغربی دنیا عورت کے حقوق کی جھوٹی علمبردار ہے۔ آزادی کے نام پر مغرب نے عورت کو ورغلایا۔ مغرب کی تقلید میں ہم چونکہ آگے آگے ہیں اس لئے ہم نے بھی ہر گلی' بازار' ہر کوچے میں عورتوں کے نیم عریاں پوسٹر لگا دیئے ہیں۔ ہر کریم اور ہر صابن پر عورت کی تصویر چسپاں کر دی ہے۔ وقت کا تقاضا ہے کہ ہم مغرب کی نقالی چھوڑ کر مغربی آقاؤں کے عزائم خاک میں ملا دیں۔ اندھی تقلید میں اسلامی روایات کو پامال نہ کریں۔''

چیف جسٹس سپریم کورٹ سے سود ختم کرنے کی درخواست

جناب محمد امتیاز قمر صاحب نے آزاد کشمیر سے چیف جسٹس سپریم کورٹ آف پاکستان کے نام ملک سے سود ختم کرنے کی درخواست کی تھی جس کی کاپی انہوں نے ''المرشد'' کو بھی بھجوائی ہے۔ اس میں قرآن و حدیث کی روشنی سے سود کو حرام ثابت کر کے اور اللہ کے حکم کی خلاف ورزی پر عذاب سے مطلع کر کے انہوں نے چیف جسٹس کو قائل کرنے کی

www.naqshbandiaowaisiah.com

ایک بھر پور کوشش کی ہے۔ لیکن ہماری حکومت چونکہ آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کو ہی اپنا رازق اور مشکل کشا سمجھتی ہے اس لئے فی الحال وہ اس طرف آ نہیں رہی۔ ہر مسلمان کی خواہش ہے کہ سودی نظام کا خاتمہ ہو' اسلامی نظام نافذ ہو۔ کوئی فرد، فرد، بھی اس سلسلہ میں کوشاں رہتے ہیں جیسا کہ بھائی امتیاز صاحب سرگرم عمل ہیں اور جماعتوں کے پلیٹ فارم سے بھی اس جہاد میں شریک ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے اور ان کو اپنی کوششوں میں کامیاب کرے۔

O ..... مظفر گڑھ سے جانباز سندھو صاحب نے اطلاع دی ہے کہ ضلع مظفر گڑھ کے امیر جماعت کے چھوٹے بھائی جو کہ سلسلہ عالیہ کے بھی ساتھی تھے 6 جون کو اچانک وفات پا گئے ہیں۔ انہوں نے تجویز کیا ہے کہ علاقہ وار حلقہ ہائے ذکر کے ماہانہ اجتماع بمعہ ایڈریس شائع کئے جائیں اور صاحب مجاز حضرات کے ہر اگلے ماہ کے پروگرام بھی ''المرشد'' میں شائع کئے جائیں۔

..... جانباز صاحب سلسلہ کے ساتھی کے فوت ہونے پر ادارہ ان کی مغفرت کے لئے دست بدعا ہے۔ آپ کی تجاویز شائع کر دی گئی ہیں جیسے ہی ہمیں کوئی ہدایات ملیں ہم انہیں بجا لائیں گے۔ آپ مناسب سمجھیں تو اس سلسلہ میں حضرت جیؒ سے ان کے ایڈریس پر ڈائریکٹ بھی رابطہ کر سکتے ہیں۔

O جناب رضوان مجید صاحب نے جو کہ الاخوان کے ضلعی صدر ہیں نے حضرت جی کے اسلام آباد میں خطابات کی کاپی بھجوائی ہے۔ ان کا بہت شکریہ۔

O ..... ملک عبداللہ جانباز مرید کے سے پوچھتے ہیں کہ اگر سید مقبول حسین شاہ صاحب کی کیسٹ بھیجوں تو کیا المرشد میں شائع کر دیں گے۔

..... جناب جانباز صاحب آپ کیسٹ بھیجنے کی بجائے وہ ریکارڈنگ کاغذ پر تحریر کر کے ہمیں بھیج دیں ہم شائع کرنے کی ضرور کوشش کریں گے۔

O ..... محمد شفیق اعوان ڈسٹرکٹ راولپنڈی نے ایک مضمون اسلام کا مقصد اور اسلام سے بغاوت بھجوایا ہے۔ اور پوچھا ہے کہ پنڈی میں اگر آپ کا کوئی دفتر ہو تو ان کا ایڈریس مرحمت فرمائیں تاکہ رابطہ کیا جا سکے۔

..... شفیق اعوان صاحب آپ کا مضمون ہم نے مجلس ادارت کے سپرد کر دیا ہے اگر اشاعت کے قابل ہوا تو باری آنے پر ضرور چھپے گا۔ راولپنڈی میں تنظیم الاخوان کے دفتر کا ایڈریس نوٹ فرما لیں۔

کرنل بشیر صاحب (ریٹائرڈ)

ہاؤس نمبر 220' سٹریٹ نمبر 12

چکلالہ سکیم نمبر 3 راولپنڈی

O ..... ایس ایم ناز نے گوجرانوالہ سے معمار وطن کی کاپیاں طلب فرمائی ہیں۔

..... ان سے درخواست ہے کہ وہ رابطہ رکھیں۔ جیسے ہی معمار وطن پبلش ہوتا ہے ان کو کاپیاں روانہ کر دی جائیں گی۔

O ..... ڈاکٹر محمد اسلم طاہر نے چیچا وطنی ضلع فیصل آباد سے دو صد روپیہ کا منی آرڈر کیا ہے اور لکھا ہے کہ ان کا چندہ مئی 2001ء سے ختم ہو چکا ہے۔

جناب ڈاکٹر صاحب آپ کو یہ رقم لاہور آفس میں بھجوانا چاہئے تھی کہ رسالہ جات کا اجراء انہیں کے ذمہ ہے۔ تاہم ہم یہ رقم لاہور آفس کو بھجوا دیں گے۔ جولائی کا رسالہ آپ کو ہم فیصل آباد سے بھجوا رہے ہیں۔ رسیدگی سے مطلع فرمائیں۔

ہم کتنے ماہ سے مسلسل اپنے قارئین کرام کو مطلع کر رہے ہیں کہ وہ ماہنامہ کے اجراء اور سالانہ خریداری کے لئے' ماہنامہ دیر سے ملنے یا نہ ملنے کی صورت میں لاہور آفس سے رابطہ کیا کریں۔ اس کے باوجود کتنے ہی خطوط ایسے ہوتے ہیں جو اگر ہمارے متعلقہ ہوں تو قارئین انہیں لاہور آفس کو بھیج دیتے ہیں اور لاہور آفس سے متعلقہ ہوں تو ہمیں بھیج دیتے ہیں۔ قارئین کرام سے پھر درخواست ہے کہ براہ کرم مذکورہ معاملات کی صورت میں لاہور کے آفس سے رجوع فرمایا کریں۔ وگرنہ ہم تو بحرحال آپ کی خدمت کے لئے لاہور میں بھی موجود ہیں اور فیصل آباد میں بھی۔